حرمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

شرعی، فقہی، آئینی تشریحات کی روشنی میں



مؤلف:

سید امتیاز حسین شاہ کاظمی ضیائی

مدرس: جامعہ رضویہ ضیاء العلوم۔ راولپنڈی

خطیب دربار عالیہ حضرت بری امام سرکار۔ اسلام آباد

اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی

حرمتِ رسول ﷺ

شرعی، فقہی، آئینی تشریحات کی روشنی میں

مؤلف

سید امتیاز حسین شاہ کاظمی ضیائی

مدرس: جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

خطیب دربار عالیہ حضرت بری امام سرکار اسلام آباد

اسلامک بک کارپوریشن

فضل داد پلازہ، اقبال روڈ، راولپنڈی، 051-5536111

نام کتاب .... حرمت رسول شرعی، فقہی، آئینی تشریحات کی روشنی میں
مؤلف .... سید امتیاز حسین شاہ کاظمی ضیائی
پروف ریڈنگ .... مولانا محمد ریحان قادری ضیائی، مولانا محمد طیب الرحمٰن ضیائی
قیمت .... 300 روپے

ناشر

اسلامک بک کارپوریشن

فضل داد پلازہ، اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی

فون۔ 051-5536111، موبائل 0300-5829668

پاکستان میں ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی 021-34910584
۲۔ زاویہ پبلشرز، دربار مارکیٹ، لاہور 042-37248657
۳۔ قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور 042-37213575
۴۔ مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے، فیصل آباد 041-2626046
۵۔ مکتبہ مہر منیر، دربارِ عالیہ گولڑہ شریف 051-2214488
۷۔ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم، ڈی بلاک سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی 0302-2202209
۸۔ جامعہ آمنہ ضیاء البنات ماڈل ٹاؤن ہمک اسلام آباد
۹۔ دربار عالیہ حضرت بری امام سرکار، اسلام آباد

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو آفتابِ ولایت، منبعٔ شریعت وطریقت، امیر تحریک ختم نبوت، فاتح مرزائیت، محافظ ناموسِ رسالت، غوثِ زماں، مجدِ دِ دوراں، حضور قبلہ ء عالم

پیر سیّد مہر علی شاہ صاحب

گیلانی گولڑوی قدس سرّہ العزیز

اور

ناشر علوم نبوت، قاسم فیضان ولائیت، منبع جود وسخا، مرکز مہر ووفا، رونق بزم علم وعرفاں، قبلہء دل وجاں، سید السادات، مصلح اُمت، محسن اہل سنت، سیدی وسندی مرشد کریم

حضرت علامہ اَبوالخیر قبلہ

پیر سید حسین الدین شاہ

صاحب کاظمی، چشتی، قادری، سلطان پوری

کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرر ہا ہوں۔

بھلا اے دل حسینوں میں کوئی ایسے حسیں بھی ہیں

یکے از غلامان دربارِ رسالت

خادم اَبوالخیر سید امتیاز حسین شاہ کاظمی ضیائی

فہرست مضامین

خوارج اور گستاخانِ رسول کے متعلق چند احادیث 167

﴿تقریظ﴾

جگر گوشہء مصلح اُمت، نازش آل رسول،

صاحبزادہ سید حبیب الحق شاہ ضیائی صاحب

نائب ناظم اعلیٰ جامعہ آمنہ ضیاء البنات اسلام آباد

خطیب السادات مولانا سید امتیاز حسین شاہ صاحب کاظمی ضیائی گذشتہ سولہ سال سے زائد عرصہ سے عظیم مہد علمی گلستان مہر علی جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی کے ساتھ وابستہ ہیں درس نظامی کی مکمل تعلیم یہیں حاصل کی اور گذشتہ سات سال سے یہیں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نسبی وحسبی کمالات سے نوازہ ہے۔ باوقار عالم، شعلہ بار مقرر، عمدہ مناظر، نعت گو شاعر معاملہ فہم انسان، بہتر مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ تحریر کا خاص ملکہ رکھتے ہیں۔ جامعہ کے تشہیری مواد کو اکثر یہی ترتیب دیتے ہیں۔ خطوط، مراسلات، اشتہارات، بینرز وغیرہ کے مضامین تحریر کرنے میں خاصی مہارت رکھتے ہیں۔ قبلہ والد گرامی کے قابل اعتماد، وفادار اور ہونہار شاگردوں اور مخلص مریدوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ جامعہ رضویہ کے ساتھ دل وجان سے پیار بھی کرتے ہیں اور خدمت کا جذبہ بھی رکھتے ہیں۔ شاہ صاحب ہمارے جامعہ کا فخر ہیں اور ہمارے خاندان کی خدمت ومحبت کے جذبے سے سرشار بھی ہیں۔

زیر نظر کتاب انہوں نے بڑی محبت سے تحریر فرمائی ہے۔ مجھ سے بھی دوران تحریر مشاورت جاری رکھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ سعی جمیلہ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور رسول اللہ ﷺ بھی اسے اپنی بارگاہ نازنین میں قبولیت کا شرف بخشیں۔ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کو دین متین کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دعا گو

﴿تقریظ﴾

استاذ العلماء مفکر اہل سنت حضرت

علامہ سردار احمد حسن سعیدی صاحب

مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أما بعد: سید امتیاز حسین شاہ صاحب جامعہ رضویہ ضیاء العلوم کے تعلیم یافتہ اور اب یہاں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ انتہائی ذہین وفطین اور بہت سی خوبیوں کے مالک ہیں۔شاہ صاحب کا سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ وہ آل رسول ہیں بزرگوں کا ادب کرتے ہیں خصوصا اپنے استاذ محترم اور مرشد شیخ الحدیث حضرت پیر سید حسین الدین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے بہت عقیدت رکھتے ہیں۔ شاہ صاحب کی ایک خوش بختی یہ بھی ہے کہ وہ جامع مسجد دربار عالیہ حضرت بری امام سرکار کے خطیب ہیں۔

سید امتیاز حسین شاہ صاحب میدان خطابت کے مانے ہوئے شہسوار ہیں آپ کی تقریر کا انداز بہت جذباتی اور زوردار ہے لیکن گفتگو بہت مؤثر ہوتی ہے۔ سید امتیاز حسین شاہ صاحب نے ماشاء اللہ خطابت وتقریر کے بعد میدان تحریر میں بھی قدم رکھ دیا ہے۔ اللہ تعالی نے انہیں جو صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں امید کی جاسکتی ہے کہ تحریر میں بھی وہ اپنا رنگ جمائیں گے۔

حضور علیہ السلام سے والہانہ عقیدت ومحبت اور آپ علیہ السلام کے دشمنوں سے بے پناہ نفرت ایک سچے، کھرے مسلمان کی طرح شاہ صاحب کے ایمان کا حصہ تو ہے ہی لیکن ان کے نسب کا تقاضہ بھی یہی ہے۔ الحمد للہ شاہ صاحب کو اللہ تعالی نے ان اوصاف جمیلہ سے بھی نوازا ہے یہ اسی عقیدت کا نتیجہ ہے کہ شاہ صاحب نے **"حرمت رسول شرعی، فقہی، آئینی تشریحات کی روشنی میں"** جیسی شاندار کتاب تحریر کر ڈالی ہے۔ جس کے ہر ہر لفظ سے محبت رسول کی خوشبو آتی ہے اور ہر ہر جملے سے دشمنان رسول سے نفرت کا اظہار ہوتا ہے ایک نازک موضوع پر دلائل وبراہین سے مرصع قابل تعریف کتاب ہے۔ اللہ تعالی سید امتیاز حسین شاہ صاحب کی اس خوبصورت کاوش کو قبول فرمائے اور اسے نافع عام بنائے۔ آمین

﴿تقریظ﴾

استاذ العلماء، محقق اہل سنت، مناظر اسلام

علامہ مفتی محمد حنیف قریشی صاحب

مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی و رہنما شباب اسلامی پاکستان

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم أما بعد:

یہ حقیقت ہے کہ باعث تخلیق عالم محبوب کریم ﷺ کی ذات سے محبت عین ایمان، اُمت مسلمہ کی رفعتوں کا نشان اور باعث بقاء وافتخار ہے۔

مؤمن وہی ہے جس کے دل میں اپنے آقا ﷺ کی محبت کا وہ غلبہ ہو کہ جس کے سامنے سارے جذبات محبتیں اور نسبتیں مغلوب ہو جائیں۔ حقیقی محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کی ساری نسبتیں محبوب ہو جائیں۔ اور محبوب سے دشمنی کرنے والا ہر شخص قابل حقارت ونفرت ٹھہرے۔

محبوب کے پیاروں سے عمیق دوستی اور محبوب کے دشمنوں سے نفرت آمیز دشمنی کے بغیر دعویٰ محبت خام ہے۔

اللہ کریم نے جہاں محبوب کریم کی غلامی کا حق ادا کرنے والوں کو اپنی لازوال محبت کا مژدہ جانفزا سنایا ہے وہیں آپ ﷺ کے دشمنوں اور گستاخوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کا اہتمام فرماتے ہوئے ایک اٹل ابدی قانون مقرر فرمایا کہ ''گستاخ رسول کی سزا صرف اور صرف موت ہے''۔

حاکم اعلیٰ عزوجل کے بنائے ہوئے اس قانون پر کتاب لاریب کی متعدد آیات اور جان کائنات ﷺ کی بے شمار احادیث شاہد ہیں۔

بلاخوف وخطر تلوار کے ساتھ ساتھ قلم اور زبان سے اہل باطل کے خلاف جہاد ہمیشہ سے علماء ربانی کا طرہ امتیاز رہا ہے۔

علماء ربانی کی جماعت کے ایک فرد مجاہد اسلام، خطیب السادات، حضرت علامہ قبلہ سید امتیاز حسین شاہ صاحب کاظمی بھی ایک عرصہ سے دین متین کی خدمت اور غلامی رسول کا حق ادا کرر ہے ہیں۔ ایک ہی درسگاہ سے اکتساب فیض کرنے کے باعث راقم کا شاہ صاحب سے دیرینہ رشتہ محبت ہے۔۔۔۔اور آپ کے جامعہ میں داخلہ کے دن سے لیکر آج تک پر خلوص دوستی کا رشتہ قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے تادم زیست قائم رکھے۔

شاہ صاحب بلا کے خطیب، ذہین مناظر، حاضر جواب شاعر اور بہترین قلم کار و مدرس ہیں۔ نسبی شرافت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی نے آپ کو حسبی کمالات سے بھی نوازا ہے ۔ ان تمام امتیازات پر بھاری آپ کا خاصہ یہ ہے کہ آپ حضرت مصلح اُمت، استاذنا الکریم، مرشد عالی وقار، شیخ الحدیث حضرت پیر سید حسین الدین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے منظور نظر، قابل اعتماد اور وفادار شاگرد خاص ہیں۔

آپ کی قلم کاریوں نے تھوڑے سے عرصہ میں اپنوں کے علاوہ غیروں کو بھی چونکا دیا ہے۔

تاریخی مناظرہ راولپنڈی میں قبلہ شاہ صاحب راقم کے ساتھ بطور معاون مناظر شریک تھے بعد ازاں آپ نے "گستاخ کون" کے نام سے رُوداد مناظرہ مرتب کی اور اس پر جاندار، پرمغز علمی حاشیہ لکھ کر اپنی علمی استعداد اور وسعت مطالعہ کا لوہا منوایا۔

اس بار "حرمت رسول ﷺ شرعی، فقہی، آئینی تشریحات کی روشنی میں" کتاب لکھ کر امام الانبیاء ﷺ کی ناموس وعزت کا دفاع کرنے والے مجاہدین کی صف میں اپنا نام لکھوایا۔

یقیناً شاہ صاحب نے موضوع کے ساتھ انصاف کیا ہے اور بے نظیر تحقیق منصۂ شہود پر لائے ہیں ان کی کتاب کا خاصہ یہ بھی ہے کہ ہر جگہ مضمون کے مطابق اشعار بھی درج کئے گئے ہیں جو اہل ذوق کے لئے مزید لطف کا باعث ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کی اس کوشش وکاوش کو امت کے لئے نفع بخش فرمائے۔

العبد العاصی

﴿تقریظ﴾

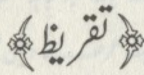
محقق اہلِ سنت، استاذ العلماء

حضرت علامہ مفتی ضمیر احمد ساجد صاحب

مہتمم دار العلوم غوثیہ رضویہ اسلام آباد

امابعد...... علامہ سید امتیاز حسین کاظمی صاحب علمی حلقوں میں محتاجِ تعارف نہیں بلکہ وہ عوام وخواص میں یکساں مقبولیت کی حامل شخصیت ہیں۔ عالم باعمل ہیں، مدرس و محقق اور شاعر و ادیب ہونے کے ساتھ قوتِ بیان کی انفرادیت میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔

یہ کتاب ان کی تصنیف ہے۔ بلاشبہ ان کی ایک مخلصانہ کوشش ہے۔ اس زمانے میں اٹھنے والے فتنوں پر کاری ضرب ہے۔ اہلِ مغرب کے منفی پروپیگنڈے کے آگے سدِّ سکندری ہے۔ دلائل سے آراستہ اور ادب سے لبریز یہ پوری دنیا کے لیئے پیغامِ عشقِ رسول ﷺ ہے جس سے مدتوں لوگ فیضیاب ہوتے رہیں گے۔ اس کتاب کی جامعیت اور موضوع پر شاندار بحث کو دیکھ کر پڑھنے والے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مصنف کی پشت پر اس دور کے مردِ حق، مصلح امت، محسنِ اہلِ سنت علامہ نازش اہلِ بیت علامہ پیر سید حسین الدین شاہ کا دستِ شفقت ہے یہ سب ان کی نظر کرم کے فیض وتربیت اور صحبت کا اثر ہے۔



تقریظ

رئیس المتکلمین، عمدۃ الخطباء

حضرت علامہ پیر سید شمس الرحمان شاہ مشہدی صاحب

خطیب آستانہ عالیہ سیال شریف ضلع سرگودھا

الحمدلك يارب العالمين والصلوٰة والسلام عليك يا رحمة اللعالمين، وعلى آلك واصحابك يا اشرف الاولين واكرم الاخرين۔ امابعد اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے یہ ساری کائنات سیدہ زہرا پاک کے بابا جان علیہ صلواتُ الرحمان کی خاطر تخلیق فرمائی ہے اور اپنے محبوب کریم ﷺ کی تعظیم ومحبت اور الفت کو دین کی شان ہی نہیں بلکہ دین کی جان بنایا ہے اور اہلِ ایمان پر یہ امر کسی طور مخفی و پوشیدہ نہیں کہ ان کی تعظیم کرنے والا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو جاتا ہے اور اس تعظیم کا منکر اور ادبِ رسالت مآب سے گریزاں بدبخت انسان ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مردود ہو جاتا ہے۔ اہلِ حق نے ہر دور میں شاتمینِ رسول، گستاخانِ محبوبِ خدا کے خلاف جہاد بالسیف کے ساتھ ساتھ جہاد بالقلم بھی جاری رکھا۔ ہر ایک نے اپنی بساط و ہمت کے مطابق اس بارگاہِ نور میں اپنی غلامی کا نذرانہ پیش کر کے جذبہء ایمان کا اظہار کیا کہ ہمیں اپنی خوش کلامی پر نہیں بلکہ آمنہ کے لال ﷺ کی غلامی پر ناز ہے۔ فاضل نوجوان، عزیز القدر خطیب السادات علامہ سید امتیاز حسین شاہ صاحب کاظمی سلمہ اللہ تعالیٰ اہلِ سنت کے نوجوان علماء میں کافی معروف ہیں۔ تقریر و تدریس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں تحریر کی صلاحیتوں سے بھی نوازا ہے۔ امام الفقراء حضرت سیدنا بری امام سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے آستانہ پاک پر اکثر و بیشتر مجھے بھی کچھ عرض کرنے کا موقع ملتا رہتا ہے اور شاہ صاحب دربار شریف کی مرکزی جامع مسجد میں خطیب ہیں۔ شاہ صاحب سے وہیں پہلی ملاقات ہوئی جو رفتہ رفتہ رفاقت میں بدل گئی۔ شاہ صاحب کم سن ہونے کے باوجود اسلاف کے ادب کا رنگ نظر آتا ہے۔ یہ سارا فیض استاذ العلماء، فخرِ آلِ رسول، حضرت شیخ الحدیث علامہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب، مداللہ ظلہ العالی کی تربیت کا صدقہ ہے اور گولڑہ شریف سے روحانی نسبت کا فیض واثر ہے۔

"حرمتِ رسول ﷺ کے روح پرور موضوع پر شاہ صاحب کی یہ علمی کاوش اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے۔ آمین

تعظیمِ رسول ﷺ قرآن مجید کی روشنی میں

الحمد لله الذی لم یزل عالماً قدیراً o حیًا قیّومًا سمیعًا بصیراً o
والصلٰوة والسلام علٰی رسوله الذی جاء بالحق بشیراً و نذیراً o
وعلٰی آلهٖ واصحابه کثیراً کثیراً o اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

جانِ کائنات، امام الانبیاء، سید المرسلین، محبوب خدا، نبی اکرم نورِ مجسم، شہنشاہ دو عالم، احمد مجتبیٰ، حضور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس واطہر امنِ عالم کا باعث، آپکا وجود مسعود ہر چھوٹی و بڑی نعمت کی تخلیق کی وجہ اور دنیاوی نعمتوں اور اخروی سعادتوں کا سبب اعظم ہے۔ آپ کے توسل سے ہی ظلمتوں اور کفر و شرک، ظلم و ستم، جہالت و بربریت میں مبتلا انسان راہِ حق سے آشنا بھی ہوئے اور دولت ایمان و عرفان سے سرفراز بھی۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جہاں ہر دور میں کچھ بلند بخت اور ارفع نصیب لوگ مدح و ثنائے حبیبِ خدا ﷺ میں رطب اللسان رہے وہاں چند رسوائے زمانہ، بغض و عناد کے پیکر، ظاہر و باطن کے کالے، شریر شاتمینِ رسول، ملعونین بھی اس عظیم المرتبت ہستی کے خلاف اپنی زبان طعن دراز کر کے اہانتِ رسول ﷺ کے جرم قبیح کا ارتکاب کرتے رہے ایسے گستاخوں کو ہر دور میں سزائے موت دی جاتی رہی۔ "حرمت رسول" کے روح پرور موضوع پر" پر زیر نظر مقالہ راقم نے تحریر کیا جس میں اپنی بساط کے مطابق یہ ثابت کیا جائے گا کہ تعظیم رسول ﷺ کی قرآن و حدیث کی رو سے کیا اہمیت ہے

اور گستاخ رسول کی سزا شرعاً کیا ہے اور قوانین پاکستان میں اس بات کا کتنا لحاظ رکھا گیا ہے اہمیت تعظیم و تکریم رسول ﷺ پر قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں۔

تعظیم رسول ﷺ قرآن مجید کی نظر میں:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جا بجا اپنے محبوب کریم ﷺ کی تعظیم و تکریم اور توقیر و تقدیس کے حوالے سے ارشادات فرمائے ہیں۔ ایک کم فہم آدمی بھی جن کی تلاوت کرنے اور معانی سمجھنے کے بعد اندازہ لگا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل و علا شانہ کو اپنے پیارے محبوب کریم ﷺ کی عزت و عظمت کتنی عزیز ہے چنانچہ ذیل میں قرآنِ حکیم کی چند آیات مختصر تشریح کے ساتھ درج کی جاتی ہیں جن سے شانِ حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کے جلوے دکھائی دیتے ہیں۔

آیت کریمہ: 1

النَّبِیُّ أَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِینَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ○

(سورۃ احزاب آیت 6)

”نبی مومنوں کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب ہیں اور ان کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔“

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جانِ کائنات ﷺ کا حق ہماری جانوں کے حق سے بھی بہت زیادہ ہے اور ان کی ازواجِ مطہرات تو سب مسلمانوں کی مائیں ہیں، ان روحانی ماؤں کا حق جسمانی ماؤں سے اس قدر زائد سمجھنا ضروری ہے جتنا روح کا حق جسم سے زائد ہوتا ہے کہ عام لوگوں کے جسم کو مٹی چند روز میں نیست و نابود کر دیتی ہے اور اس کے برعکس روح ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہتی ہے ایک آدمی خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم اپنی جسمانی والدہ کے متعلق گالیاں سن کر برداشت

نہیں کرسکتا تو پھر ایک مومن اپنی روحانی ماؤں اور بالخصوص اپنے نبی کریم ﷺ کے بارے میں غلط بات کیسے برداشت کرلے۔

آیت کریمہ :2

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ○ (سورة احزاب آیت 58)

بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر دنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لیے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں واضح کر دیا گیا کہ جن لوگوں کی یاوہ گوئی اور دریدہ دہنی سے خدا اور رسول کی عالی مقام ذوات قدسیہ تک محفوظ نہ رہ سکیں وہ لوگ عنداللہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں ان کا کوئی عمل قابلِ قبول نہیں کیونکہ اعمال کی قبولیت کا دارومدار ایمان پر ہے اور وہ لوگ اپنی شقاوت کے باعث واہانت رسول کے سبب ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آخرت میں ان کے لیے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے یہی ان کا مقدر ہے۔

ہے جہنم دشمنانِ مصطفیٰ کے واسطے

آیت کریمہ :3

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا ○ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمًا ○ (سورة الاحزاب آیت53)

اور تم کو جائز نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو یہ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی بھاری بات ہے۔ (یعنی سخت توہین ہے)

ایسے لوگ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اپنے اعمال و افعال قبیحہ، کفر و ضلالت، معصیت و نافرمانی، شان نبوت کے انکار و انحراف شریعت کے اوامر و نواہی کی مخالفت و مخاصمت، اور اہانت پیغمبر کر کے بارگاہ رسالت مآب ﷺ کے ادب و احترام، تعظیم و تکریم کو پس پُشت ڈال کر اللہ و رسول کی اذیت کا باعث بنتے ہیں یا اہانت و تنقیص کے لیے بالواسطہ یا بلاواسطہ کام کرتے ہیں وہ جان لیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے بدنصیبوں کو اپنی رحمت و رافت سے تاابد محروم کر دیتا ہے۔

امام زمخشری، علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفاسیر میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جن آیات میں ایذاء الٰہی کا ذکر آیا ہے وہاں بھی مراد ایذاءِ رسول ﷺ ہی ہے۔ اس مقام پر اس ایذاء کی بات ہو رہی ہے جو لوگوں کے درمیان متعارف ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ عزوجل ایسی ایذاء سے مبرا و منزہ ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ایذاء کو اپنا ایذاء قرار دیا ہے۔

آیت کریمہ: 4

لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ ۝

(پارہ نمبر 26 الفتح آیت 9)

تاکہ (اے لوگو) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم و توقیر کرو۔

گویا نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر ایمان لانے کا اصل مقصد ہی یہ ہے کہ انسان آپ علیہ السلام کی تعظیم و تکریم، ادب و توقیر بجا لائے اور کمال ایمان کے حصول کے لیے ادب و تقدیس رسول کو حرزِ جاں بنائے۔ اس آیت کریمہ میں

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر ایمان لانے کا حکم ارشاد فرمایا پھر متصل ہی اپنے پیارے محبوب کریم ﷺ کے ادب واحترام اور تعظیم وتوقیر کا تذکرہ فرمایا۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جولوگ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر کما حقہ، ایمان رکھنے والے ہیں وہ ادب واحترام پیغمبر ﷺ کو از حد ضروری واز بس لازمی سمجھتے ہیں بلکہ جانِ ایمان وعین ایمان گردانتے ہیں۔

جان ہے ایمان کی الفت رسول اللہ کی (مؤلف)
حسنین کے نانا سے جسے پیار نہ ہوگا
منجدھار میں ڈوبے گا کبھی پار نہ ہوگا

آیت کریمہ: 5

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝

(پارہ نمبر 26، سورۃ الحجرات آیت 1)

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔

اہل ایمان کے لیے فرمانِ عالی شان جاری کر دیا گیا ہے کہ جانِ کائنات ﷺ کے کسی فعل پر تقدیم اور پہل تم سے واقع نہیں ہونی چاہیئے خواہ وہ قولاً ہو یا فعلاً۔ کیونکہ یہ تقدیم بارگاہِ رسالت ﷺ کی عظمت ورفعت اور ادب واحترام کے منافی ہے۔ صحابہء کرام نے قربانی میں نبی کریم ﷺ سے پہل کر دی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ تنبیہی حکم نازل فرما دیا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کریم کی حرمت وعزت کس قدر عزیز ہے۔

اس واضح قرآنی بیان سے اہل ایمان پر یہ حقیقت منکشف کرنا مقصود ہے

کہ اللہ اور اس کے رسول کا ادب دو مختلف جہتیں نہیں ہیں ذاتیں گو کہ الگ الگ ہیں مگر ادب دونوں بارگاہوں کا ایک ہی بات ہے۔ اسی لئے امام اہل سنت نے کیا خوب فرمایا ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیر

آیت کریمہ:6

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ

(پارہ 26 سورۃ الحجرات. 26)

اے ایمان والو اپنی آوازوں کو (غیب کی خبریں دینے والے)
نبی کی آواز سے بلند نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ اس آیہء مبارکہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بارگاہ سرکار ﷺ کا ادب و احترام سکھاتے ہوئے انہیں اپنی آوازیں نبی مکرم ﷺ کی آواز مبارک سے پست رکھنے کا حکم ارشاد فرما رہا ہے۔ یعنی حضور علیہ السلام کے ساتھ جب کوئی محو گفتگو ہو تو نہ وہ زیادہ تیزی دکھائے اور نہ ہی اپنی آواز کو ان کی آواز سے بلند کرے کیونکہ یہ ادب کا تقاضا ہے کہ اپنے سے بڑے کی بارگاہ میں آوازوں کو ہمیشہ پست رکھا جاتا ہے کیونکہ باآواز بلند یا چیخ چلا کر گفتگو کرنا کسی کی عزت وعظمت کو کم کرنے اور اس کے ادب و احترام کو ترک کرنے کے مترادف ہے جبکہ اس کے برعکس سید عالم ﷺ کی بارگاہ ناز میں اپنی آوازوں کو پست رکھنا اور دھیمے لہجے میں بولنا تعظیم رسول ﷺ ہے۔

تعظیم نبی اصل میں ایمان کی جاں ہے۔ (مؤلف)

روضہء رسول ﷺ کے قریب اونچا بولنے کی ممانعت

آقائے دو جہاں ﷺ کی خواہ ظاہری حیات ہو یا حیاتِ برزخی امت مسلمہ پر ہر حال میں ادب رسول ﷺ فرض ہے اور وہ آداب جنہیں حضور پُرنور ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں ملحوظ رکھنے اور بجالانے کا حکم تھا وہ آج بھی اسی طرح باقی ہیں۔ ایمان کی سلامتی اور بقا بھی ان کے ادا کرنے میں ہی ممکن ہے یہی وجہ ہے کہ اہل ایمان، صلحائے امت آج بھی جب بارگاہِ جانِ کائنات ﷺ کی حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں تو ادب وتکریم رسالتمآب ﷺ کے پیش نظر اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں کیونکہ انہیں کتاب اللہ اور احادیث پاک کی روشنی میں یقین کامل ہے کہ اللہ کے نبی ہمیشہ زندہ ہیں اور ان کی فریاد کو سن رہے ہیں۔ فقیر نے پیر نصیرالدین نصیر صاحب کے شہرہ آفاق کلام پر تضمین لکھی ہے اس کا ایک شعر ہدیہ قارئین ہے۔

گو کہ ہم سارے زمانے کے ستائے ہوئے ہیں
کرسی دل پہ محمد کو بٹھائے ہوئے ہیں
وہ نظر اپنے دیوانوں پہ جمائے ہوئے ہیں
کشتیاں اپنی کنارے سے لگائے ہوئے ہیں
کیا وہ ڈوبیں جو محمد کے ترائے ہوئے ہیں

(مولف)

جملہ انبیاء کرام کے اجساد مبارکہ کو مٹی ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی بلکہ مٹی پر انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام ہے اس لئے ان کا احترام دائماً ان کی ظاہری حیات کی مثل فرض ولازم ہے۔

حافظ ابن کثیر کا فیصلہ

مشہور محدث و مؤرخ حافظ ابن کثیر نے اس بات کو اپنی تفسیر میں یوں تحریر کیا ہے۔

قال العلماء یکرہ رفع الصوت عند قبرہٖ ﷺ کما کان یکرہ فی حیاتہٖ علیہ السلام لانہ محترم حیاً فی قبرہ دائماً (تفسیر ابن کثیر جلد4 ص 407)

علماء نے کہا ہے کہ حضور علیہ السلام کی قبر انور کے پاس آواز بلند کرنا مکروہ فعل ہے جیسا کہ حضور کی ظاہری حیات مبارکہ میں مکروہ تھا اس لئے کہ حضور اپنی ظاہری حیات کی طرح ہمیشہ اپنی قبر انور میں زندہ اور واجب الاحترام ہیں۔

اسی بناء پر عشاق حاضری دیتے وقت تعظیم و ادب کو ہمہ دم ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ کیونکہ

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

آیت کریمہ: 7

یَا اَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْکَافِرِینَ عَذَابٌ اَلِیمٌ O (پارہ 1، سورۃ البقرۃ، آیت 104)

اے ایمان والو! تم ''راعنا'' نہ کہا کرو بلکہ ''انظرنا'' کہا کرو اور تم خوب توجہ سے سُنا کرو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

جو لوگ تعظیم و توقیر رسول اللہ ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو نظر انداز کر کے

گستاخی واہانت کے طرزِ عمل پر چل پڑتے ہیں۔ انہیں آگاہ رہنا چاہیئے کہ ایسا کرنے سے وہ دائرۂ اسلام سے بھی خارج ہوگئے ہیں۔ اور اس کئے پر آخرت میں دردناک اور ذلت آمیز عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔

وہ لفظ جو ذومعنیٰ ہو یعنی ''موہم تحقیر'' ہو اس میں بارگاہِ رسالت کی توہین کا شائبہ پایا جاتا ہو اسے سرکار ﷺ کی بارگاہ میں استعمال کرنا توہین اور صریح گستاخی ہے اگر واضح توہین کا معنی نہ بھی پایا جاتا ہو تب بھی ایسے ذومعنیٰ لفظ کے استعمال کی بارگاہ رسول ﷺ میں قطعاً اجازت نہیں اس میں یہ بھی ضروری نہیں کہ عربی لغت میں وہ لفظ بغرض توہین و تنقیص وضع کیا گیا ہو پھر بھی ایسا لفظ سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں بولنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ منافقین، کفار، بد باطن، گستاخانِ رسول ایسے الفاظ بول کر رسول اللہ ﷺ کی دل آزاری کرتے ہیں اور یہ بات اللہ تعالیٰ کو کسی طور پر برداشت نہیں ہوسکتی۔

اپنے محبوب کی کوئی توہین بھی ۔۔۔ خالق دوسرا کو گوارہ نہیں

امام فخر الدین رازی کی وضاحت

حضرت امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیہء کریمہ کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

ثم انه تعالٰی بین ما للکافرین من العذاب الالیم اذا لم یسلکو مع الرسول هذه الطریقة من الاعظام والتعجیل والاصغاء الی ما یقول والتفکر فیما یقول

(تفسیر کبیر، جلد3، ص225)

''جب وہ کفار حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم اور جو کچھ آپ فرمائیں اس کی طرف توجہ اور اس میں غور و فکر نہ کرنے کے

راستے پر چلیں تو اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے درد
ناک عذاب کا ذکر کیا ہے۔''

امام رازی علیہ الرحمۃ الباری کے کلام سے معلوم ہوا کہ تنقیص و تحقیر پیغمبر ﷺ خواہ عمداً ہو یا سہواً، قصداً ہو یا غیر ارادی طور پر اس کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کر دینے سے دین و ایمان کی بقاء ہے کیونکہ دین وایمان کی اساس و بنیاد تقدس وعظمت رسول ﷺ پر استوار ہوئی ہے حتی کہ عقیدہ توحید کا پہلا واضح ثبوت بھی حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کی طہارت و پاکیزگی ہے یعنی 360 بتانِ حرم کی تکذیب اورتوحید خداوندی کا نعرہ بلند کرنے پر جب آپ ﷺ سے دلیل طلب کی جاتی ہے تو جواباً ارشاد فرماتے ہیں۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ o

(سورۃ یونس ،پارہ 11)

پس میں نے تو ایک عمر (چالیس سال تک) اس سے قبل تم
میں گذاری ہے کیا تم (بالکل) عقل نہیں رکھتے۔

تمہیں میری زندگی بے عیب نظر آتی ہے تو میری بات کا یقین کرلو اور اللہ پر ایمان لے آؤ۔ اس لئے کہ وہی تمہارا خالق و مالک ہے۔ میں تمہیں کفر وشرک کی غلاظتوں سے نکال کر توحید کی شفافیت کے نور سے منور کرنا چاہتا ہوں۔ میری زندگی دلیل ہے توحید خداوندی کے اعلانِ حق کی، واپس پلٹ آؤ جہنم کا راستہ چھوڑ دو اور میری اتباع کا فوز و فلاح والا راستہ اپنا لو۔

آیت کریمہ: 8

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًاo

(سورۃ النور ، پارہ 18، آیت 63)

تم رسول کے بلانے کو ہرگز ایسے نہ سمجھو جیسے تم آپس میں ایک
دوسرے کو بلاتے ہو۔

یہ بات طے پا گئی کہ بارگاہِ نبوی ﷺ میں گفتگو اور تخاطب کے وقت ادب واحترام، تعظیم وتوقیر کے جملہ آداب اور پہلوؤں کا کمال درجے تک خیال رکھنا از بس ضروری ہے اور جانِ کائنات ﷺ سے مخاطب ہو کر ایسے الفاظ استعمال کرنا جن میں برابری کا اندیشہ پایا جاتا ہو یہ بھی توہین اور گستاخی ہے اس لئے کہ یہ بارگاہ کائنات کی عظیم ترین بارگاہ ہے۔ اسی لئے امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

لابد من تعظيم الرسول عليه السلام فى المخاطبة
(تفسیر کبیر جلد3 ص224)

حضور ﷺ کو مخاطب کرنے میں تعظیم رسول ﷺ کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

کوئی شخص بھی کہیں غیر احتیاطی میں ایسے الفاظ زبان پر نہ لے آئے جو ضیاع ایمان کا باعث بنتے ہوں اسے احساس تک بھی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ اس کے تمام اعمال برباد کر دے۔

ٹکر نہ لے نبی کی شریعت سے ہوش کر
دوزخ میں جھونکتی ہے یہ ٹھوکر لگی ہوئی

(نصیر)

احتمالِ توہین والے الفاظ سے اجتناب

وہ الفاظ جن کے استعمال سے گستاخی واہانت کی ہلکی سی بُو بھی آتی ہو ان کو

شانِ رسالت میں استعمال کرنا ممنوع وحرام ہے۔ امام شوکانی نے فتح القدیر میں بیان کیا ہے کہ

”ایسے الفاظ وکلمات جن سے گالی وعیب کا احتمال وگمان پیدا ہوان سے اجتناب واحتراز ضروری ہے اگرچہ بولنے والا اس لفظ سے سب وشتم کا سرے سے قصد ہی نہ کرے اوران الفاظ کے استعمال سے کلیتاً رک جانا اس لئے بھی ضروری ہے تاکہ اہانت وگستاخی کا ذریعہ وسبب ہی ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے اور کوئی بھی تنقیص وتحقیر کی راہ کی طرف جانے کی جرأت نہ کرسکے۔“ (فتح القدیر)

پس ثابت ہوا کہ ادب وتکریم کے مسئلے میں ڈھیل دینا ہی گستاخی کو جنم دیتا ہے فلہٰذا اس بارگاہ ناز کا دل کی گہرائیوں سے ادب ایمان کو قائم رکھنے کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا زندہ رہنے کے لیے سانس کی ضرورت ہوتی ہے۔

قانون میں خیالِ تعظیم

اس بات کا لحاظ و پاس رکھا جائے کہ اسلامی ریاست کا قانون ترتیب دیتے وقت ادب رسول ﷺ کے تمام پہلوؤں کو نظر کے سامنے رکھا جائے اور وہ قانون اتنی صریح عبارت پر مشتمل ہونا چاہیئے کہ کسی کو یہ کہہ کر بچ جانے کی گنجائش نہ ہو کہ جو لفظ میں نے بولا ہے اس سے صراحتاً حضور ﷺ کی گستاخی وتوہین ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس میں فقط احتمال وشائبہ ہے جبکہ میرا قطعاً گستاخی کا ارادہ نہیں تھا۔ کسی کا یہ جواب ہرگز قابل قبول نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے ایسے الفاظ بارگاہِ رسول ﷺ میں استعمال کرنے سے ہی منع فرما دیا ہے پھر کسی اور زبان میں گنجائش کیسی؟ قرآن حکیم کی روشنی میں ایسے گستاخ کا کوئی عذر قابل قبول نہ

ہوگا اور وہ اس سزا کا مستحق قرار پائے گا جو ایک گستاخ رسول کو اسلامی آئین کے مطابق ملنی چاہیے۔

اس لئے کہ کسی ملک کیا بلکہ کائنات کی عزت سے بڑھ کر میرے پیارے نبی کریم ﷺ کے پاک جوڑوں کی عزت ہے جس کی عزت اتنی زیادہ ہو اس کی تعظیم کا قانون بھی اتنا اہم ہوتا ہے۔ ان کی عزت کا قانون کسی اسمبلی نے نہیں میرے رب نے بنایا ہے۔

آیت کریمہ:9

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ○

(سورۃ النساء پارہ ۵)

اور اگر وہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں آپ کے پاس (نادم ہو کر) آئیں پھر اللہ سے معافی مانگیں اور رسول بھی ان کی سفارش فرمائیں تو وہ اللہ کو بڑا توبہ قبول کرنیوالا اور مہربان پائیں گے۔

☆ گناہگاروں کو ایک لائحہ عمل دیا جا رہا ہے کہ جانِ دو عالم ﷺ کے حکم کی عدم تعمیل، اس سے انحراف، نافرمانی و معصیت اور ہر قسم کی اہانت و گستاخی سے تائب ہو کر اپنے جرموں کا اعتراف کرتے ہوئے اور اس پر ندامت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ رب العزت کی بارگاہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہوئے جو کوئی بھی بارگاہِ رسالت مآب میں آجائے تو اس کی توبہ قبول ہو جائے گی۔ مگر اس پر شرط یہ ہے کہ نبی مکرم ﷺ بھی اس کی سفارش فرما دیں تو پھر اس کی بخشش و مغفرت حسب وعدۂ الٰہی یقینی ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ مکرم

ﷺ کی سفارش کی لاج رکھتے ہوئے اسے معاف فرما دے گا۔

☆ ان لوگوں پر اللہ کا انعام پھر یقینی ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے فسق و فجور، عداوت و دشمنی، حسد و عناد، اور بغض و کینہ اور تکبر و رعونت سے پاک ہو کر اور طاغوتی طاقتوں کی دریوزہ گری کرنے سے تائب ہو کر صدقِ قلب سے بارگاہِ خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہو جائیں۔ اور مخالفت و مشاقتِ رسول ﷺ کا وطیرہ چھوڑ کر کامل اخلاص کے ساتھ آجائیں اور اپنے کردہ گناہوں کی کامل اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے معافی طلب کریں سرکار سے معافی چاہیں کیونکہ انہوں آپ کے قلب مبارک کو رنجیدہ کیا ہے اس کے بعد آقائے عالمیاں ﷺ بھی ان کی مغفرت چاہیں اور سفارش فرمائیں تب اللہ تعالیٰ اپنی شان توابیت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے انہیں معاف کر دے گا۔ یہ ضابطہء معافی ہے۔

مجرم ہو تو منہ اشک سے دھوتے ہوئے آؤ
آؤ درِ تواب پہ روتے ہوئے آؤ
مذکور ہے قرآن میں بخشش کا طریقہ
محبوب کی دہلیز سے ہوتے ہوئے آؤ

درِ رسول ﷺ پر قبولیت توبہ

ایسے گنہگار جو اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے ہیں جب چوکھٹ رسول ﷺ پر حاضری کے شرف سے بار آور ہوں گے تب اللہ تعالیٰ ان کی کوتاہیوں کو معاف فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے عفو و درگذر کی خیرات حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر

ہو کر طلب کرنے کا معنی و مفہوم ظاہر اور واضح ہے جب تک جانِ کائنات علیہ السلام کی ظاہری حیات تھی اس وقت تک " جــاءُ وْكَ "کا مفہوم آپ کی ظاہری مجلس میں آکر ہی آپ سے معافی مانگنے کا تھا مگر جب آپ علیہ السلام وصال فرما گئے تو اب اس کا معنی و مفہوم روضہء رسول ﷺ پر حاضری ہے۔

جو بھی شخص آپ کی ظاہری حیات میں دامن سوال دراز کر کے آیا وہ اپنی جھولی مراد سے بھر کر لے گیا اور جو آپ کے وصال کے بعد قبر انور پر حاضر ہوا وہ بھی کامیاب و کامران ہو کر واپس لوٹا کیونکہ

ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو تیرے در سے
اک لفظ "نہیں" ہے کہ تیرے لب پہ نہیں ہے

پھر کسے مانگنے کا ہوش رہے اے اعظم
بانٹنے والا جب خود سرِ بازار آئے

جیسا کہ تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں ایک اعرابی کو بعد از وصال قبر انور سے معافی قبول ہونے اور جنت کی بشارت دینے کی روایات مشہور و معروف ہیں۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شفاعت و سفارش امت مسلمہ کی بخشش و مغفرت کے لئے ثابت ہے مگر یہ بات ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ آقا حضور ﷺ بھی سفارش اور شفاعت اسی شخص کی فرمائیں گے جو دل و جان سے بڑھ کر آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم اور ادب و توقیر کو وقعت دیتا ہے۔ وہ تغیرات زمانہ کے ساتھ گرگٹ کی طرح رنگ نہیں بدلتا بلکہ موسم کیسا ہی کیوں نہ ہو حالات کتنے ہی سنگین ہو جائیں اس پر ہر وقت عشق محمدی کا رنگ بلالی غالب رہتا ہے۔

مے خانہ سہارا دیتا ہے نہ جام سہارا دیتا ہے
ہم کو تو مدینے والے کا بس نام سہارا دیتا ہے

آیت کریمہ۔10:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا O (سورۃ الاحزاب پارہ 22 آیت 36)

اور کسی مومن مرد یا مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ فرما دیں تو پھر ان کا اپنے معاملے میں کچھ اختیار باقی رہ جائے اور جس نے (اس بات کو نہ سمجھا) اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو وہ صریح گمراہی میں مبتلا ہوا۔

یعنی جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی معاملے میں فیصلہ فرما دیں تو پھر کسی مومن کو احکام شرعیہ میں اپنی ذاتی رائے و خیال کے اظہار اور اختلاف کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اس کے بعد رہے وہ احکام اور معاملات جن کا تعلق تجربات (Secular observations) اور ان دنیاوی مسائل کے ساتھ ہے جن پر اللہ اور اس کے رسول نے مثبت طور پر (Positively) کوئی حکم ارشاد نہیں فرمایا اور انہیں اباحت (Discertion) کے دائرے میں رکھا ہے ان میں اگر کوئی اختلاف کرتا ہے تو وہ کفر اور ناجائز نہیں جو مثالیں اختلاف کی ملتی ہیں وہ اسی نوعیت کی ہیں جبکہ دوسرے اختلاف کی کوئی مثال نہیں ملتی، اب رہ گئے غیر مسلم تو صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے اختلاف کیا تبھی وہ غیر مسلم ہو گئے لہٰذا غیر مسلم کا اختلاف تو کوئی معنی ہی نہیں رکھتا اور یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ اہانت رسول ﷺ کے باب میں صرف مخالفت ہی مراد ہے محض مجرد اختلاف مراد نہیں ہے۔ مخالفت ہی غیر مسلموں کو خائب و خاسر کرنے والی ہے۔

(ناموسِ رسالت اور احکام اسلام)

مخالفتِ رسول (ﷺ) تکلیف دہ ہے

وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات وفرامین کی اطاعت نہ کر کے مخالفت و معصیت کا ارتکاب کرتے ہیں اور اپنے اس فعل قبیح سے جانِ کائنات ﷺ کو تکلیف دیتے اور اذیت پہنچاتے ہیں آپ ﷺ پر الزام تراشی اور زبان درازی کرتے ہیں حتی کہ آپ کی شانِ اقدس میں گستاخی واہانت کے مرتکب ہوتے ہیں تو ان کے سبھی اعمالِ حسنہ پہلے ضبط ہو چکے ہیں اب یہ اعمالِ قبیحہ رسول اللہ علیہ السلام کو رنجیدہ کرنے اور اذیت پہنچانے کا باعث ہیں۔ بدیں وجہ وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچ سکتے۔

چونکہ وہ اللہ و رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں اس لئے وہ جرم عظیم اور سنگین گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں قرآن نے مخالفت رسول کرنے والوں کو دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کی وعید سُنائی ہے۔ کیونکہ گستاخوں کے لئے یہی جگہ موزوں ترین ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”کیا وہ نہیں جانتے کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے گا تو اس کے واسطے دوزخ کی آگ ہے اس میں وہ ہمیشہ رہے گا یہ تو بڑی رسوائی ہے۔ (سورۂ توبہ)

علامہ ابن تیمیہ کا قول فیصل

ابن تیمیہ نے اسی آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ

فانہ یدل علی ان اذی النبی ﷺ محادۃ للہ ولرسولہٖ لانہ قال ھذہ الایۃ عقب قولہ تعالٰی ومنھم الذین یوذون النبی

ویقولون هو اذن (الصارم المسلول ص 21)

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ و رسول (ﷺ) کی مخالفت کرنے والا حضور علیہ السلام کو ایذاء دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ایذاء رسول کی آیت کے بعد نازل فرمائی ہے وہ یہ ہے۔ ان میں بعض نبی کو ایذاء پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہر ایک بات کان دھر کر سن لیتا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ اگرچہ دوسرے مسلک کے دھڑے سے تعلق رکھنے والا شخص ہے مگر ناموسِ رسالت کے حوالے سے اس کی لکھی ہوئی کتاب ''الصارم المسلول علی شاتم الرسول'' اس موضوع پر اپنی مثال آپ ہے۔

11: آیت کریمہ۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ ○
كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ○

(سورة المجادله ، 20,21)

درحقیقت جو لوگ بھی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے بڑے ذلیل لوگ ہیں اللہ نے یہ بات لکھ دی ہے کہ ضرور بالضرور میں اور میرے رسول غالب رہیں گے بیشک اللہ بڑا قوت والا اور غلبے والا ہے۔

اس فرمان عبرت نشان سے معلوم ہوا کہ انسان اللہ و رسول ﷺ کی مخالفت ومخاصمت اور عداوت ومعصیت کی وجہ سے ذلت ورسوائی کے عمیق گڑھوں میں گر جاتا ہے اور ہمیشہ کے لئے ذلیل وخوار ہو کر رہ جاتا ہے۔ اللہ و رسول کی عزت و عظمت حرمت وتقدیس بے انتہاء ہے اور یہ ایک اصول ہے کہ فریقین میں سے کسی کی ذلت ورسوائی فریق ثانی کی عزت وعظمت کے مقابلے میں ہوتی ہے اللہ

ورسول کی مخالفت کرنے والا خود کو خدا ورسول کے مقابلے میں ایک فریق بناتے ہیں اس کے سبب جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اس کی ذلت و رسوائی بھی بے انتہاء ہوگی۔ اس جیسا ذلیل وخوار اور رسوائے زمانہ شخص پوری مخلوق میں نہ ہوگا۔ اور نہ ہی کوئی آنکھ اس جیسا گھٹیا، خسیس اور ذلیل شخص دیکھ سکے گی، گویا یہ بات واضح ہوگئی کہ مخالفت رسول ﷺ کے ارتکاب سے انسان خود کو طبقہ اوّلین میں شامل کرتا ہے۔ جب کہ قرآن گستاخ کو ذلیل کہتا ہے تو اس کی پیروی میں اہل ایمان بھی اس ملعون کے ذلیل نجس اور رسوائے زمانہ اور پلید ازلی ہونے پر کیسے شک کر سکتے ہیں۔ وہ صرف ذلیل ہی نہیں ہوا بلکہ اذل ہے۔

علامہ اسماعیل حقی کی شاندار تشریح

كانت ذلة من يحاده كذالك وذالك بالحبس والقتل فى الدنيا وعذاب النار فى الأخرة (روح البيان جلد9، ص410)

اللہ ورسول کی مخالفت کرنے والے کے لئے رسوائی ہے دنیا میں قتل وقید اور آخرت آگ کی صورت میں (اس بدبخت کو عذاب دیا جائے)

مخالفِ رسول ﷺ ذلیل ترین شخص ہے

مذکورہ آیت کریمہ میں لفظ ''اذل'' آیا ہے جس کے معنی ومفہوم میں زیادتی لفظ ذلیل سے بھی زیادہ پائی جاتی ہے۔ علامہ ابن تیمیہ نے مذکورہ بالا آیت مبارکہ کے ضمن میں تحریر کیا ہے کہ ''جب تک انسان کا خون و مال محفوظ رہتا ہے وہ اس وقت تک مباح الدم نہیں ہوتا، مگر جونہی وہ اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کی بے ادبی وگستاخی اور مخالفت ومخاصمت کا کوئی اقدام کرتا ہے تو مباح الدم ہو جاتا

ہے اور اپنی جان و مال اور خون کے بارے میں عدم تحفظ کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور عجیب و غریب خوف و وحشت میں مبتلا ہوتا ہے اس کا یہ خوف اس کو طبقہء اذلین میں شامل کر دیتا ہے پھر وہ معصوم الدم نہیں رہتا اس کا قتل کرنا واجب ہو جاتا ہے جان و مال کی محافظت کا عہد و پیمان گستاخی و اہانت رسول ﷺ کی وجہ سے اٹھ جاتا ہے اور وہ غیر محفوظ ہو جاتا ہے اس لئے مزید تحریر کیا کہ

الموذی للنبی لیس لہٗ عہد یعصم دمہٗ.

(الصارم المسلول ص22)

نبی کریم ﷺ کو اذیت دینے والے کا کوئی عہد و پیمان باقی نہیں رہتا جو اس کے خون کو محفوظ کرے۔ (اس کو اس کیۓ کی سزا بطور قتل ملنی ہی چاہیئے۔)

یعنی ایسا شخص اذیت رسول ﷺ کے ارتکاب کے لمحے سے ہی مباح الدم ہو جاتا ہے اور اسے قتل کرنا امت مسلمہ پر واجب ہے۔ گستاخ رسول کی تحقیر و رسوائی بیان کرنے کے بعد ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تو فیصلہ فرمالیا ہے کہ وہ ہمیشہ دین اسلام کے پیروکاروں اور امام الانبیاء ﷺ کے غلاموں کو سر بلند کرے گا اور مخالفین رسول دونوں جہانوں میں ذلیل و رسوا ہوں گے۔ کیونکہ عزت تو اللہ و رسول سے محبت کرنے والوں کے لئے ہے نہ کہ ان کے دشمنوں اور گستاخوں کے لئے۔ راقم کی لکھی ہوئی نعت کا ایک شعر ہے:

دل اُلفت سرکار بسانے کے لئے ہے
سر آپ کی عظمت پہ کٹانے کے لئے ہے

(مؤلف)

آیت کریمہ:12

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا

وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا o

(سورۃ احزاب پارہ 22 آیت 57)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کو ایذاء
پہنچاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور
ان کے لیے (اس نے) ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔

خدا اور رسول ﷺ کو اذیت دینے والا دنیا و آخرت میں مستحق لعنت اور لائق عذاب ہے۔ اذیت جسمانی بھی ہوتی ہے اور روحانی بھی، ذہنی بھی ہوتی ہے اور عقلی بھی ان سب صورتوں میں جو شخص ہر ان دو ہستیوں کی توہین کر کے اپنی عاقبت خراب کرے گا اور ان کو ایذاء دے گا تو وہ دین و دنیا میں لعنت کا طوق اپنے گلے میں سجا کر دربدر پھرے گا اور مخلوق خدا اس پر لعنت کے پتھروں کی بوچھاڑ کرے گی۔ اس لئے ہر شخص کو غور کرنا چاہیئے کہ ذرا سی دو انچ کی زبان کہاں کہاں پہنچاتی ہے۔ دنیا و آخرت میں لعنت کا مستحق قرار پانا کوئی معمولی بات نہیں۔ "نعوذ باللہ منہ"

سچ فرمایا اعلیٰ حضرت نے۔ راقم نے ان کے کلام پر بھی تضمین لکھنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ جس کا ایک شعر قارئین کی نذر کیا جاتا ہے ؎

کھا کے دھکے ہزار پھرتے ہیں   بوجھ اٹھا کے حمار پھرتے ہیں
جیسے چوڑے چمار پھرتے ہیں   تیرے در سے جو یار پھرتے ہیں
دربدر یونہی خوار پھرتے ہیں

آیت کریمہ: 13

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورۃ المجادلہ پارہ 28 آیت 5)

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کرتے ہیں وہ ایسے ہی ذلیل ہوں گے جیسے ان سے پہلے لوگ ذلیل ہوئے تھے۔

مخالفین رسول ﷺ کے مقدر میں ذلت و رسوائی اللہ تعالیٰ نے رکھ دی ہے اور وہ ان کو مل کر رہے گی اب حق واضح ہوگیا ہے جس کی مرضی وہ ادب واحترام رسالت مآب علیہ السلام کو وطیرۂ حیات بنا کر عزت کا تاج پہنے وگرنہ اس کے برعکس ذلت والا راستہ صاف واضح ہے۔ یہ حقیقت اظہر من الشّمس ہوچکی ہے زمانہ اسی کی عزت کرتا ہے جو دل وجان سے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وتکریم کرتا ہے۔

؎ محمد عربی کہ آبروئے ہر دو سراست
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

پوچھیں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری سے قبل انہیں کوئی پوچھتا تک نہ تھا۔ مگر جب سے اس بارگاہِ نور کے وہ گداگر بنے ہیں تو زمانے کے بڑے بڑے حسین بھی ہاتھ جوڑ کر عرض کرتے ہیں۔

؎ نہ شمس اچھا ہے فلک پر نہ ہلال اچھا ہے
نظر انصاف سے دیکھو تو بلال اچھا ہے

آیت کریمہ۔ 14

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ○ (سورۃ النساء پارہ 5 آیت ۱۱۵)

جو شخص (عظمتوں والے) رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے
گا بعد اس کے کہ اس کے سامنے امر حق ظاہر ہو چکا اور
مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلا تو ہم اس کو جو
کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں
گے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔ (اس گستاخ کیلئے)

رسول اللہ ﷺ کی ذات وصفات سے مخالفت دین اسلام سے خروج کا باعث اور جہنم میں جانے کا بڑا سبب ہے۔ اگر صرف مخالفت پر اس قدر وعید وارد ہوئی ہے تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے توہین و تنقیص رسول ﷺ پر اللہ تعالیٰ کس قدر گرفت فرمائے گا اور گستاخِ رسول کا انجام کتنا ذلت آمیز ہوگا۔

آیت کریمہ۔ 15

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ o

(سورۃ توبہ پارہ 10 آیت 61)

اور جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کو (اپنی بد گوئی سے) ایذاء
دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

جو بھی رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دے گا تو اسے آگاہ اور باخبر ہونا چاہیئے کہ آپ ﷺ کو ذاتی حیثیت یعنی محمد بن عبداللہ کے حوالے سے کسی قسم کی اذیت و تکلیف نہیں دے گا بلکہ وہ رسول و نبی کی حیثیت و منصب کے حوالے سے دے گا اسی بنا پر اذیت رسول ﷺ اذیت باری تعالیٰ قرار پائی۔ یعنی وہ اپنی دریدہ دہنی اور یا وہ گوئی کا تیر ذاتِ مصطفیٰ ﷺ پر چلاتا ہے اور حقیقتاً وہ خدا تعالیٰ کی ذات پاک کو بھی اذیت دینے کا ارتکابِ قبیح کرتا ہے۔

آیت کریمہ۔ 16

مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّـهَ (النساء پارہ 5 آیت 80)

جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کی (حکم مانا) پس اس نے اللہ کا حکم مانا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم جانِ کائنات علیہ السلام کا حکم ماننا در حقیقت اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا ہے۔ اس لئے کہ آپ علیہ السلام وہی بات فرماتے ہیں جو حق تعالیٰ کی مرضی و منشا ہوتی ہے۔

آیت کریمہ۔ 17

وَاللَّـهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَن يُرْضُوهُ (التوبة پارہ 10 آیت 62)

اللہ اور اس کا رسول (علیہ السلام) اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ اسے راضی کیا جائے۔

اہم نکتے کی جانب توجہ:

مذکورہ آیت مقدسہ میں یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ اس میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کا ذکر ہے۔ عام قاعدہ و ضابطہ ہے کہ عربی زبان میں جب دو کی بات ہو رہی ہو تو صیغہ تثنیہ کا مستعمل ہوتا ہے اسی طرح اگر دو کی طرف ضمیر لوٹانا مقصود ہو تو تثنیہ کی ضمیر لوٹائی جاتی ہے۔ یعنی اس وقت ''اسے'' نہیں بلکہ ''انہیں'' کہا جاتا ہے۔ لیکن قرآن مجید کا اسلوب بیان یہاں پر مختلف ہے وہ پہلے دو ہستیوں یعنی خدا اور رسول کا ذکر کرتا ہے مگر جب آگے ضمیر لوٹانے کی باری آتی ہے تو واحد ''یرضوہ'' استعمال کرتا ہے کہ اسے راضی کریں۔

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ یہاں واحد کی ضمیر کا استعمال کرنا اس بات

کا متقاضی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا محبوب سے از حد پیار ہے اور وہ ان کے بارے میں الگ ضمیر کی جدائی بھی پسند نہیں فرماتا۔ یعنی جو میرے محبوب کی رضا ہے وہی میری رضا ہے۔

حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے کہ:

"کلھم یطلبون رضائی وانا اطلُبُ رضاك فی الدارین"

(مطالع المسرات)

دونوں جہان میری رضا کے طالب ہیں اور میں دونوں جہانوں میں محبوب کی رضا چاہتا ہوں۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ (اعلیٰ حضرت)

اس کی مثل اور بھی کئی آیات ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول ﷺ کا فرمان درحقیقت اللہ کا فرمان ہی ہے۔ جو ان کے حکم پر عمل کرتا ہے وہ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کا حکم بجا لاتا ہے اور ان کے حکم کا منکر ہے وہ بھی حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے ہی حکم کا منکر ہے پھر اس کو سزا بھی اسی درجے کی ملے گی۔

بن عشق نبی مدعا نہیں ملتا
عبادتوں کا بھی کوئی صلہ نہیں ملتا
خدا کے بندو سنو خدا کی قسم
جسے نبی نہیں ملتے اسے خدا نہیں ملتا

آیت کریمہ۔ 18

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۝ (سورۃ الفتح پارہ ، 26، آیت 10)

(اے محبوب) بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں

فی الحقیقت وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں (گویا) اللہ کا
دستِ قدرت ان کے ہاتھوں پر ہے۔

یہاں پر "انما"، کلمہء حصر ہے جس کا مفاد اس بات کی صراحت کرتا ہے کہ وہ لوگ جو نبی اکرم ﷺ کے دست کرم پر بیعت سے فیض یاب ہو رہے ہیں وہ گویا اللہ جل شانہ، کے دست قدرت (جیسا اس کی شان کے لائق ہے) پر بیعت سے مشرف ہو رہے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک پر بیعت کو اللہ تعالیٰ کا اپنی بیعت قرار دینا اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حق الٰہی اور حق رسول ﷺ میں کوئی امتیاز نہیں۔ بایں وجہ اس بیعت کو بیعت اللہ کے طور پر لازم ٹھہرایا گیا۔

دستِ احمد عینِ دستِ ذوالجلال
آمد اندر بیعت و اندر قتال

کتنے خوش بخت اور ارفع نصیب ہیں وہ نفوس قدسیہ جن کو یہ شرف حاصل ہوا کہ انہوں نے جانِ کائنات ﷺ کے دست کرم پر بیعت ہو کر گویا اللہ تعالیٰ کے دست رحمت پر بیعت ہونے کی سعادت حاصل کی۔ تو صحابہ کرام کا وہ پاک گروہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس انعام و کرم کے لئے چن لیا ہے ان کے مقدروں کی عظمت اور ایمان کی رفعت میں کوئی اہل ایمان شک نہیں کر سکتا۔

آیت کریمہ۔ 19

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنفَالِ قُلِ الْأَنفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ o

(سورۃ الانفال پارہ 9 آیت 1)

آپ سے لوگ غنیمتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما
دیجئے کہ غنیمتیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہیں

آیت کریمہ۔ 20

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا (سورۃ النساء آیت 174پارہ6)

اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل آئی
اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اُتار۔

جب ساری مخلوق میں سے رسول و نبی سب سے بڑی دلیل قدرت ہوتے ہیں کیونکہ انہیں منصب نبوت ورسالت عطا کیا جاتا رہا تا کہ اعلان توحید کریں اور کفر وشرک کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔ دیگر سب انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر ہیں اور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات کے مظہر اتم ہیں دیگر جملہ انبیاء ورسل میں مقام ومرتبہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زیادہ ہے اس لئے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لئے دلیل اعظم و برہان کامل ہیں۔

میں صدقے جاواں اس سوہنڑے توں
جیہڑا شہر مدینہ دا باشی
موصوفِ خدائے لم یزلی
نزل القرآن بمدحتہٖ
(تاجدار گولڑہ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

اس آیت میں برہان سے مراد حضور علیہ السلام ہیں اور نور مبین سے مراد قرآن پاک ہے قرآن ہمیں آپ ہی کے وسیلہ سے ملا ہے لہٰذا قرآن اور صاحب قرآن دونوں کی تعظیم بجالانا اور صدق دل سے ان پر ایمان لانا ہی نجات کا باعث ہے ان کی توہین دراصل اللہ تعالیٰ کی توہین ہے کیونکہ یہ دونوں ہر شے کے خالق رب قدوس کی طرف سے دلیل و برھان بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

آیت کریمہ۔ 21

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ○

(سورۃ الفتح، پارہ 26 آیت 28)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ
بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ۔

اس آیت سے صاف واضح ہوگیا کہ حق تعالیٰ کی معرفت اور اس کی شانوں کا مظہر اور آئینہ حضور اقدس ﷺ ہیں۔ انہیں دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی پہچان ہوتی ہے رسول کریم ﷺ توحید باری تعالیٰ کے گواہ ہیں اور خود اللہ تعالیٰ حضور ختمی مرتبت ﷺ کی نبوت رسالت کا گواہ ہے۔ تعظیم خدا جل جلالہ، و مصطفیٰ ﷺ فرض ہے۔

اس حقیقت حال کے واضح ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ دونوں کی تعظیم فرض و لازم ہے۔ رسول اعظم کی تعظیم اللہ کی ہی تعظیم ہے اور ان کی توہین اللہ تعالیٰ کی توہین متصور ہوگی۔ لہٰذا ان دونوں ہستیوں کے گستاخوں کے بارے میں نرم جذبات اور نہاں خانہ دل میں گوشہء عافیت رکھنے والا بد بخت اور جہنمی ہے۔ غیرت ایمانی کا تقاضا ہے کہ حق بات ڈنکے کی چوٹ پر کی جائے۔

حرام خون کو اُلفت نبی کے دشمن سے
حلال خون تو عاشق کے گیت گاتا ہے

(مؤلف)

آیت کریمہ۔ 22

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (سورۃ الانفال آیت 24 پارہ 9)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے بلانے پر

حاضر ہو جب (رسول ﷺ) تمہیں اس چیز کے لیے بلائیں
جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

اہل ایمان کو حکم دیا گیا کہ جب یہ رسول ﷺ تمہیں بلائیں تو تم فوراً حاضر ہو اور یہ رسول کا بلانا فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کا ہی بُلانا ہے۔ یہاں بھی پیچھے دو شخصیات کا ذکر ہے اور آگے "دعاکم" میں واحد کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے جو اس بات کو واضح کرتا ہے کہ رسول اللہ کا بلانا درحقیقت اللہ کا بلانا ہی ہے۔
اللہ تعالیٰ بھی جس کو بلاتا ہے وہ اپنے محبوب کے واسطے ہی سے بلاتا ہے۔ بلا واسطہ کسی کو نہیں بلاتا، ہر حال میں حاضر ہونا مومن پر فرض ہے اس آیت کریمہ کے ضمن میں فقہاء کرام ایک ضابطہ وقاعدہ بیان فرماتے ہیں کہ اگر کوئی حالت نماز میں ہو تو حضور علیہ السلام اس کو بلائیں وہ آپ ﷺ کا کام وخدمت بجالانے کے بعد وہیں سے نماز پڑھے جہاں سے اس نے ترک کی تھی کیونکہ اطاعت رسول عین اطاعت الٰہی ہی ہے بدیں وجہ اس کی نماز کے فاسد ہونے کا کوئی امکان ہی نہیں۔ اس کی نماز باقی ہے تھوڑا تعطل ضرور واقع ہوا ہے مگر ٹوٹی ہرگز نہیں۔ عقل کے اندھوں کو شانِ رسالت کا اس بات سے اندازہ کر لینا چاہیئے۔
آیت کریمہ۔23

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

(سورۃ المنافقون آیت 8 پارہ 28)

عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور ایمان والوں کی ہے

عزت کا معیار:

یہ بھی ظاہر ہوا کہ دنیاوی مال ومتاع اور منصب وجاہ کوئی وقعت نہیں رکھتا

اگر یہ چیزیں عزت کے لیے شرط ہوتیں تو اللہ کے حبیبِ خدا ﷺ ان کو ٹھوکر نہ مارتے اور ان کی مذمت نہ بیان کرتے۔ دولت عنداللہ محبوبیت کی علامت نہیں صحابہ کرام کی رشک ملائکہ جماعت فقر و فاقہ کے عالم میں تھی اور کفار و مشرکین کے پاس دولت کے انبار لگے ہوئے تھے۔ کربلا کے دشت میں آلِ محمد ﷺ کے پاکیزہ پھول غریب الوطن اور بھوکے پیاسے تھے۔ یزیدیوں کے پاس تمام تر سہولیات تھیں مگر عزت والے حسینی ہی تھے اور یزیدی ذلت کا نشان۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت تو ان فاقہ مست ایمان والوں کی ہے جنہوں نے خدا و رسول کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا ہے۔ ظاہری ٹھاٹھ باٹھ علوّ مرتبت کی دلیل نہیں ہوتی کربلائے معلیٰ میں نواسہء رسول، شہید اعظم حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے اور یزید پلید کے چیلوں کو ظاہری فتح ہوئی مگر تاریخ نے اس حقیقت کو منکشف کر دیا کہ اس جنگ میں کون جیتا کون ہارا۔ اور دنیا یہ نعرہ آج بھی بلند کرتی نظر آتی ہے کہ۔

زندہ ہے آج بھی حسین و علی کا نام　　اور خاک اڑ رہی ہے یزید و زیاد کی

اصل ذاتی عزت اللہ کی ہے اللہ کی وجہ سے رسول اللہ کی ہے۔ اور خدا و رسول کی وجہ سے مومنین کو مقام عزت حاصل ہے کیونکہ یہ ان کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔

ہر دور میں دولت کے غرور اور اقتدار کے نشے میں آ کر جن دشمنان خدا و رسول نے اللہ و رسول ﷺ سے ٹکر لینے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل و رسوا کر کے نشانِ عبرت بنا ڈالا۔ عقل والوں کے لئے دونوں راستے کھلے ہیں کوئی چاہے تو تعظیم رسول والا راستہ اپنا کر ابدی عزتوں کا تاج پہن لے اور جو چاہے تو مخالفتِ رسول کا راستہ اپنا کر دونوں جہانوں میں خائب و خاسر ہو جائے۔

آیت کریمہ۔ 24

وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ط قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ○ لَاتَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ط (سورۃ توبہ آیت 65,66 پارہ 10)

اور (ان منافقوں کے استہزاء میں) اگر ان سے آپ سوال کریں تو پھر وہ کہیں گے ہم تو یوں ہی گپ شب اور دل لگی کرتے تھے تو آپ فرما دیجئے کہ اللہ سے اور اس کی آیات سے اور اس کے رسول سے ہنسی کرتے تھے۔ بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد (اس گستاخی کے سبب) کافر ہو چکے ہو۔

آیت کریمہ۔ 25

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ○ (سورۃ الکوثر پارہ 30)

بیشک ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی پس اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی کریں بیشک آپ کا دشمن بے نام ونشان ہو کر رہے گا۔

سورۃ الکوثر سے جہاں جانِ کائنات ﷺ کی عظمتوں، رفعتوں کے اور بے شمار پہلو واضح ہوتے ہیں وہیں دشمنان و گستاخانِ رسول کی مذمت بھی بیان ہو رہی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزتوں، عظمتوں اور دونوں جہانوں کی کرامتوں کا تاج پہنا کر بھیجا ہے۔ کوئی بد بخت یہ نہ سوچے کہ آپ کا نام ونشان مٹ جائے گا

بلکہ جب تک جہان باقی ہے آپ کی عظمت و شان و تذکرۂ کمال و عرفان باقی رہے گا۔ آپ کے گستاخ مردود مٹ جائیں گے۔...... نیست و نابود ہو جائیں گے ...... فنافی النار ہو جائیں گے .... بے نام و نشان ہو کر واصل جہنم ہوں گے...... دونوں جہانوں کی تباہی و بربادی سے ان لعینوں کو کوئی نہیں بچا سکتا...... گردشِ ایّام .... مرورِ وقت ...... زمانے کے پیچ و تاب ...... بدلتے ہوئے حالات کے نشیب و فراز سے ان کے شر و فساد بھی ختم ...... اور ان کی اولاد بھی ختم ہو جائے گی ...... اور اے میرے پیارے محبوب آپ کی عظمت و شان اور مقامِ رفیع کے چرچے چار دانگ عالم میں ہر سُو یونہی بہار آشنا رہیں گے۔ تبھی گولڑہ شریف سے ترجمانی ہوتی ہے۔

مرجائیں حاسد جل جل کر غم مت کر اے میرے پیغمبر
دیتا جا بھر بھر کر ساغر انّا اعطیناك الکوثر

(نصیر)

منافقوں کا استہزاء

منافقین اور شاتمان رسول گستاخی و اہانتِ رسول کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے اور سفر و حضر میں اپنے مکر و چالبازی سے نہ رکتے تھے حضور نبی کریم علیہ السلام نے ایک موقع پر ایک گمشدہ اونٹنی کی نشاندہی کی تو اس پر منافقین سیخ پا ہو گئے اور طعنہ زنی کرنے لگے اور اس بات کا مذاق و استہزاء اڑایا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرما کر گستاخانِ رسول کے کفر پر مہر ثبت فرما دی۔ کیونکہ عالم ما کان و ما یکون نبی کے علم مبارک پر اعتراض وہی کر سکتا ہے جس کے دل میں بغض و حسد اور عناد و کینہ کی آگ جل رہی ہو جبکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تمام صلحائے امت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے قائل ہیں۔

عذر کی عدم قبولیت:

فرمانِ الٰہی سے معلوم ہوا کہ بارگاہِ مصطفوی ﷺ میں ادنیٰ سی گستاخی سرزد ہوجائے تو یہ انسان کو ایمان سے محروم کر دیتی ہے اور اس سلسلے میں کسی قسم کا کوئی عذر قابل قبول نہیں۔ قرآن کریم میں بے شمار مقامات پر تعظیمِ رسول ﷺ کے قاعدے بیان کئے گئے ہیں تبرکاً چند آیات کریمہ کے ذکر کا مقصد یہ ہے کہ معترضین کو بھی معلوم ہو جائے تعظیم وتکریم رسول ﷺ کی قرآن نے کس قدر جابجا تلقین فرمائی۔

ہمہ قرآن درشانِ محمد ﷺ است



مقام مصطفیٰ ﷺ کا اجمالی تعارف

﴿قرآن کے آئینے میں﴾

تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اس خاکدانِ عالم پر ایک لاکھ سے زیادہ انبیاء علیہم السلام تشریف لائے لیکن ان نفوسِ قدسیہ کے مکمل حالات، صحیح خدوخال نہ تو صفحات تاریخ پر ثبت ہیں نہ ذہنِ انسانی یا حافظہ میں محفوظ ہیں یہ انفرادیت صرف اس کامل واکمل ذات، سید المرسلین، رحمۃ للعالمین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہی حاصل ہے کہ آپ ﷺ کی حیاتِ مقدسہ، صورت، سیرت، طریق عبادت، رہن سہن یا اختصار کے ساتھ یوں کہیئے کہ آپ ﷺ کی حیات کا ہر گوشہ صفحات تاریخ پر ہی نہیں بلکہ انسانی حافظہ میں بھی محفوظ ہے۔

موجودہ سائنسی دَور میں بھی یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ کائنات اپنی تمام رفعتوں، وسعتوں اور پہنائیوں کے باوجود لامحدود ہے لیکن حضور سید الکونین ﷺ کے فضائل، کمالات اور محاسن لامحدود ہیں۔ زبان وقلم ان کو کما حقہ، پیش کرنے سے قاصر اور حقیقی خدوخال پیش کرنے سے عاجز ہیں لیکن عاشقانِ جمال آپ ﷺ کی سیرت وسراپا کا نقشہ الفاظ میں پیش کر کے اپنے قلوب کی نورانیت میں اضافہ کرتے ہیں اور دنیا کو یہ بتاتے ہیں کہ اس دنیائے چون و چند میں یہ شرف وعزت صرف حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ماننے والوں

کو حاصل ہے کہ اُنہوں نے اپنی اہلیت کے مطابق اپنے نبی ﷺ کی سیرت و صورت کو صفحاتِ تاریخ پر بلکہ عاشقانِ صادق کے قلوب پر مرتسم کر دیا ہے۔

اگر ان کتابوں کا وہ تمام ذخیرہ دُنیا سے معدوم ہو جائے اور دنیا میں صرف قرآن کریم ہی باقی رہ جائے تو تب بھی ہم اس میں صاحبِ قرآن کی شخصیت کو ایسی صحیح اور صاف روشنی میں دیکھ سکتے ہیں کہ کسی شک و اشتباہ کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا کیونکہ قرآن حکیم نے جس مسئلے کو انتہائی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے وہ رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہے آیئے ہم دیکھیں کہ قرآن اپنے لانے والے کو کس رنگ میں پیش کرتا ہے۔

حضور ﷺ کے ظہور کی بشارتیں:

اَلَّذِینَ یَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِی یَجِدُونَہٗ مَکْتُوبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰاۃِ وَالْاِنْجِیلِ ○ (الاعراف آیت 157)

وہ جو غلامی کریں گے اس رسول اُمی، غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔

آیہ کریمہ میں صحابہ کرام علیہم الرضون کی صفت بیان کی جارہی ہے کہ وہ ایسے وفادار، جانثار، صاحبانِ کردار، بلند افکار لوگ ہوں گے کہ جو رسولِ خدا ﷺ کی غلامی کا راستہ اختیار کریں گے اور یہ بھی نہیں کہ وہ محض ان کے دعویٰ نبوت پر ان کو مانیں گے بلکہ سابقہ کتابوں میں ان کے بیان کردہ اوصاف کی روشنی میں وہ ایمان لائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ط إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ O (البقرۃ آیت 129)

اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرما دے بیشک تو ہی غالب اور حکمت والا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا انتقال:

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ (الضحیٰ 6)

کیا اس نے تمہیں (دُرِّ) یتیم نہ پایا پھر جگہ دی۔

شقِ صدر:

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ O

کیا ہم نے آپ کا سینہ کشادہ نہ کیا؟

یعنی اے محبوب آپ کے سینہ اطہر کو ہم نے علم، فیض، معرفت، انوار و تجلیات، خیر و برکات اور ایمان و ہدایت کا خزینہ بنا دیا۔

حضور ﷺ کے حالات قبل از بعثت:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ ط أَفَلَا تَعْقِلُونَ o (یونس 16)

تو میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گذار چکا ہوں تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

وحی کی ابتداء:

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ o خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ o اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ o الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ o عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ o (العلق، 1,2,3,4,5)

پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

حضور ﷺ کا ظہور:

هُوَ الَّذِیْ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ o (الفتح 28)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے امام الانبیاء جانِ کائنات ﷺ کو تمام انبیاء و

مرسلین کا تاجدار بنادیا ہے۔ اسی طرح ان کے لائے ہوئے دین وشریعت کو سب ادیان کی سرداری کا شرف بخشا۔

دعوتِ اسلام:

اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ○ (النحل 125)

اپنے رب کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔

پہلے ایمان لانے والے:

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ○ أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ○

(الواقعة 10,11)

اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت لے ہی گئے وہی مقرب بارگاہ ہیں۔

معراج:

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا ط إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ○ (بنی اسرآئیل 1)

پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

ہجرت مدینہ......قریش کا مشورہ

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ ط أَوْ يُخْرِجُوكَ ○ (الانفال.30)

اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر دیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں۔

غارِ ثور:

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا ج ○

((التوبة 40)

اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے اُن کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا۔ بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

قیامت تک اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب لاریب میں محبوب کریم ﷺ کی ادا کو بھی محفوظ کرلیا۔۔۔اور یارِ غار سیدنا صدیق اکبرؓ کی وفا کو بھی محفوظ کرلیا۔

خلوت وکہ جلوت ہو مزارِ پاک ہو یا غار
جہاں آقاؐ دکھائی دیں وہیں صدیق اکبرؓ ہیں

(مؤلف)

مدینہ میں استقبال

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِن قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط

(الحشر. 9)

اور جنہوں نے پہلے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو۔

قبا میں مسجد قبا:

لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَن تَقُومَ فِيهِ ط فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا ط وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ o

(التوبة. 108)

بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو اس میں وہ لوگ ہیں کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔

مسجدیں تو اللہ کا گھر ہیں اور تمام گھروں کی بڑی عزت و تکریم ہے مگر رب کو بھی اپنا وہ گھر بہت پسند ہے جس سے اس کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہو جائے۔

مدینہ کے ابتدائی ایام:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ط (الانفال 72)

بے شک جو ایمان لائے اور اللہ کے لیے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں۔

غزوۂ بدر:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (آلِ عمران 123)

اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے تو اللہ سے ڈرو کہیں تم شکر گذار ہو۔

غزوۂ احد:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ.

اور نہ سستی کرو نہ غم کھاؤ تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔ (آلِ عمران ۱۳۹)

ہر اس معرکے میں جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے سروں پر فتح و

نصرت کا تاج پہنایا گیا جس میں انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی طاقت پر کامل یقین کرتے ہوئے اہل باطل کے خلاف نعرہ حق بلند کیا۔

نہ تیغ و تیر پر تکیہ نہ خنجر پر نہ بھالے پر
بھروسہ تھا تو اک سادہ سی کالی کملی والے پر

صلح حدیبیہ:

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۝ (الفتح 1.2.3)

بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے اور تمہیں سیدھی راہ دکھادے اور اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے

بیعت رضوان:

لَّقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ (الفتح 18)

بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو انکے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔

دوسری آیہ

وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا ط وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا o وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنكُمْ ج وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا o (الفتح 19.20)

اور بہت سی غنیمتیں جن کو لیں اور اللہ عزت وحکمت والا ہے اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم لو گے تو تمہیں یہ جلد عطا فرما دی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور اس لئے کہ ایمان والوں کے لئے نشانی ہو اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے

تیسری آیہ

وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا ط وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا o وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا o سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلُ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا o

(الفتح ۲۱،۲۲،۲۳،)

اور ایک اور جو تمہارے بل کہ تھی وہ اللہ کے قبضہ میں ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اگر کافر تم سے لڑیں تو ضرور تمہارے مقابلہ سے پیٹھ پھیر دیں گے پھر کوئی حمائتی نہ پائیں گے۔ نہ

مددگار۔ اللہ کا دستور ہے کہ پہلے سے چلا آتا ہے اور ہرگز تم اللہ کا دستور بدلتا نہ پاؤ گے۔

فتح مکہ:

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن م بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ O (الفتح 24)

إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ Oوَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِيْنِ اللَّهِ أَفْوَاجاًOفَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ط إِنَّهُ كَانَ تَوَّاباًO (نصر)

اور وہی ہے جس نے اُن کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے وادئ مکہ میں۔ بعد اس کے کہ تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا۔

جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں۔

غزوہ خیبر:

وَعَدَكُمُ اللَّـهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَـٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنكُمْ ج وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًاO

(الفتح20)

اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غنیمتوں کا کہ تم لوگے تو
تمہیں یہ جلد عطا فرمادی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک
دیئے اور اس لئے کہ ایمان والوں کے لئے نشانی ہو اور تمہیں
سیدھی راہ دکھا دے۔

غزوہ حنین

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۙ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ إِذْ
أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ
الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ○ ثُمَّ أَنزَلَ اللَّهُ
سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنزَلَ جُنُودًا لَّمْ
تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ○

(التوبہ 25,26)

بیشک اللہ نے بہت جگہ تمہاری مدد کی اور حنین کے دن جب تم
اپنی کثرت پر تھے وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اتنی وسیع
ہوکر تم پر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے پھر اللہ نے اپنی
تسکین اُتاری اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر اور وہ
لشکر اُتارے جو تم نے نہ دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا اور
منکروں کی یہی سزا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام پر جو مہربانی، عنایت، لطف و کرم فرمایا وہ اپنے
پیارے محبوب ﷺ کے صدقے سے ہی فرمایا۔ یہ سچ ہے کہ ہمیں جو نعمت، جو
عزت اور جو بھی انعام بارگاہِ خداوندی سے نصیب ہوا ہے مدینے کے تاجدار کا

صدقہ ہے۔ جن معرکہ ہائے حق و باطل، فتح و نصرت کا تاج صحابہ کرام کے سروں پر سجایا گیا وہ بھی نسبت سرکار ہی کا صدقہ تھا۔

غزوہ تبوک یا جیش العسرۃ

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِن بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ O (التوبة. 117)

بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں ان غیب کی خبریں بتانے والے اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل گھڑی میں ان کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ قریب تھا ان میں سے کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں۔ پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا۔ بے شک وہ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے۔

حجۃ الوداع:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًاO (المائدة.3)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

یعنی اپنی جو نعمت تھی وہ آپ کی ذات پر تمام کر دی دوسرے لفظوں میں، اے محبوب ہم نے آپ کو تمام نعمتوں کا مرجع و مرکز بنا دیا ہے۔ جس کو جو نعمت بھی چاہیئے وہ آپ کی ذات سے رابطہ کرے

وصال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُولٌ ج قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ ط O (آلِ عمران144)

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہَ حسنہ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ O (الاحزاب 21)

بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔

فَاِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا (البقرة24)

پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرمائے دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے۔

قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنسُ وَالْجِنُّ عَلٰى اَن يَّاْتُوا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا O

(بنی اسرائیل 88)

تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو۔

اور منجملہ خوارق عادات کے حضور کا عالم علویات (چاند ستاروں) میں تصرف کرنے کا ثبوت قرآن مجید میں موجود ہے اہل مکہ نے ایک مرتبہ آپ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں کوئی معجزہ دکھلائیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے چنانچہ آپ ﷺ نے انگلی کے اشارے سے چاند کے دوٹکڑے کر کے انہیں دکھا دیئے اور دونوں ٹکڑے اتنے فاصلے پر ہو گئے کہ کوہ حرا ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان نظر آتا تھا۔

اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ o (القمر۔ 1)

پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند۔

حضور ﷺ کا بسائط عالم میں تصرف:

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ o (الانفال 17)

تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے انہیں قتل کیا۔

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللهَ رَمَىٰ (الانفال، 17)

اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی

خلفائے راشدین کے باب میں

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ص وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ط o (النور، 55)

اللہ نے وعدہ دیا اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا۔ جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جما دے گا ان کا وہ دین جو اُن کے لئے پسند فرمایا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔

شرِ اعداء سے حضور ﷺ کے محفوظ ہونے کے باب میں:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ط وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ط وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط O (المائدة، 67)

اے رسول (ﷺ) پہنچا دو جو کچھ اُتارا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے اور نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیغام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

حضور ﷺ کی تبلیغ اور اس کا نتیجہ:

حضور ﷺ کی تبلیغ کی مدت کل ۲۳ سال ہے اس مختصر مدت میں حضور ﷺ نے ایسی کامل تعلیم دی کہ انبیائے سابقین علیہم السلام میں جن حضرات کو اس سے بدرجہا زائد مدّت ملی تھی ان کی تعلیم میں اس تعلیم کا عشر عشیر بھی نہیں پایا جاتا۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ (الفتح 18,19)

بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں جن کو لیں اور اللہ عزت و حکمت والا ہے۔

خود جو نہ تھے راہ پر اوروں کے ہادی ہو گئے
کیا نظر تھی وہ کہ جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا



حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونے کا ثبوت

اہل کتاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نبی برحق ہونا جانتے تھے:

وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ ط

(البقرة 144)

اور وہ جنہیں کتاب ملی ہے ضرور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے۔

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ ط وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝

(البقرة 146)

جب ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں۔ جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے اور بیشک ان میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتے ہیں۔

وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝

(الانعام ، 114)

اور جن کو ہم نے کتاب دی وہ جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب کی

طرف سے سچ اُترا ہے تو اے سننے والے تو ہرگز شک والوں میں نہ ہو۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۝ ايۃ (الرعد.43)

اور کافر کہتے ہیں تم رسول نہیں تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور وہ جسے کتاب کا علم ہے۔

أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝

(الشعراء 197)

اور کیا یہ ان کے لئے نشانی نہ تھی کہ اس نبی کو جانتے ہیں بنی اسرائیل کے عالم

كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ (آلِ عمران 86)

کیونکر اللہ ایسی قوم کی ہدایت چاہے ایمان لاکر کافر ہو گئے اور گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور انہیں کھلی نشانیاں آچکی تھیں۔ اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

حضور ﷺ کی نبوت پر اللہ تعالیٰ کی شہادت:

قُل لَّا أَشْهَدُ ۚ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ۝ (الانعام 19)

تم فرماؤ سب سے بڑی گواہی کس کی؟ تم فرماؤ کہ اللہ گواہ ہے مجھ میں اور تم میں۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ط قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ لا وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ O (الرعد 43)

اور کافر کہتے ہیں کہ تم رسول (ﷺ) نہیں تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے مجھ میں اور تم میں اور وہ جسے کتاب کا علم ہے۔

حضور ﷺ پر اُسی طرح وحی ہوئی جس طرح دوسرے انبیاء پر ہوئی:

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ ج وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ ج وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا O (النساء، 163)

بے شک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کو وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا فرمائی۔

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ط وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا O (النساء 164)

اور رسولوں کو جن کا ذکر آگے ہم تم سے فرما چکے اور ان رسولوں کو

جن کا ذکر تم سے نہ فرمایا اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقۃً کلام فرمایا۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ ۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ○ (النساء 165)

رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ أَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ○ (النساء 166)

لیکن اے محبوب اللہ اس کا گواہ ہے جو اس نے تمہاری طرف اتارا وہ اس نے اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے گواہ ہیں اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اور دوسرے انبیاء کی تعلیم ایک تھی:

مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ○

(حم، سجدہ43)

تم سے نہ فرمایا جائے گا مگر وہی جو تم سے اگلے رسولوں کو فرمایا گیا۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ أَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ۭ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوْحٰى إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○

(الاحقاف. 9)

تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں اور میں (ازخود) نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا۔ میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے اور میں نہیں مگر ڈر سنانے والا۔

حضور ﷺ حضرت موسیٰ کی مانند رسول تھے:

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۝ (المزمل آیت15)

بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا کہ تم پر حاضر و ناظر ہیں جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا۔

توریت میں حضور ﷺ کا ذکر

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ (الاعراف157

وہ جو غلامی کریں گے اس رسول کی امی غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور اگلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا تو وہ اس پر ایمان لائیں گے اور اس کی تعظیم کریں گے۔ اور اسے مدد دیں گے اور اس نور کی

پیروی کریں گے جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوں گے۔

وَقَالُوْا لَوْلَا يَأْتِينَا بِاٰيَةٍ مِّن رَّبِّهِ أَوَلَمْ تَأْتِهِم بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُوْلَىٰ ○ (طٰہٰ۔133)

اور کافر بولے یہ اپنے رب کے پاس سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے۔اور کیا انہیں اس کا بیان نہ آیا جو اگلے صحیفوں میں ہے۔

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِىْٓ إِسْرَآئِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا ۢ بِرَسُولٍ يَأْتِىْ مِنْۢ بَعْدِى اسْمُهٗ أَحْمَدُ ط فَلَمَّا جَآءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ○ (الصف۔6)

اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور اس رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے۔ان کا نام احمد ہے پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے۔ بولے یہ کھلا جادو ہے۔

اہل کتاب جو باتیں چھپاتے تھے حضور ﷺ نے انہیں ظاہر فرمایا:

يٰٓأَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيرٍ ط قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَّكِتَابٌ مُّبِينٌ ○ (المائدۃ۔15)

اے کتاب والو بیشک تمہارے پاس ہمارے رسول تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں اور بہت سی معاف فرماتے ہیں۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

يَهْدِىْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (المائدة. 16)

اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اسے جو اللہ کی مرضی پر چلا سلامتی کے راستے اور انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں شبہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی:

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ○ (المؤمنون 68)

کیا انہوں نے بات کو سوچا نہیں یا ان کے پاس وہ آیا جو ان کے باپ دادا کے پاس نہ آیا تھا۔

اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ○ (المؤمنون 69)

یا انہوں نے اپنے رسول کو نہ پہچانا تو وہ اسے بیگانہ سمجھ رہے ہیں۔

أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۚ بَلْ جَآءَهُم بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ (المؤمنون70)

یا کہتے ہیں کہ اسے سودا ہے بلکہ وہ تو ان کے پاس حق لائے اور ان میں اکثر کو حق بُرا لگتا ہے۔

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَن ذِكْرِهِم مُّعْرِضُونَ (المؤمنون71)

اور اگر حق ان کی خواہشوں کی پیروی کرتا تو ضرور آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں سب تباہ ہو جاتے بلکہ ہم تو ان کے پاس وہ چیز لائے جس میں ان کی ناموری تھی تو وہ اپنی عزت سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ○ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ○ (المؤمنون72,73)

کیا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو تو تمہارے رب کا اجر سب سے بھلا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا۔ اور بیشک تم انہیں سیدھی راہ کی طرف بُلاتے ہو۔

حضور ﷺ اپنے پاس سے (وحی) نہ لکھتے تھے اور نہ محض لکھا ہوا دیکھ کر پڑھتے تھے:

وَمَا كُنتَ تَتْلُوا مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا

لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ ○ (العنکبوت 48)

اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔

بَلْ هُوَ اٰيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُوْرِ الَّذِينَ أُوْتُوا الْعِلْمَ ط وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ○ (العنکبوت 49)

بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا اور ہماری آیتوں کا انکار نہیں کرتے مگر ظالم

وَقَالُوا لَوْلَآ أُنزِلَ عَلَيْهِ اٰيَاتٌ مِّن رَّبِّهٖ ط قُلْ إِنَّمَا الْاٰيَاتُ عِندَ اللّٰهِ وَإِنَّمَآ أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّآ أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ط إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ (العنکبوت 50,51)

اور بولے کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف سے تم فرماؤ کہ نشانیاں تو اللہ ہی کے پاس ہیں اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں۔ اور کیا یہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اُتاری جو اُن پر پڑھی جاتی ہے بے شک اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے۔

وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ أَمْرِنَا ط مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ط وَإِنَّكَ لَتَهْدِيٓ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ○

(الشوریٰ 52)

اور یونہی ہم نے تمہیں وحی بھیجی ایک جانفزا چیز اپنے حکم سے
اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکامِ شرع کی تفصیل
ہاں ہم نے اسے نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے
بندوں سے جسے چاہتے ہیں اور بیشک تم ضرور سیدھی راہ
بتاتے ہو۔

صِرَاطِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط
اَلَآ اِلَی اللّٰہِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ (الشوریٰ 53)
اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ زمین میں سنتے ہو سب کام اللہ
ہی کی طرف پھرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم شاعر نہ تھے۔

وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَہٗ ط اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ وَّقُرْاٰنٌ
مُّبِیْنٌ O (یٰسین 69)
اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا اور نہ وہ ان کی شان کے لائق ہے۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِہٖ رَیْبَ الْمَنُوْنِ O (الطور.30)
یا کہتے ہیں یہ شاعر ہیں ہمیں ان پر حوادث زمانہ کا انتظار ہے۔

قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِیْنَ O (الطور.31)
تم فرماؤ انتظار کیے جاؤ میں بھی تمہارے انتظار میں ہوں۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَہٗ بَلْ لَّا یُؤْمِنُوْنَ. (الطور.32)

یا کہتے ہیں انہوں نے یہ قرآن بنا لیا بلکہ وہ ایمان نہیں رکھتے۔

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ۝ (الطور. 33)
تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں اگر سچے ہیں۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ (الحاقة. 41)
اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کاہن نہیں تھے:

فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُونٍ ۝ ط
(الطور. 29)
تو اے محبوب تم نصیحت فرماؤ کہ تم اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہو نہ مجنون۔

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۝ (الحاقة. 42)
اور نہ کسی کاہن کی بات۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے نہیں صرف وحی سے بولتے:

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (النجم 3,4)
اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دین حق لائے:

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَائِنِينَ خَصِيمًا

اے محبوب بے شک ہم نے تمہاری سچی کتاب اُتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح تمہیں اللہ دکھائے اور دغا والوں کی طرف سے نہ جھگڑا۔



حضور صلی اللہ علیہ وسلم حق پر تھے

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ؕ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ (النمل 79)

بے شک تم روشن حق پر ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رسولوں کی تصدیق کی:

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ (الصّٰفّٰت 37)

بلکہ وہ تو حق لائے ہیں اور انہوں نے رسولوں کی تصدیق فرمائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے اپنے بندوں پر حجت پورا کرنے کے لیے بھیجا:

وَلَوْلَآ أَن تُصِيبَهُم مُّصِيبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَآ أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ ءَايَاتِكَ وَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (القصص 47)

اور اگر نہ ہوتا کہ کبھی پہنچتی انہیں کوئی مصیبت اس کے سبب جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو کہتے اے ہمارے رب تو نے کیوں نہ بھیجا ہماری طرف کوئی رسول کہ ہم تیری آیتوں کی

پیروی کرتے اور ایمان لاتے۔

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (القصص 51)

اور بے شک ہم نے اُن کے لئے بات مسلسل اتاری کہ وہ دھیان کریں۔

لِيُنذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ (یٰسین 70)

کہ اسے ڈرائے جو زندہ ہو اور کافروں پر بات ثابت ہو جائے۔

حضور ﷺ راہِ راست پر تھے اور لوگوں کو سیدھی راہ پر بلاتے تھے:

إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ (الحج 67)

بے شک تم سیدھی راہ پر ہو۔

عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (یٰسین 4)

سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو۔

وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (المؤمنون 73)

اور بے شک تم انہیں سیدھی راہ کی طرف بلاتے ہو۔

وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (الشوریٰ 52)

اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔

صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِی لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَی اللّٰهِ تَصِیرُ الْاُمُورُ (الشوریٰ53)

اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں سنتے ہو سب کام اللہ ہی کی طرف پھرتے ہیں۔

اِنَّكَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیمٍ (الزخرف43)

بے شک تم سیدھی راہ پر ہو۔

وَیَهْدِیَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیمًا (الفتح 2)

اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔

حضور ﷺ سے بیعت خدا سے بیعت:

اِنَّ الَّذِینَ یُبَایِعُونَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُونَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیهِ اَجْرًا عَظِیمًا ۝ (الفتح10)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد کو توڑا اس نے اپنے بُرے کو عہد توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اُس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دے گا۔

سچ فرمایا امام اہل سنت نے

سنگ ریزہ می زند دست از جناب
وما رمیت اذ رمیت یک خطاب
دست احمد عین دست ذوالجلال
آمد اندر بیعت و اندر قتال

بعث نبوی ﷺ کی حکمت:

كَذٰلِكَ أَرْسَلْنَاكَ فِيٓ أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهَآ أُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِيٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمٰنِ ۚ قُلْ هُوَ رَبِّي لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ (الرعد30)

اسی طرح ہم نے تم کو اس امت میں بھیجا جس سے پہلے امتیں ہو گذریں کہ تم انہیں پڑھ کر سناؤ جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور وہ رحمٰن کے منکر ہو رہے ہیں تم فرماؤ وہ میرا رب ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میرا رجوع ہے۔

يَآ أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدة 67)

اے رسول ﷺ! پہنچا دو جو کچھ اُترا تمہیں رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے۔

ا: حضور ﷺ کو یہ بھی حکم دیا گیا تھا کہ آپ اپنے ساتھ والے متبعین اور آنے والے مومنین کے لئے خدا کی حفاظت طلب کریں۔ (یعنی آپ پہلوں اور پچھلوں کے سفارشی ہیں)

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، (محمد ۱۹)

نوٹ: بعض مترجمین نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

ترجمہ مولوی محمود حسن:

"اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور ایمان دار مردوں اور عورتوں کے لئے"

ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی:

"اور آپ اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے اور سب مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے۔"

ترجمہ ابوالاعلیٰ مودودی:

"اور معافی مانگو اپنے قصور کے لیے بھی اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بھی۔"

ان مترجمین نے اپنے ترجموں میں ایسے الفاظ استعمال کیے کہ حضور سرور کائنات ﷺ کو معاذ اللہ خطا کار اور قصور وار بنا ڈالا۔ ذرا غور کیجئے ان غیر محتاط تراجم کے مطالعہ سے ایک عام مسلمان یا غیر مسلم کیا تاثر لے سکتا ہے؟ یہی کہ معاذ اللہ خود حضو ﷺ کا دامن بھی خطاؤں سے پاک نہ تھا۔ کیا یہ تراجم دشمنانِ اسلام کے ہاتھ میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ایک مضبوط ہتھیار تھما دینے کے موجب نہیں ہوں گے؟ کیا ان تراجم سے عُصمت انبیاء علیہم السلام کا مسلمہ عقیدہ مجروح نہیں ہوتا ان تراجم کے مقابلہ میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی

کا ترجمہ ایمان وعرفان اور علم و تحقیق کا ایک حسین مرقع ہے انہوں نے خدائے قدس کے کلام پاک کے شایانِ شان ترجمہ کر کے حضور سید المرسلین ﷺ کے مقامِ محبوبیت اور عظمتِ مصطفویت کو کتنے عمدہ پیرایہ میں اجاگر کیا ہے اور کسی طویل تفسیر کے بغیر ترجمہ میں ہی ساری بات واضح کر دی ہے کہ ''مومنین ومومنات'' سے تمام مسلمان مرد و زن مراد ہیں اور '' ذنبك '' میں امت مسلمہ کے خواص کی طرف اشارہ ہے۔ حضور علیہ السلام کی خطاؤں کا ذکر نہیں کیونکہ آپ ﷺ کی ذات معصوم اور پاک ہے جن کی زبان وحی ترجمان اور جن کا سینہ الم نشرح کا گنجینہ ہو جو شفیع المذنبین ہوں جن کے معاملہ کو خدا اپنا معاملہ اور جن کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمائے ان کے متعلق گناہ وخطا کی نسبت کا تصور بھی گناہ اور خطا ہے۔

اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے!

''اور اے محبوب ! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو'' (کنز الایمان)

خصائص النبی ﷺ:

علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں آنحضرت ﷺ کا نام لے کر نہیں پکارا بلکہ صفت کا ذکر کیا ہے۔ جیسے۔ یا ایھا النبی'' ''یا ایھا الرسول '' یا المزمل لیکن باقی انبیائے کرام علیھم السلام کو اللہ تعالیٰ نے نام لے کر ندا فرمائی۔ مثلاً۔

يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ (البقرة 35)

اے آدم تو تیری بی بی اس جنت میں رہو۔

یَا نُوحُ اھْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا (ھود 48)

اے نوح! کشتی سے اُتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ۔

یَا إِبْرَاھِیمُ أَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا (ھود 67)

اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ

وَمَا تِلْكَ بِیَمِینِكَ یَا مُوْسٰی (طٰہٰ 17)

اور تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ

یَا دَاوٗدُ إِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیفَةً فِی الْأَرْضِ (ص 26)

اے داوٗد! بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا۔

یٰزَكَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ یَحْیٰی (مریم 7)

اے زکریا ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحیٰی ہے۔

یَا یَحْیٰی خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ

اے یحیٰی کتاب مضبوط تھام۔

إِذْ قَالَ اللّٰهُ یَا عِیسٰی إِنِّی مُتَوَفِّیكَ وَرَافِعُكَ إِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِینَ كَفَرُوا (آلِ عمران 55)

اور یاد کرو جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ! میں تجھے پوری عمر

تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا اور تجھے کافروں سے پاک کروں گا۔

رسول اکرم ﷺ سے خطابِ ربانی:

یٰاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ (المائدة67)

اے رسول پہنچادو جو کچھ اتارا تمھیں تمہارے رب کی طرف سے

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیرًا

(الاحزاب45)

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی ﷺ) بے شک ہم نے تمھیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا

یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِینَ ۝

(یٰسین 1تا3)

حکمت والے قرآن کی قسم بے شک تم بھیجے ہوؤں میں سے ہو۔

یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیلًا ۝ (المزمل 1,2)

اے جھرمٹ مارنے والے! رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے

نوٹ: اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں جہاں رسول اکرم ﷺ کے اسم گرامی کی تصریح فرمائی وہاں ساتھ ہی رسالت یا کسی اور وصف کا ذکر فرمایا:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۝

(آلِ عمران144)

اور محمد (ﷺ) تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے۔

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (الاحزاب 40)

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ (محمد 2)

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمد (ﷺ) پر اُتارا گیا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۝ (الفتح 29)

محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔

حضور ﷺ نور ہیں:

قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ ۝ (المائدة 15)

بے شک اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب

مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۝ (النور 35)

اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں ایک چراغ ہے۔

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللّٰهُ إِلَّآ أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ (التوبة 32)

چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے برا مانیں کافر

مولوی ظفر علی خان نے اس آیت کے مفہوم کو اپنے ایک شعر میں اس طرح بیان کیا ہے۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ، بجھایا نہ جائے گا

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُورِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (الصف 8)

چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونھوں سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا ہے پڑے برا مانیں کافر

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ۝ وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ۝ (الاحزاب 44,45)

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی ﷺ) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں:

إِنَّآ أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ۝ (الفتح 8)

بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی و ڈر سناتا

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ۝ (النساء 64)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب ! تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ ۝ (الانفال 33)

اور اللہ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو۔

وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيدًا ۝ (النساء41)

اے محبوب! تمہیں ان سب پر گواہ و نگہبان بنا کر لائیں۔

إِنَّآ أَرْسَلْنَآ إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ أَرْسَلْنَآ إِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُولًا (المزمل 15)

بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے کہ تم پر حاضر و ناظر ہیں جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب رکن ایمان ہے:

إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ٥ لِّتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ ٥ (الفتح 8,9)

بے شک ہم نے بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تا کہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَرْفَعُوٓا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ٥ (الحجرات2)

اے ایمان والو ! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلاّ کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاّتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اِکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ٥ (الحجرات 1)

اے ایمان والو ! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈور بیشک اللہ تعالیٰ سننے اور جاننے والا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّآ أَن يُّؤْذَنَ لَكُمْ إِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِينَ إِنٰهُ٥ (الاحزاب53)

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں حاضر نہ ہو جب تک

اِذن نہ پاؤ۔ مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ۔ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو۔

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ٥ (الحجرات4)

بے شک وہ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

لَا تَجْعَلُوا دُعَآءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ٥ (النور63)

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

فَالَّذِينَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ ٥ (الاعراف157)

تو وہ جو اُن پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مار دیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اسْتَجِيبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ٥ (الانفال 24)

جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی گستاخی کفر ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا ط وَلِلْكٰفِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ٥ (البقرة104)

اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ (التوبة 61)

اور جو رسول اللہ کا ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ (الاحزاب 57)

بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اُن پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ۝ (التوبة 66)

بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر اگر ہم تم میں کسی کو معاف کریں تو اوروں کو عذاب دیں گے اس لئے کہ وہ مجرم تھے۔

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (النساء 115)

اور جو رسول کے خلاف کرے بعد اس کے حق کا راستہ اس پر

کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا جُدا چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے۔ اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔

وَمَن يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ٥ ذٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ ٥ (الانفال 13,14)

جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے یہ تو چکھو اور اس کے ساتھ یہ ہے کہ کافروں کو آگ کا عذاب ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهٖ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (النور 63)

تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر کوئی دردناک عذاب ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحَآدُّونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَنزَلْنَآ آيَاتٍ م بَيِّنَاتٍ ط وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ ٥ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ط أَحْصَاهُ اللّٰهُ وَنَسُوهُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ٥

(المجادلۃ 5,6)

بے شک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی ذلیل کئے گئے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی اور بے شک ہم نے روشن آیتیں اتاریں اور کافروں کے لئے خواری کا عذاب ہے جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے

گا پھر انہیں ان کے کوتک (کرتوت) جتا دے گا۔ اللہ نے انہیں گن رکھا ہے اور وہ بھول گئے اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَمَن يُشَاقِّ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ (الحشر 4)

یہ اس لئے کہ اللہ سے اس کے رسول سے پھٹے رہے جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے پھٹا رہے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

حضور ﷺ کی محبت و اتباع فرض ہے:

فَاٰمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ (الاعراف 158)

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اس کی غلامی کرو۔

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (آل عمران 31)

اے محبوب (ﷺ) تم فرما دو لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْٓا أَطِيعُوا اللّٰـهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۝

(النساء59)

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول (ﷺ) کا۔

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (الاعراف 158)

اور اُن کی غلامی کروتا کہ تم راہ پاؤ۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْ أُنْزِلَ مَعَهٗ ۙ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (الاعراف157)

تو وہ جو اُن پر ایمان لائیں اور اُن کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے۔

الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْأُمِّیَّ ۝ (الاعراف157)

وہ جو غلامی کریں گرے اس رسول (ﷺ) بے پڑھے۔ غیب کی خبریں دینے والے کی۔

وَإِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا (النور54)

اور اگر رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرو گے راہ پاؤ گے۔

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۝

(الحشر 7)

اور جو کچھ تمہیں رسول (ﷺ) عطا فرما دیں وہ لو اور جس سے منع فرما دیں باز رہو۔

حضور ﷺ بحیثیت حاکم و فرمانروا

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ (النساء 64)

اور ہم نے کوئی رسول (ﷺ) نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔

مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ (النساء80)

جس نے رسول (ﷺ) کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا

يَآأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِى الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِى شَىْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط(النساء 59)

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور رسول (ﷺ) کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہوں۔ پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اُٹھے تو اسے اللہ اور رسول (ﷺ) کے حضور رجوع کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔

يَآأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوٓا أَعْمَالَكُمْ O (محمد 33)

اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول (ﷺ) کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو۔

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ط يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ O (الفتح10)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

حضور ﷺ امت کے تمام معاملات اور فیصلوں میں قاضی ہیں:

إِنَّآ أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ (النساء 105)

اے محبوب! بے شک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اُتاری کہ تم لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح تمہیں اللہ دکھائے۔

وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِن كِتَابٍ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۝ (الشوریٰ 15)

اور کہو میں ایمان لایا اور اس پر جو کوئی کتاب اللہ نے اُتاری اور مجھے حکم ہے کہ میں تم میں انصاف کروں۔

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوٓا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۝ (النور 51)

مسلمانوں کی بات تو یہی ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف بلائے جائیں کہ رسول (ﷺ) اُن میں فیصلہ فرمائے تو عرض کریں ہم نے سُنا اور حکم مانا۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا ۝ (النساء61)

اور جب دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ O (الاحزاب 36)

اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کچھ فرما دیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا O (النساء 65)

تو اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) ! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ۔ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم معلم کتاب وحکمت ہیں:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ط إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ O (البقرة 129)

اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے
کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب
اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمائے بے شک تو ہی
ہے غالب حکمت والا۔

كَمَآ أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا
وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ
تَكُونُوا تَعْلَمُونَ. (البقرة 151)

جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کہ تم
پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور
کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا
تمہیں علم نہ تھا

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ
أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ
وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○

(آل عمران164)

بیشک اللہ کا بڑا احسان ہے مسلمانوں پر کہ اُن میں اُنہیں
میں سے ایک رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھیجا جو اُن پر اس کی آیتیں
پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے انہیں کتاب و حکمت سکھاتا
ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ
وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنْ كَانُوا مِن

قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ O (الجمعة 2)

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں اُنہی میں سے ایک رسول (ﷺ) بھیجا کہ اُن پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔

حضور ﷺ سارے جہان کے نبی ہیں:

وَمَآ أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ O (سبا 28)

اور اے محبوب! ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔ خوشخبری دیتا ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

وَمَآ أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ (الانبیاء 107)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر سارے جہانوں کے لئے رحمت

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا O

(الاعراف 158)

تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول (ﷺ) ہوں۔

إِنَّآ أَعْطَيْنَٰكَ الْكَوْثَرَ O (الکوثر 1)

اے محبوب (ﷺ)! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

وَأَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا○ (النساء 79)

اور اے محبوب (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لئے رسول بھیجا اور اللہ کافی ہے گواہ

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ○ (الفرقان 1)

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو علم غیب دیا گیا:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا○ (الجن 26)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ○ (آل عمران 179)

اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا○ (النساء 113)

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتَابِ مِن شَیْءٍ O (الانعام 38)

ہم نے اس کتاب میں نہیں چھوڑی لکھنے میں کوئی چیز۔

وَنَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْکِتَابَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ O (النحل 89)

اور ہم نے تم پر قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

وَتَفْصِیلَ الْکِتَابِ لَا رَیْبَ فِیهِ مِن رَّبِّ الْعَالَمِینَ O (یونس 37)

سب کی تفصیل ہے اس قرآن میں کچھ شک نہیں پروردگار عالم کی طرف سے۔

الرَّحْمٰنُ O عَلَّمَ الْقُرْآنَ O (الرحمان 1,2)

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔

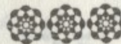
وَمَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِینٍ (التکویر 24)

اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ إِلَّا فِی کِتَابٍ مُّبِینٍ O (الانعام 59)

اور کوئی تر اور خشک نہیں مگر ایک روشن کتاب میں لکھا ہوا

اور کیا شی تم سے نہاں ہو بھلا
نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود



حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو ہونا

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (الضحیٰ 7)

اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی راہ دی۔

نوٹ: مولوی محمود الحسن نے مندرجہ بالا آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

''اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی''

مولوی محمود حسن کے ترجمہ میں لفظ '' بھٹکتا '' قابل غور ہے۔ ذیل میں اردو کی چند لغتوں سے اس کے معنی درج کئے جاتے ہیں۔

بھٹکنا: گمراہ ہونا، راہ بھولنا، بے راہ چلنا، آوارہ ہونا، سرگشتہ ہونا۔ ڈانواں ڈول ہونا۔(فرہنگ آصفیہ)

بھٹکنا: گمراہ ہونا، راہ بھولنا، بے راہ چلنا۔ آوارہ ہونا، سرگشتہ ہونا ڈانواں ڈول ہونا۔(نور اللغات)

بھٹکنا: گمراہ ہونا، راستہ بھولنا، بے راہ ہونا، آوارہ ہونا۔(جامع اللغات)

مترجم نے ایک لفظی معنی کے پیچھے پڑ کر یہ نہ سوچا کہ ان کے قلم سے کس عظیم القدر ہستی کا دامنِ عصمت چاک ہو رہا ہے۔ ایک لفظ کے ہر جگہ ایک معنی نہیں ہوتے۔ ضال کے معنی گمراہ کے بھی ہیں لیکن اس کے معنی کسی امر کی طلب اور محبت میں محو ہو جانے کے بھی ہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں حضرت یعقوب علیہ

السلام کے بارے میں آتا ہے۔

قَالُوا تَاللّٰہِ إِنَّکَ لَفِی ضَلٰلِکَ الْقَدِیمِ O (یوسف 95)

بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی اس پرانی خودرفتگی میں ہیں

یہاں حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں محویت کو ''ضلال'' کہا گیا ہے۔ لفظ ضال عربی زبان میں متعدد معانی میں استعمال ہوتا ہے اس کا ایک معنی ہے مغلوب ہونا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ '' ضل الماء فی اللبن'' پانی دودھ میں مخلوط ہو کر مغلوب ہوگیا۔ جو درخت بیابان میں تنہا ہو اس کے لئے بھی اس لفظ کا استعمال کیا جاتا ہے چنانچہ کہتے ہیں ''شجرۃ ضالۃ'' اور جب کوئی لفظ متعدد معنوں میں مستعمل ہو تو اس کے کسی ایک معنی کے تعیین مقام اور حال کے مناسبت سے کی جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی شان کے مناسب اس جگہ صرف محبت میں محو ہونے کا معنی ہے۔ جس طرح اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی نے اس آیت میں '' ضال'' کو محبت پر محمول کیا ہے۔ جس کتاب نے حضور سید الکونین ﷺ کے متعلق یہ اعلان کیا ہو۔

مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی (النجم 2)

تمہارے صاحب نہ بھکے نہ بے راہ چلے

تو پھر وہی کتاب یہ کس طرح کہہ سکتی ہے کہ تجھ کو '' بھٹکتا پایا'' لہٰذا یہ معنی قطعاً غلط ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ نبی معصوم کے حق میں اس قسم کے الفاظ کا استعمال کتنی بڑی سوءِ ادبی ہے مگر اس چیز کی پرواہ کیے بغیر مولوی محمود الحسن نے اس آیت کا ترجمہ کیا ہے۔

''اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سمجھائی''

حالانکہ یہ ترجمہ اُمت کے اجماعی عقیدے کے خلاف ہے۔ امام رازی،

امام راغب اصفہانی ، علامہ سلیمان جمل ، علامہ صاوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ ''ضال'' کا استعمال محبت میں محو ہونے کے لئے بھی ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی نے آیت زیر بحث کے ترجمہ میں اپنی بے مثال لغت دانی اور حب رسول ﷺ کا عظیم ترین ثبوت دیا ہے۔

اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

''اور تمہیں اپنی محبت میں خودرفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی'' (کنزالایمان)

لفظ خودرفتہ ایک طرف تو ادبی محاسن کا مرقع ہے دوسری طرف اس سے محبت وشیفتگی کے تمام جذبات کا اظہار ہوتا ہے۔

حضور ﷺ کی ذات قدسی صفات ہر مسلمان کے لیے اسوۂ حسنہ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا O (الاحزاب 21)

بے شک تمہیں رسول (ﷺ) کی پیروی بہتر ہے اس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے دن کے امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

حضور ﷺ کے لیے مقام محمود:

عَسٰى أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا O (بنی اسرائیل 79)

قریب ہے کہ تمیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

حضور ﷺ مسلمانوں کی جانوں سے بھی عزیز ہیں:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ۝ (الاحزاب 6)

نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔

حضور ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کی تعریف اور بے انتہا اجر:

وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝

(القلم 3,4)

اور ضرور تمہارے لئے بے انتہا ثواب ہے اور بے شک تمہاری خُو بڑی شان کی ہے۔

دعا خلیل ونوید مسیحا:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۝ (البقرة 129)

اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمائے

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ ۝ (الصف6)

اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد (ﷺ) ہے۔

مسلمانوں کی تکلیف پر حضور ﷺ پر شاق گزرتی ہے:

عَزِیزٌ عَلَیۡهِ مَا عَنِتُّمۡ ۝ (التوبة 128)

جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔

حضور ﷺ پر کتاب اور حکمت نازل کی گئی:

وَأَنزَلَ اللّٰهُ عَلَیۡكَ الۡكِتَابَ وَالۡحِكۡمَةَ ۝ (النساء 113)

اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اُتاری۔

حضور ﷺ مراد الٰہی کے مبین (بیان کرنے والے) ہیں:

وَأَنزَلۡنَا إِلَیۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَیۡهِمۡ

(النحل 44)

اور اے محبوب (ﷺ)! ہم نے تمہاری طرف یہ یاد گار اُتاری کہ تم لوگوں سے بیان کرو جو ان کی طرف اُترا۔

حضور ﷺ کا عذاب الٰہی سے روک ہونا:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمۡ وَأَنۡتَ فِیۡهِمۡ (الانفال 33)

اور اللہ کا کام نہیں کہ اُن پر عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

حضور ﷺ نہ بھولے ہیں نہ بھٹکے ہیں:

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰىO (النجم 2)

تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے

تحلیل وتحریم (اشیاء کو حلال وحرام کرنا) حضور ﷺ کے منصب میں داخل تھا:

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ O

(الاعراف 157)

اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں انہیں حرام کرے گا۔

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ O (التوبۃ 29)

لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے۔

اہل کتاب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا حکم

يٰٓاَهۡلَ الۡكِتٰبِ قَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمۡ كَثِيۡرًا مِّمَّا كُنۡتُمۡ تُخۡفُوۡنَ مِنَ الۡكِتٰبِ O (المائدة15)

اے کتاب والو! بے شک تمہارے پاس ہمارے رسول تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں۔ بہت سی چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں۔



حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی نبوت کا ثبوت واستدلال

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ ۖ كَفَىٰ بِهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۖ (الاحقاف 8)

کیا کہتے ہیں انہوں نے اسے جی سے بنایا تم فرماؤ اگر میں نے اسے جی سے بنا لیا ہوگا تو تم اللہ کے سامنے میرا کچھ اختیار نہیں رکھتے وہ خوب جانتا ہے جن باتوں میں تم مشغول ہو اور وہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ۔

حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پر ایمان نہ لانے والوں کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں:

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ○

(محمد، آیت9)

یہ اس لئے ہے کہ انہیں ناگوار ہوا جو اللہ نے اُتارا تو اللہ نے ان کے اعمال اکارت فرما دیئے۔



حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کے درجات اور ان کا صلہ:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ (محمد 2)

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اُتارا گیا اور وہی ان کے رب کے پاس حق ہے اللہ نے ان کی برائیاں مٹا دیں اور ان کی حالتیں سنوار دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وطن کی عظمت:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ○ (البلد 1 تا 3)

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب! تم اس شہر میں تشریف فرما ہو اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس کی اولاد کی (جو آپ ہیں)

یہ قاعدہ وضابطہ ہے کہ شرافت المکان بالمکین یعنی مکان کی عزت کا اندازہ مکین کی عظمت سے لگایا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ کائنات میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی مکین نہیں ہے تو آپ کی جائے سکونت جیسی کوئی جگہ بھی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ازل میں تمام انبیاء سے حضور ﷺ پر ایمان لانے کا عہد لیا

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَآ اٰتَيْتُكُم مِّنْ كِتَابٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ إِصْرِي ؕ قَالُوا أَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ۝

(آلِ عمران 81)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی کہ ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

حضور ﷺ کو سبع مثانی عطا ہونے کا انعام:

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيمَ ۝

(الحجر 87)

اور بے شک ہم نے تم کو سات آیتیں دیں جو دہرائی جاتی ہیں اور عظمت والا قرآن۔

حضور ﷺ کی ازواج مومنوں کی مائیں ہیں:

وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ۝ (الاحزاب 6)

اور ان کی بیبیاں مومنوں کی مائیں ہیں۔

حضور ﷺ کے بعد ازواج مطہرات سے کوئی نکاح نہیں کرسکتا:

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَآ أَنْ تَنْكِحُوٓا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهٖٓ أَبَدًا ۝ (الاحزاب 53)

اور تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ (ﷺ) کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو۔

حضور ﷺ کے مزاج اور نرم دلی کی تعریف:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۝ (آل عمران 159)

تو کیسی یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب (ﷺ) تم ان کے لئے نرم دل ہو اور اگر آپ تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور آپ کے گرد سے پریشان ہو جائے۔

اللہ نے حضور ﷺ کا سینہ کھول دیا ور بوجھ ہلکا کر دیا:

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (الانشراح 1)

کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔

اللہ نے حضور ﷺ کا ذکر بلند کر دیا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○ (الانشراح 4)

اور ہم نے آپ کے واسطے آپ کا ذکر بلند فرمایا۔

حضور ﷺ پر اللہ تعالیٰ اور فرشتے درود بھیجتے ہیں مسلمانوں کو بھی حکم:

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (الاحزاب 56)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر۔ اے ایمان والو! ان پر خوب درود سلام بھیجو۔

حضور ﷺ کی دعا لوگوں کے لئے قرب خدا ہے:

يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ط اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ط سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ○ (التوبۃ 99)

اور جو خرچ کریں اسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں۔ ہاں ہاں وہ ان کے لئے باعث قرب ہے۔ اللہ جلد انہیں رحمت میں داخل کرے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا:

أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ رَجُلٍ مِّنْهُمْ أَنْ أَنذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِندَ رَبِّهِمْ ○

(یونس 2)

کیا لوگوں کو اس کا اچنبھا ہوا کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد کو وحی بھیجی کہ لوگوں کو ڈر سناؤ اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے ان کے رب کے پاس سچ کا مقام ہے۔

أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۚ إِنَّنِي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ ○ (ھود 2)

بیشک میں تمہارے لئے اس کی طرف سے ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ○ (الفرقان 56)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشخبری اور ڈر سنانے ولا بنا کر۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۙ وَلَا تُسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ ○ (البقرۃ 119)

بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری اور ڈر سناتا اور تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہوگا۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَن تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِن بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ ○

(المائدۃ 19)

اے کتاب والو !بیشک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول (ﷺ) تشریف لائے کہ تم پر ہمارے احکام ظاہر فرماتے ہیں بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا تھا کہ کبھی کہو کہ ہمارے پاس کوئی خوشی سنانے والا نہ آیا تو یہ خوشی اور ڈر سنانے والے تمہارے پاس تشریف لائے ہیں۔

اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيرٌ وَّبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ (الاعراف 188)

میں تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں انہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ٥

(الاحزاب 45)

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔

وَمَآ أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ٥ (سبا28)

اور اے محبوب (ﷺ) ! ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

إِنَّآ أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ط وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ٥ (فاطر 24)

اے محبوب (ﷺ) ! بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ

بھیجا جو خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور جو کوئی گروہ تھا سب میں ایک ڈر سنانے والا گذر چکا۔

إِنَّمَا أَنتَ نَذِيرٌ ۝ (ھود12)

تم ڈر سنانے والے ہو۔

إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (الرعد 7)

تم تو ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کے لئے ہادی۔

وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ (الحجر89)

اور فرماؤ کہ میں ہی ہوں صاف ڈر سنانے والا۔

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا سکتہ مَا بِصَاحِبِهِم مِّن جِنَّةٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ (الاعراف 184)

کیا سوچتے نہیں کہ ان کے صاحب کو جنوں سے کچھ واسطہ نہیں وہ تو صاف ڈر سنانے والے ہیں۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ (الحج 49)

تم فرما دو کہ اے لوگو! میں ہی تو تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۝ (الفرقان 1)

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔

فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنذِرِينَ (النمل 92)

تو فرمادو کہ میں ہی تو ڈر سنانے والا ہوں۔

وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○ (العنکبوت 50)

اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں۔

إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ○ (سبا 46)

وہ تو نہیں مگر تمہیں ڈر سنانے والے ایک سخت عذاب کے آگے

إِنْ أَنتَ إِلَّا نَذِيرٌ ○ (فاطر 23)

تم تو یہی ڈر سنانے والے ہو۔

قُلْ إِنَّمَآ أَنَا مُنذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (صٓ 65)

تم فرماؤ میں ڈر سنانے والا ہی ہوں اور معبود کوئی نہیں مگر ایک اللہ سب پر غالب۔

إِن يُوحَىٰ إِلَيَّ إِلَّآ أَنَّمَآ أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○ (صٓ 70)

مجھے تو یہی وحی ہوتی ہے کہ میں ہوں مگر روشن ڈر سنانے والا۔

إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَآ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○ (الاحقاف 9)

میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا۔

فَفِرُّوٓا إِلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○ (الذٰریٰت 50)

پس اللہ کی طرف بھاگو۔ بے شک میں اُس کی طرف سے تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں۔

هٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولٰىO (النجم 56)

یہ ایک ڈر سنانے والے ہیں سابقہ انبیاء کی طرح

إِنَّمَآ أَنتَ مُنذِرُ مَن يَّخْشَاهَاO (النزعٰت 45)

تم تو فقط اسے ڈرانے والے ہو جو قیامت سے ڈرنے والا ہو۔

مذکورہ آیات کریمہ سے واضح ہوا کہ جانِ کائنات ﷺ نے مخلوق خدا کو جو ڈر سنایا کہ آپ کی ذمہ داری میں داخل وشامل تھا تا کہ مخلوق راہ راست سے برگشتہ نہ ہو جائے اور اپنی آخرت برباد نہ کر بیٹھے۔ آپ کے قلب اطہر میں مخلوق خدا کا بے حد پیار جاگزیں تھا تبھی تو آپ بار بار ڈر سنا کر انہیں عذاب الٰہی سے بچانا چاہتے تھے اور جنت کے باغات میں پہنچانا چاہتے تھے۔

حضور ﷺ پر خُدا کا خاص فضل

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ أَنْ يُّضِلُّوْكَ ط وَمَا يُضِلُّوْنَ إِلَّآ أَنفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ط وَأَنزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًاO

(النساء113)

اور اے محبوب (ﷺ)! اگر اللہ کا فضل و رحمت تم پر نہ ہوتا تو ان میں سے کچھ لوگ یہ چاہتے کہ تمہیں دھوکا دیں اور وہ اپنے ہی آپ کو بہکا رہے ہیں اور تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اُتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ

جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے

إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ○

(بنی اسرائیل 87)

مگر تمہارے رب کی رحمت بے شک تم پر اُس کا بڑا فضل ہے۔

وَمَا كُنتَ تَرْجُوا أَن يُلْقَىٰ إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَافِرِينَ ○ (القصص 86)

اور تم امید نہ رکھتے تھے کہ کتاب تم پر بھیجی جائے گی ہاں تمہارے رب نے رحمت فرمائی تو تم ہرگز کافروں کی پشتی نہ کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا آپ پر بے پایاں لطف و کرم اور بے انتہا فضل و احسان ہے...... علم کی دنیا کے تاجدار آپ ﷺ ہیں...... راہِ علم کا ہر راہی آپ ﷺ کے وسیلہ کاملہ کا محتاج اور آپ کے فیض نور کا دست نگر ہے...... حاسدین اس سے کڑھتے رہے کہ اللہ نے آپ کو اتنی بلند شان اور رفیع مقام کیوں بخشا ہے۔ مگر ان کے جلنے سے کیا ہوسکتا ہے۔

مر جائیں حاسد جل جل کر
غم مت کر اے میرے پیغمبر
دیتا جا بھر بھر کے ساغر

انّا اعطیناك الکوثر

(نصیر)

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کبھی نہیں چھوڑا

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰیO (الضحیٰ 3)

کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ ناپسند جانا

حضور ﷺ کی ہر بعد والی گھڑی پہلی سے بہتر ہے:

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰیO (الضحیٰ 4)

بے شک ہر بعد والی ساعت تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰیO (الضحیٰ 5)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

حدیث قدسی کا مفہوم ہے:

"کہ دونوں جہانوں میں سب میری رضا چاہتے ہیں اور اے

محبوب میں رب ہو کر دو جہانوں میں تیری رضا چاہتا ہوں“
(مطالع المسرات)

فترضٰی نے ڈالی ہیں بانہیں گلے میں
کہ ہو جائے راضی طبیعت کسی کی

اللہ نے حضور ﷺ کو یتیمی میں پناہ دی:

أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَاٰوٰى (الضحیٰ 6)
کیا اس نے تمہیں یتیم نہیں پایا پھر خاص کرم فرمایا۔

حضور ﷺ کو خدا نے غنی کیا:

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَأَغْنٰى (الضحیٰ 8)
اور تمہیں حاجت مند پایا پھر غنی کر دیا۔

حضور ﷺ نے دوسروں کو غنی کر دیا:

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ
(التوبة 74)

اور انہیں کیا برا لگا؟ یہی نا کہ انہیں اللہ و رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

حضور ﷺ اہل کتاب کے قبلہ کے تابع نہیں:

وَمَا أَنتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ O (البقرہ 145)

اور نہ تم ان کے قبلہ کی پیروی کرو۔

حضور ﷺ کی اُمت سب اُمتوں سے افضل ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا O (البقرۃ143)

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب اُمتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ O (آلِ عمران110)

تم بہتر ہو ان سے امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔ بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو

حضور ﷺ کے متبعین کے لئے فوز و فلاح ہے:

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِيٓ أُنزِلَ مَعَهُ لا أُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ O (الاعراف 157)

تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد

دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے۔

حضور ﷺ کے اخلاق ستودہ:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ○ (آل عمران 159)

تو یہ کیسی اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب ! تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوئے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔ بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ ۚ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا (النساء 63)

ان کے دلوں کی تو بات اللہ جانتا ہے تو تم ان سے چشم پوشی کرو۔ اور انہیں سمجھا دو اور ان کے معاملہ میں ان سے رسا بات کہو۔

وَأَنْذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْ يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ

مِّن دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (الانعام 51)

اور اس قرآن سے انہیں ڈراؤ جنہیں خوف ہو کہ اپنے رب کی طرف سے یوں اٹھائے جائیں کہ اللہ کے سوا نہ ان کا کوئی حمایتی ہو نہ کوئی سفارشی اس امید پر کہ وہ پرہیزگار ہو جائیں۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِم مِّن شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِم مِّن شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظَّالِمِينَ O (الانعام 52)

اور دور نہ کرو انہیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ صبح اور شام اس کی رضا چاہتے تم پر ان کے حساب سے کچھ نہیں اور ان پر تمہارے حساب سے کچھ نہیں پھر انہیں تم دور کرو تو یہ کام انصاف سے بعید ہے۔

وَكَذَٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لِّيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّن بَيْنِنَا ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ O (الانعام 53)

اور یونہی ہم نے ان میں ایک کو دوسرے کے لئے فتنہ بنایا کہ مالدار کافر، محتاج مسلمانوں کو دیکھ کر کہیں کیا یہ ہیں جن پر اللہ نے احسان کیا ہم میں سے کیا اللہ خوب نہیں جانتا حق ماننے والوں کو۔

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۖ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۖ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِن بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ O

(الانعام54)

اور جب تمہارے حضور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے ہیں تو ان سے فرماؤ۔ تم پر سلام تمہارے رب نے اپنے ذمہ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے کہ تم میں کوئی نادانی سے کچھ برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرے اور سنور جائے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيَاتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ ٥

(الانعام 55)

اور اسی طرح ہم آیتوں کو مفصل بیان فرماتے ہیں اور اس لئے کہ مجرموں کا راستہ ظاہر ہو جائے۔

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ٥ (الحجر 88)

اور اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو جو ہم نے ان کے کچھ جوڑوں کو برتنے کو دی اور ان کا کچھ غم نہ کھاؤ اور مسلمانوں کو اپنی رحمت کے پروں میں لے لو۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ج تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (ج) وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ٥(الكهف 28)

اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھوں انہیں

چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے؟
اور اس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا
اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔

وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ O (الکھف 29)

اور فرما دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے
ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ O (الشعراء 215)

اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیروی کرنے والے مسلمانوں
کے لئے

فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ O (الشعراء 216)

تو اگر وہ تمہارا حکم نہ مانیں تو فرما دو میں تمہارے کاموں سے
بے بری ہوں۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِينٍ O (الصّٰفّٰت 174)

تو ایک وقت تک آپ ان سے چہرۂ انور پھیر لو۔

وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ (الصّٰفّٰت 175)

اور انہیں دیکھتے رہو کہ عنقریب وہ دیکھیں گے۔

أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ۝ (الصّٰفّٰت 176)

تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں

فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنذَرِينَ (الصّٰفّٰت 177)

پھر جب اترے گا ان کے آنگن میں تو ڈرائے جانے والوں کی کیا ہی بری صبح ہوئی۔

قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ ۝ (القلم 28)

ان میں جو سب سے غنیمت تھا بولا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تسبیح کیوں نہیں کرتے؟

حضور ﷺ کی شفقت و رحمت :

وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ (التوبة 61)

اور جو تم میں مسلمان ہیں اُن کے واسطے رحمت ہیں۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (التوبة128)

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان ہے۔

فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ (التوبة129)

پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرمادو کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے پھر اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلَى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ أَسَفًاo (الکھف6)

تو کہیں تم اپنی جان پر کھیل جاؤ گے ان کے پیچھے اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں غم سے

حضور ﷺ کا لوگوں سے بے غرض اور مستغنی رہنا:

قُل لَّا أَسئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعَالَمِينَ o (الانعام 91)

تم فرماؤ میں قرآن پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کو۔

وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ o (یوسف 104)

اور تم اس پر اُن سے کچھ اجرت نہیں مانگتے یہ تو نہیں مگر سارے جہان کے لئے نصیحت

أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِينَo (المؤمنون 72)

کیا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو تو تمہارے رب کا اجر سب سے بھلا اور سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَى رَبِّهِ سَبِيلًا ○ (الفرقان 57)

تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر جو چاہے کہ اپنے رب کی طرف راہ لے۔

قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ○ (سبا 47)

تم فرماؤ میں نے تم سے اس پر کچھ اجر مانگا ہو تو وہ تمہارے لئے، میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ○

(صٓ 86)

تم فرماؤ میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ والوں میں نہیں۔

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ○

(الشوریٰ 23)

تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت

أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَغْرَمٍ مُثْقَلُونَ ○ (الطور 40)

یا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو تو وہ چٹی کے بوجھ میں دبے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ

وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ○ (الاحزاب 40)

محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں آخر میں تشریف لانے والے۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدة 3)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ ○

(البقرة 89)

اور جب ان کے پاس اللہ کی آخری کتاب (قرآن) آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (تورات) کی تصدیق فرماتی ہے۔

وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا (الفتح 2)

اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔

مذکورہ آیات مبارکہ میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق حسنہ وصفاتِ کاملہ کا اجمالی ذکرِ خیر ضبطِ تحریر میں لایا گیا، صرف آیات اور ان کے ترجمے پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ اگر تفاسیر کی مدد سے تشریح وتفہیم مطلب کی بحث چھیڑی جاتی تو شاید اوراق کتاب تنگی، داماں کے شاکی ہو جائے۔

زندگیاں تمام ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے
ابھی تو تیری زندگی کا ایک باب بھی پورا نہ ہوا

حضور ﷺ کا صفاتِ الٰہیہ سے متصف ہونا:

اللہ تعالیٰ اپنے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا O (الاحزاب 43)

اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔

اور دوسرے مقام پر اپنے محبوب نبی اکرم ﷺ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ
حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ O (التوبۃ 128)

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول (ﷺ) جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے۔ مسلمانوں پر کمال مہربان۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفاتحہ میں بندوں کو دعا کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ O (الفاتحۃ 5)

ہم کو سیدھا راستہ چلا۔

سورۃ الشوریٰ میں حضور ﷺ کے متعلق فرمایا:

وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ O (الشوریٰ 52)

اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ کی ہدایت دیتے ہو۔

سورۃ الفاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ٥ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ٥ (الفاتحہ 5,6)

ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا۔

سورۃ الاحزاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد فرمایا:

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِيَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ ٥ (الاحزاب 37)

اور اے محبوب! یاد کرو جب تم فرماتے تھے اس سے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی کہ اپنی بی بی اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق فرمایا ہے:

هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ (الاحزاب 43)

وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں (اے لوگو) اندھیرے سے اجالے کی طرف نکالے۔

سورۃ ابراہیم میں اپنے حبیب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے متعلق فرمایا ہے۔

الٓرٰ قف کِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ لا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ (ابراهيم 1)

ایک کتاب ہے ہم نے تمہاری طرف اُتاری کہ تم لوگوں کو اندھیروں سے اجالے میں لاؤ۔ ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ کی طرف جو عزت والا سب خوبیوں والا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق فرمایا ہے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنفُسَهُم ط بَلِ اللَّهُ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ O (النساء 49)

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو خود اپنی ستھرائی بیان کرتے ہیں بلکہ اللہ جسے چاہے ستھرا کرے۔

☆☆☆

☆ سورۃ الجمعہ میں حضور ﷺ کے متعلق فرمایا ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (الجمعة 2)

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول (ﷺ) بھیجا کہ اُن پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق فرمایا ہے۔

وَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا تَعْمَلُونَ O (آل عمران 98)

اور تمہارے کام اللہ کے سامنے ہیں۔

☆ دوسرے مقام پر حضور کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلَى هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا O (النساء 41)

تو کیسا منظر ہوگا جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب! تمہیں ان سب پر گواہ ونگہبان بنا کر لائیں۔

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (البقرۃ 143)

اور یہ رسول (ﷺ) ہوں گے تمہارے نگہبان و گواہ

☆☆☆

☆ اللہ تعالیٰ اپنے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ O (الانفطار 6)

اے آدمی! تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے۔

☆ دوسری جگہ حضور ﷺ کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ O (التکویر 19)

بیشک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا:

فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ (المؤمنون 116)

تو بہت بلندی والا اور سچا بادشاہ

وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ O (آلِ عمران 86)

اور گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ۝ (الحج 60)

بیشک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔

☆ دوسرے مقام پر حضور ﷺ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔

وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ط إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ (المائدۃ13)

اورتم ہمیشہ اُن کی ایک نہ ایک دغا پر مطلع ہوتے رہو گے سوا تھوڑوں کے تو انہیں معاف کرو اور درگذر کرو۔ بیشک اِحسان والے اللہ کو محبوب ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل میں اپنے محبوب کو شامل فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔

وَمَا نَقَمُوٓا إِلَّآ أَنْ أَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۝

(التوبة 74)

اورانہیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ و رسول (ﷺ) نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ لا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِينَا اللّٰهُ مِن فَضْلِهٖ وَرَسُولُهٗ ط إِنَّآ إِلَى اللّٰهِ رَاغِبُوْنَ ۝

(التوبة 59)

اور کیا اچھا ہوتا کہ اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور رسول (ﷺ) نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے

عنقریب دے گا اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول (ﷺ)
ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (الاحزاب 37)

جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمانوں کے اعمال کو اللہ اور رسول (ﷺ) دونوں دیکھتے ہیں۔

وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ ۝
(التوبة 105)

اور تم فرماؤ۔ کام کرو اب تمہارے کام دیکھے گا اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) اور مسلمان۔

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا۔

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ص وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ
وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۝ (الانفال 17)

تو تم نے انہیں قتل نہ کیا بلکہ انہیں اللہ نے مارا ہے اور اے محبوب (ﷺ)! وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ ط يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ
أَيْدِيهِمْ (الفتح 10)

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

قرآن پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ناموں کا تذکرہ

جانِ کائنات امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے من جملہ خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کثیر اسمائے گرامی ہیں اور کثرتِ اسم وسعتِ فیض و رحمت ازدیاد خصائص پر دال ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفاتِ حسنہ اور خصائل حمیدہ کے مطابق آپ کے اسمائے گرامی آسمانی صحائف بالخصوص قرآنِ مجید اور احادیث مبارکہ کے ذخیرہ میں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی وہ ذاتِ مبارکہ ہے جس کے اتنے کثیر اسماء ہیں چونکہ ہر صفاتی نام کسی نہ کسی صفت ...... وصف و کمال ......شان وخوبی ...... عظمت و رفعت ...... پر دلالت کرتا ہے۔ ذیل میں قارئین کی تسکین روح ......راحت قلب ......تنویر فکر و نظر کے لئے ان اسماء گرامی کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ جن کا آیاتِ قرآنیہ میں تذکرہ موجود ہے۔ یا جن آیاتِ مبارکہ سے یہ اسماءِ مبارکہ مستنبط ہیں۔ حوالہ کی فہرست میں سورۃ کا نام اور آیت نمبر درج کر دیا گیا ہے تاکہ کوئی صاحب ذوق اس آیہء کریمہ کی تفسیر کا مطالعہ کرنا چاہے تو اسے یہ آیت تلاش کرنے میں آسانی رہے۔

توہین رسالت کی سزا احادیث کی روشنی میں

حدیث شریف نمبر ا: ام ولد باندی کا قتل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص کی ام ولد باندی تھی جو نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیتی تھی وہ اس کو روکتا تھا مگر وہ باز نہ آتی تھی وہ اسے ڈانٹتا مگر یہ نہ مانتی۔ پھر ایک رات جب اس نے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی و دُشنام طرازی کی تو اس نابینا نے خنجر لیا اور اس سے اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ سب کچھ خون آلودہ ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو یہ واقعہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ذکر کیا گیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کیا پھر فرمایا اس آدمی کو میں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے یہ فعل کیا میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے تو وہ نابینا فوراً کھڑا ہو گیا لوگوں کو پھلانگتا ہوا اس حالت میں آگے بڑھا کہ وہ کانپ رہا تھا حتیٰ کہ حضور علیہ السلام کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کی ''یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے مارا ہے یہ آپ کو گالیاں دیتی تھی اور آپ کی شان میں گستاخیاں کرتی تھی میں اسے روکتا تھا مگر یہ نہ رُکتی تھی میں دھمکاتا تھا وہ باز نہ آتی تھی اس سے میرے دو بچے ہیں جو موتیوں کی طرح ہیں اور وہ مجھ پہ مہربان بھی تھی لیکن آج رات جب اس نے آپ کو گالیاں دینی شروع کیں تو میں نے خنجر نکال کر اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ (اس لئے کہ میرے نزدیک آپ کے گستاخ کو زندہ رہنے کا کوئی حق حاصل نہیں)

فقال النبی ﷺ ألا اشهدوا ان دمها هدرٌ

(ابوداؤد شریف ص600 نسائی شریف جلد2ص151 کنز العمال جلد7ص304)

پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگو گواہ رہو کہ اس کا خون بے بدلہ (یعنی ضائع) ہے۔

غیرت ایمانی کا اظہار:

مذکورہ حدیث شریف پر غور فرمائیں کہ نابینا صحابی نے اپنے دو بچوں کی ماں اور رفیقہء حیات کو صرف اس وجہ سے موت کے گھاٹ اتار دیا کہ وہ حضور سید عالم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخیاں کرنے سے باز نہ آتی تھی حالانکہ صحابی سے اس کے تعلقات اچھے تھے۔ وہ خود نابینا تھے انہیں بچوں کی پرورش میں اس کی احتیاجی تھی اور خود بھی معذور تھے مگر جب اس نے حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں بکواس کیا تو مالک کو غیرت ایمانی کا وہ جوش آیا کہ اس نے صبح ہونے کا بھی انتظار نہیں کیا بلکہ اسی وقت رات کے اندھیروں میں ہی اسے جہنم کے اندھیروں میں اتار دیا۔ صبح حضور علیہ السلام نے لوگوں کے انبوہ کثیر میں اعلان فرما دیا کہ اس کا خون رائیگاں چلا گیا پس معلوم ہوا کہ گستاخِ رسول مباح الدم ہے۔ اس کو قتل کرنے والے کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ تاہم اسلامی ریاست میں از خود قانون ہاتھ میں نہیں لینا چاہیئے مگر جب حکومتیں مصلحت کوشی اور غیروں کی وفا کیشی والا راستہ اختیار کریں تو غلامانِ رسول کو صحابہ رسول والا راستہ اختیار کرنا ہی پڑتا ہے۔

اس دور میں جس کی سب سے بڑی مثال غازئ اسلام شیر اہل سنت حضرت غازی ملک ممتاز حسین قادری سلمہ، اللہ تعالیٰ نے 4 جنوری 2011ء اسلام آباد کی کوہسار مارکیٹ میں رقم کر کے دکھا دی ہے۔

عاشقانِ مصطفیٰ کا منفرد انداز ہے

ان غلامانِ نبی میں تو بڑا ممتاز ہے

(مؤلف)

ہر دور میں عاشقانِ رسول ﷺ کا معیار عشق اور اندازِ وفا یکتا دکھائی دیتا ہے اس معاملے میں ان کا ایک ہی والہانہ، عاشقانہ فیصلہ ہے کہ

گستاخِ محمد کو نہ جینے کا مزہ دو

گردن کو اڑا دو یہ کمینے کو سزا دو

(مؤلف)

حدیث شریف :2 کعب بن اشرف یہودی کا قتل:

کعب بن اشرف یہودیوں کے قبیلہ بنوقریظہ سے تعلق رکھتا تھا اس قبیلہ کا سردار بھی تھا اور شعر وشاعری کا ذوق رکھنے والا تھا وہ بد باطن اپنے اشعار میں نبی کریم ﷺ کی ہجو کرتا تھا اور حضور علیہ السلام کو اذیت دیتا تھا۔ اور سرکار علیہ السلام کی دل آزاری کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتا تھا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔

لانه نقض عهد النبی ﷺ وهجاه وسبه

(شرح صحیح مسلم للنووی ج2ص 110)

اس لئے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کرنے کا حکم صادر کیا گیا کہ اس ملعون نے عہد رسول ﷺ کو توڑ ڈالا تھا اور وہ آپ ﷺ کی توہین کا ارتکاب کرتا تھا اور آپ ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں نازیبا کلمات کہتا تھا۔ (نعوذ باللہ)

لعنۃ اللہ علیکم دشمنانِ مصطفی

حدیث شریف میں آتا ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اس کے قتل کا حکم

ارشاد فرمایا:

قال رسول اللہ ﷺ من لکعب ابن الاشرف فانہ قد اذی اللہ ورسولہ (مسلم شریف جلد2 ص110، بخاری شریف ص576)

نبی علیہ السلام نے فرمایا کون ہے جو کعب بن اشرف کو قتل کرے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کو اذیت پہنچائی ہے۔

نکتہ

راقم اپنے استاذ کریم سیدی و مرشدی مصلح امت حضرت قبلہء عالم پیر سید حسین الدین شاہ صاحب زیدہ مجدہ بانی و مہتمم جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی سے جب بخاری شریف کا درس لے رہا تھا آپ نے دورانِ درس اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے۔ یہ نکتہ بیان فرمایا کہ کعب بن اشرف یہودی تھا اور یہودی اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی توہین نہیں کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ برا بھلا کہہ کر اذیت نہیں دیتا تھا۔ بلکہ سرکارِ دوعالم ﷺ کی توہین کا مرتکب ہوتا تھا اور حدیث کے الفاظ "قد اذی اللہ ورسولہ" اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جو سرکار کو اذیت دیتا ہے وہ حقیقت میں اللہ کو اذیت دیتا ہے، سرکار سے دشمنی گویا خدا تعالیٰ سے دشمنی ہے۔

اس پر حضرت سیدنا محمد بن مسلمہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے قتل کر دوں حضور علیہ السلام نے فرمایا "ہاں"

پھر سرکار ﷺ سے کچھ باتوں کی اجازت لے کر کعب بن اشرف کے پاس آئے اور قرضہ طلب کیا۔ کعب بن اشرف نے کہا ہاں قرض لے لو مگر میرے پاس

کچھ رہن رکھو۔ اس نے اولاً عورتوں کو اور ثانیاً، بیٹوں کو رہن رکھنے کا مطالبہ کیا مگر حضرت محمد بن مسلمہ اور اُن کے ساتھیوں نے عذر پیش کیا۔ اور کہا ہم اپنے ہتھیار تمہارے پاس رہن رکھ سکتے ہیں وہ مان گیا اس سے دوسری مرتبہ آنے کا وعدہ کر کے رخصت ہوئے۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند ساتھیوں کے ہمراہ رات کو تشریف لائے اور آواز دی تو کعب بن اشرف مکان کی بالائی چھت سے اترنے لگا بیوی نے منع کرنا چاہا کہ اس آواز سے مجھے تیری موت کی بُو آتی ہے۔ مگر وہ نہ رُکا جونہی کعب بن اشرف کپڑا اوڑھے ہوئے ان کے قریب آیا تو حضرت محمد بن مسلمہ نے کہا میں نے آج تک اتنی زبردست خوشبو نہیں سونگھی، کعب بن اشرف نے کہا ہاں مستورات عرب کی سردار، زیادہ خوشبو والی عورت میرے پاس ہے۔ محمد بن مسلمہ فرمانے لگے کیا میں تمہارا سر سونگھ سکتا ہوں؟ اس نے کہا ہاں سونگھ لو۔ آپ نے سونگھا اور ساتھیوں کو بھی دعوت دی۔ پھر ایک بار دوبارہ خواہش ظاہر کی اس نے پھر اجازت دے دی۔ (وہ دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا کہ یہ لوگ مجھ سے متاثر ہو گئے ہیں تبھی تو بار بار خوشبو سونگھتے ہیں)

فلما استمکن منه قال دونکم فقتلوه ثم اتوا النبی فاخبروه

(صحیح بخاری شریف، کتاب المغازی،
صحیح مسلم شریف کتاب الجهاد والسیر)

جب بالوں سے پکڑ کر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اچھی طرح اس کو قابو کر لیا تو ساتھیوں سے کہا قریب آجاؤ اور اسے قتل کر دو انہوں نے ایسا ہی کیا پھر وہ حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور واقعہ کی اطلاع دی

فائدہ:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سرکار کے گستاخ کو قتل کرنے کے ارادے سے گھر سے نکلنا اور اسے واصل جہنم کرنا یہ سنت اصحابِ پیغمبر ﷺ ہے حضور علیہ السلام نے خود بھیج کر قانون واضح کر دیا کہ ان کے گستاخ کی سزا صرف اور صرف موت ہی ہے۔ اور اس ضمن و حکمت عملی اختیار کرنا بھی صحابہء کرام کا طریقہ ہے۔

حدیث شریف نمبر 3: ابو رافع یہودی کا قتل:

اس بد بخت کا پورا نام " ابورافع عبداللہ بن ابی الحقیق" تھا یہ بڑا مالدار اور تونگر اور قبیلہ غطفان کی مسلمانوں کے خلاف مالی امداد کیا کرتا تھا۔ یہ کمینہ فطرت شخص نہ صرف اہل ایمان کو ایذاء و تکالیف پہنچاتا بلکہ جانِ کائنات ﷺ کی گستاخی واہانت کا ارتکاب بھی کرتا تھا۔ ان حرکاتِ قبیحہ کے باعث اس پلید انسان کا خون بہانا دفعِ شر و فساد کے لیے از بس ضروری ہو گیا تھا

حدیث شریف میں اس کے قتل کا واقعہ تفصیل کے ساتھ آیا ہے تاہم یہاں اختصار کے ساتھ صرف بطور دلیل ذکر کرنا مقصود ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

بعث رسول الله ﷺ الى ابى رافع اليهودى رجالا من الانصار وامر عليهم عبدالله بن عتيك و كان ابورافع يوذى رسول الله و يعين عليه.

(بخاری شریف جلد 2، ص 577)

رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع یہودی کی طرف انصار کے چند آدمی بھیجے، عبداللہ بن عتیک کو ان کا امیر مقرر کیا ابو رافع

رسول اللہ علیہ السلام الصلوٰۃ والسلام کو اذیت پہنچایا کرتا تھا اور
آپ ﷺ کے مقابلے میں (قبیلہ غطفان کے) کافروں کی
مدد کیا کرتا تھا۔

یہ حجاز کی سرزمین میں اپنے قلعے میں مقیم تھا جب حضرت عبداللہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قلعے کے قریب آئے تو سورج غروب ہو رہا تھا حضرت عبداللہ ساتھیوں کو بٹھا کر چوکیدار کے پاس تشریف لے آئے اور بہانہ کر کے قلعے کے اندر داخل ہو کر روپوش ہو گئے چوکیدار نے دروازہ بند کر کے چابیاں کیل کے ساتھ لٹکا دیں حضرت عبداللہ بن عتیک نے چابیوں تک رسائی حاصل کر کے دروازہ کھول دیا۔ ابورافع رات کو سونے سے پہلے حکایات سنا کرتا تھا۔ حسب معمول اس دن جب قصہ گو چلے گئے تو حضرت عبداللہ بن عتیک نے بالاخانے کی طرف قصد کیا آپ فرماتے ہیں کہ میں جب بھی کوئی دروازہ کھولتا تو اندر سے اس خیال سے بند کر دیتا کہ اگر لوگوں کو میرا پتہ چل جائے تو وہ مجھ تک نہ پہنچ سکیں حتی کہ میں اسے قتل کر دوں، یوں میں ابورافع کے پاس پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے اہل و عیال کے درمیان تاریک کمرے میں سو رہا ہے یہ پتہ نہ چل سکا وہ کس جگہ ہے تو میں نے آواز دی اے ابورافع! کہنے لگا کون ہے؟ میں نے اس آواز کا اندازہ لگا کر آگے بڑھ کر تلوار کی ضرب لگائی میرا وار خالی گیا اس نے چیخ و پکار کی میں کمرے سے باہر آیا۔ تھوڑے سے توقف کے بعد پھر اندر آگیا اور آواز بدل کر کہا اے ابورافع یہ کیسی آواز ہے؟ اس نے کہا تیری ماں تجھے روئے ابھی کوئی آدمی اندر آیا تھا اس نے مجھے اپنی تلوار کا نشانہ بنایا ہے حضرت عبداللہ بن عتیک کہتے ہیں میں نے پھر اسے زور سے تلوار ماری۔ وہ شدید زخمی ہو گیا مگر قتل نہ ہو سکا۔

ثم وضعت خبیب السیف فی بطنہٖ حتی اخذ فی ظھرہ فعرفت انی قتلتہ' (صحیح بخاری شریف کتاب المغازی جلد ثانی ص577)

پھر میں نے تلوار اس کے پیٹ پر رکھ کر اسے زور سے دبایا وہ پیٹھ سے نکل گئی اب یقین ہوگیا کہ وہ قتل ہو چکا ہے۔

ہم نے واپس آکر سرکار کو خبر دی اور آپ کی دعائیں لیں۔

فائدہ:

اس سے معلوم ہوا کہ ایسے کاموں کے لئے چند آدمیوں کو مقرر کیا جا سکتا ہے اور یہ سب سزا کے نہیں بلکہ اجر وثواب کے مستحق ہیں کہ موذیٔ رسول کو انجام تک پہنچا رہے ہیں۔ اور وہ کوئی نیا کام کرنے والے نہیں ہوں گے بلکہ صحابہء کرام کے جذبہء ایمانی کی ترجمانی کرتے ہوئے ان کی سنت ادا کرنے والے ہوں گے۔ اور گستاخ اپنی سیکورٹی کے حصار کے اندر ہی کیوں نہ ہو عاشق اس کو وہاں بھی کیفر کردار تک پہنچانے سے باز نہیں رہتے جیسا کہ ممتاز قادری صاحب نے کر دکھایا ہے۔

حدیث شریف نمبر 4: گستاخ یہودی عورت کا قتل:

عن علی ان یھودیۃ کانت تشتم النبی وتقع فیہ فخنقھا رجل حتی ماتت فابطل رسول اللہ ﷺ دمھا

(سنن ابی داؤد ج2 ص244)(مشکوۃ المصابیح ص308)

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ ایک یہودیہ حضور علیہ السلام کی شان میں ہجو اور طعن کرتی تھی اس پر ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ مرگئی رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون رائیگاں قرار دیا۔

ضروری وضاحت:

جانِ کائنات، فخر المرسلین ﷺ کی بے ادبی و گستاخی، اہانت و تنقیص کا مرتکب خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم اس کا خون رائیگاں جائے گا کیونکہ یہ اس فعل قبیح کے ارتکاب کے ساتھ ہی مباح الدم ہو جاتا ہے اس بے ادب و گستاخ کے قاتل پر قصاص و دیت اور تعزیر کچھ بھی نہ ہوگا کیونکہ وہ گستاخ حداً مارا جا رہا ہے۔ یہ بات مسلمہ ہے جو حد الٰہی کے قیام سے مارا گیا اس کے خون پر قصاص و دیت کچھ بھی لازم نہیں، اس کا خون باطل و رائیگاں جائے گا جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث اس کی مؤید ہے۔ گستاخی کوئی مرد کرے یا عورت وہ مسلم ہو خواہ غیر مسلم اس کی سزا ایک ہی ہے اور وہ ہے "صرف اور صرف موت"

اہم نکتہ:

یہ بات بھی واضح ہوئی کہ غیر مسلم افراد کو اسلامی ریاست میں امان اس وقت تک حاصل ہے جب تک وہ اللہ و رسول اور دین اسلام کے خلاف زبانِ طعن تشنیع دراز نہ کریں جونہی کوئی فرد اس جرم کا مرتکب ہوگا اسی وقت اسلامی ریاست سے نہ صرف اس کا عہد و پیمان ٹوٹ جائے گا بلکہ اس کے خون کی ذمہ داری بھی حکومت مسلمہ سے اُٹھ جائے گی مذکورہ حدیث کے نفس مضمون سے یہ بات واضح ہوگئی کہ سزائے موت کی علت وسبب شانِ رسالت مآب ﷺ میں ادنیٰ سی گستاخی ہے حضور علیہ السلام نے خود بطور حاکم (HEAD OF THE STATE) کچھ افراد کو حکم دے کر اپنے گستاخوں کو قتل کروایا۔ اس بات سے امت مسلمہ کے لئے ایک واضح قانون متعین ہوگیا کہ ہر دور میں آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گستاخ کی کیا سزا ہونی چاہیئے۔

کاش کہ آج ہمارے مسلمان حکمران بھی اپنے ایمان مضبوط کریں اور یہ سنت دہرائیں ان شاءاللہ بہت سارے شیطانوں کی زبانیں بند ہو جائیں گی۔

حدیث نمبر 5: کعبۃ اللہ میں پناہ گزیں گستاخِ رسول کا قتل

نبی کریم ﷺ نے جب فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان فرمایا تو اس عام اعلان سے چار مردوں اور دو عورتوں کو مستثنیٰ قرار دیا کیونکہ انہوں نے شانِ رسول ﷺ میں گستاخی واہانت کا ارتکاب کیا تھا۔ ان چار مردوں میں عکرمہ بن ابوجہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن ابی السرح اور عورتوں میں مؤخر الذکر کی دو لونڈیاں شامل تھیں۔ سید عالم ﷺ نے ان گستاخوں کا خون مباح قرار دیتے ہوئے اہل ایمان کو بڑا واضح ارشاد فرمایا: کہ جس کے بعد کوئی مومن گستاخِ رسول کی شرعی سزا کے بارے میں شک بھی نہیں کرسکتا۔

اقتلوهم وان وجدتموهم متعلقين باستار الكعبة

(سنن نسائی ج2 ص169)

انہیں قتل کر دو اگر کعبہ شریف کے پردوں سے چمٹے ہوئے پاؤ۔ (اس لئے کہ ان گستاخوں کے لیے دارالامان میں بھی امان نہیں ہے)

ان گستاخوں میں سے عبداللہ بن خطل کے بارے میں حدیث شریف میں یوں ذکر آیا ہے۔

فاما عبدالله بن خطل فادرك و هو متعلق باستار الكعبة ماتسبق اليه سعيد بن حارث و عمار بن ياسر فسبق سعيدٌ عماراً و كان اشب الرجلين فقتله،

(بخاری شریف کتاب الحج، کتاب المغازی، نسائی شریف کتاب المحاربہ جلد 2 ص169)

عبداللہ بن خطل کعبہ شریف کے پردوں سے چمٹا ہوا پایا گیا،
اسے قتل کرنے کے لئے حضرت سعید بن حارث اور عمار بن
یاسر دوڑے حضرت سعید حضرت عمار سے زیادہ جوان تھے
آپ نے آگے بڑھ کر اسے واصل جہنم کر دیا۔

پس ثابت ہوا کہ گستاخانِ رسول کے ناپاک وجود کو مٹانا ضروری ہے خواہ کہیں بھی پناہ گزیں ہوں۔ اس جگہ کی عزت کو بھی رسول اللہ ﷺ کی عزت و ناموس پہ قربان کر دینے میں کوئی حرج نہیں، تمام جگہوں کو عزت بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی وجہ سے ملی ہے۔

حدیث نمبر 6: گستاخِ رسول کے بارے میں عام حکم

امام الاولیاء حضرت سیدنا مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ امام الانبیاء مولائے کل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا؛

من سب نبیا فاقتلوہ ومن سب اصحابی فاجلدوہ

(طبرانی، جامع الصغیر، فتح الکبیر، شفاء شریف جلد2، ص239)

جس نے کسی نبی کو گالی دی تو اسے قتل کردو اور جس نے
میرے صحابی کو گالی دی تو اسے کوڑے مارو

مذکورہ حدیث شریف کے الفاظ صراحتاً اس بات پر دلالت کررہے ہیں کہ صرف رسول اللہ ﷺ ہی نہیں بلکہ جملہ انبیاء کرام میں سے کسی ایک نبی کی شان اقدس میں کسی ملحد نے گستاخی کی تو کوئی موقع دیئے اور توبہ قبول کئے بغیر اس کو قتل کر دیا جائے گا یہ سزائے قتل بطور حد اسپر واجب ہے۔ جس نے ایسے گستاخ کو

دریدہ ذہنی کرتے ہوئے سُنا چونکہ یہ ایک اسلامی ریاست ہے لہٰذا ایک قانون کے تحت اس گستاخ کے خلاف کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔ گستاخِ رسول اور گستاخِ صحابہ دونوں کو اس حدیث کی روشنی میں ہوش کے ناخن لینے چاہیں تو اپنے گندے خیالات سے تائب ہوجانا چاہیئے۔ اگر یہ نجس خیال زباں پر لایا تو شرعی حکم وہی ہے جواوپر بیان کردیا گیا ہے۔

حدیث شریف نمبر 7

مزید شاتمینِ رسول کا قتل عہد رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں

فاروق اعظمؓ کے ہاتھوں گستاخ رسول کے قتل کا ایمان افروز واقعہ

ایک یہودی اور ایک بشیر نامی منافق کے درمیان جھگڑا ہوگیا یہودی نے کہا ہم اپنے اس معاملے کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے چلتے ہیں۔ منافق نے اس سے انکار کیا، کعب بن اشرف کے پاس جانے کے لئے کہا، بایں سبب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حق پر مبنی فیصلہ کرتے کوئی دنیوی غرض ولالچ پیش نظر نہ رکھتے، جبکہ کعب بن اشرف بہت بڑا راشی تھا اس معاملے میں منافق جھوٹا جبکہ یہودی حق پر تھا سو اس نے تحاکم الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اصرار کیا تو منافق مجبوراً بادل نخواستہ یہودی کے ساتھ چل پڑا، دونوں بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ دونوں کے بیانات سن کر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا، باہر نکلتے ہی منافق نے یہودی سے کہا چلو یہ فیصلہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کراتے ہیں۔ آپ نے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو ہی برقرار رکھتے ہوئے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا۔ منافق پھر بھی نہ مانا، کہنے لگا چلو حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کروائیں دونوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ، یہودی نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا کہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے حق میں فیصلہ دے چکے ہیں مگر یہ فیصلے پر راضی نہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حقیقت حال جاننے کے لئے ازراہِ تصدیق منافق سے پوچھا، ”اھکذا“کیا واقعی حضور ﷺ فیصلہ فرما چکے ہیں؟ اس نے تسلیم کیا ہاں ایسا ہو چکا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دونوں سے فرمایا:

رویدکما حتی اخرج الیکما فدخل عمر البیت واخذ السیف واشتمل علیہ ثم خرج فضرب عنق المنافق حتی برد (تفسیر المظھری جلد2ص154 /تفسیر کشاف ج اص525)

یہیں ٹھہرے رہو یہاں تک کہ میں تمہاری طرف نکل آؤں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے گئے ،تلوار اٹھائی ، چادر اوڑھی پھر باہر نکلے ، اس منافق کی گردن اڑادی یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہوگیا۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

ھکذا اقضی بین من لم یرض بقضاء اللہ وقضاء رسولہ
(تفسیر مظھری ج2،ص154)

میں اس طرح فیصلہ کرتا ہوں اس شخص کے بارے میں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے سے راضی نہ ہو

یہ خبر پھیلتی ہوئی حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچی ، کہا گیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک کلمہ گو مسلمان کو ناحق قتل کر دیا ہے ، اس

موقع پر حضورﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما کنت اظن عمر یجترئ علی قتل مومن

(تفسیر الکشاف ج1، ص525)

میں گمان نہیں کرتا کہ عمر کسی مومن کے قتل کا اقدام کرے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اقدام قتل کو درست قرار دیتے ہوئے اور قتل مسلم سے آپ کو بری قرار دیتے ہوئے یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

فلا وربك لا یؤمنون حتّٰی یحکموك فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیماO (النساء آیت65)

پس (اے حبیبﷺ) آپ کے پروردگار کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس کے ہر اختلاف میں آپ کو (دل و جان سے) حکم نہ بنائیں پھر جو فیصلہ آپ کر دیں اسے بخوشی قبول کر لیں۔

گویا جو حضور نبی کریمﷺ کے فیصلے کو آخری قطعی و حتمی نہیں سمجھتا، اسے بدل و جان تسلیم نہیں کرتا، وہ سرے سے ایمان دار ہی نہیں ہے اور اسے آپﷺ کی بے ادبی و گستاخی، توہین و تنقیص اور حکم نہ ماننے کی صورت میں قتل کرنا، ایک مومن کو قتل کرنا نہیں بلکہ ایک گستاخ رسول اور مرتد کو قتل کرنا ہے

یہی وجہ ہے کہ جب بشیر منافق کے قرابت دار اور ورثاء بارگاہِ نبوتﷺ میں حاضر ہوئے، خون بہا کا مطالبہ کرتے ہوئے حلفاً کہنے لگے، ہم تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بھلائی و احسان کے ارادے سے گئے تھے کہ وہ دونوں کے مابین صلح کرا دیں جبکہ شانِ رسالتمآبﷺ میں گستاخی بایں صورت

کہ آپ کے فیصلے سے انحراف وتمرد اور عدم تسلیم وانکار کا تو سرے سے ہمارا ارادہ اور نیت ہی نہ تھی پس ہمیں ہمارے مقتول کا خون بہا دیا جائے۔

باری تعالیٰ نے ان لوگوں کی نفسیات وصفات سے آگاہ کرتے ہوئے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

اؤلئك الذين يعلم الله ما فى قلوبهم فاعرض عنهم ○

(النساء آیت63)

یہ وہ (منافق وفاسد) لوگ ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے پس آپ ان سے اپنا رخ پھیرلیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی ''تفسیر مظہری'' میں مذکورہ آیہ کریمہ کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں

فاعرض عنهم اى عن قبول اعتذارهم او عن اجابتهم فى مطالبة دم المقتول فان دمه هدر (تفسیر مظہری ج,2ص156)

آپ ان کے عذر کو قبول کرنے یا مقتول کے خون کے مطالبے کا جواب دینے۔سے انکار کردیں۔ اس لئے کہ اس کا خون رائیگاں وضائع گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس اقدام قتل کو درست قرار دیتے ہوئے اور اس پر شہادت وگواہی کے لئے جبرائیل امین بارگاہِ رسالتمآب ﷺ میں حاضر ہوئے۔عرض کیا۔

ان عمر فرق بين الحق و الباطل (تفسیر مظہری 2ص154)

یقیناً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حق وباطل کے درمیان فرق کردیا ہے۔

اس پر خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے حضور نبی کریم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وہ تاریخی و بے مثال لقب عطا کا جو آپ کی وجہ پہچان بن گیا۔ آج بھی جب کوئی آپ کا نام لیتا ہے تو تنہا نہیں لیتا بلکہ اس لقب کے ساتھ لیتا ہے یعنی ''عمر فاروق'' یا یوں کہا جاتا ہے ''فاروقِ اعظم'' چنانچہ روایت میں ہے۔

فقال النبی لعمر انت الفاروق (تفسیر کبیر 10)

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عمر آج سے تم فاروق (حق و باطل میں بڑا فرق کرنے والا) ہو گئے۔

کوئی گستاخ گھر آئے نہ سر اس کا نظر آئے
بڑی محبوب ہے ہم کو ادا فاروقِ اعظم کی
(مؤلف)

حدیث نمبر 8: سرکار کے حکم پر دشمنِ رسول کا قتل

ان رجلا کان یسبہ فقال من یکفینی عدوی فقال خالد انا فبعثہ فقتلہ (مصنف عبدالرزاق ، شفاء جلد2 ص240، دلائل النبوۃ ج4 ص59)

ایک شخص حضور علیہ السلام کو بُرا بھلا کہتا تھا آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کون ہے جو میرے دشمن سے بدلہ لے؟ حضرت خالد بن ولیدؓ نے عرض کی ''میں تیار ہوں'' چنانچہ نبی کریم علیہ السلام نے انہیں اس کام کے لیے بھیجا تو انہوں نے اس گستاخ کو واصل جہنم کر دیا۔

امام عبدالرزاق نے اور امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہما نے روایت نقل کی ہے۔

حدیث نمبر 9: حضرت زبیرؓ کے ہاتھوں گستاخِ رسول واصل جہنم

ان النبی سبه' رجل فقال من یکفینی عدوی فقال الزبیر انا فبازره' فقتله' الزبیر

(مصنف عبدالرزاق جلد5 ص 307، شفاء شریف جلد2 ص 240)

ایک آدمی نے حضور ﷺ کو سب و شتم کیا آپ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو میرے دشمن سے بدلہ لے؟ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں حاضر ہوں پھر آپ نے اس گستاخ سے مقابلہ کیا اور اس کو قتل کر دیا۔

یہی دونوں بزرگ یہ روایت بھی نقل کرتے ہیں۔

حدیث نمبر 10: حضور ﷺ کے ارشاد پر حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں گستاخ عورت کا قتل

ان امرأة کانت تسبه' ﷺ فقال من یکفینی عدوتی فخرج الیها خالد بن ولید فقتلها

(مصنف ج5 ص 307، شفاء ج2 ص 240)

ایک عورت حضور علیہ السلام کو گالیاں دیتی تھی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کون ہے جو میری دشمن سے بدلہ لے؟ حضرت خالد بن ولید اس کی طرف چل نکلے اور اسے قتل کر دیا۔

حدیث نمبر 11: حضرت مولا علیؓ اور حضرت زبیرؓ کی گستاخ کے قتل کے لیے روانگی

لگے ہاتھوں مزید ایک روایت پیش خدمت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم علیہ السلام کی تکذیب کی اور آپ کو ایذاء پہنچائی تو آپ ﷺ نے حضرت مولا علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو اس کی طرف بھیجا تا کہ یہ دونوں اس ازلی بدبخت کو قتل کر دیں۔

(دلائل النبوة ج2 ص284 ، شفاء شریف جلد2 ص240)

حدیث12: مولا علیؓ کے ہاتھوں حویرث بن نقید کا قتل

یہ ایک بدبخت شاعر تھا اور بارگاہِ رسالت میں بڑی بدزبانی کرتا تھا۔ یوم فتح مکہ جب اپنا مباح الدم ہونا سنا تو گھر میں بیٹھ گیا اور گھر کا دروازہ بند کرلیا۔ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے اس کے گھر آکر اسے تلاش کیا، لوگوں نے کہا، صحرا چلا گیا ہے۔ حویرث نے جب جانا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طلب میں آئے ہیں تو ٹھہرا رہا، یہاں تک کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس کے گھر سے دور چلے گئے تو وہ گھر سے نکلا اور چاہا کہ کسی دوسرے گھر میں جا چھپے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو وہ ایک کوچہ میں مل گیا اور انہوں نے اس ملعون کی گردن اُڑا دی۔

(تاریخ طبری جلد1، صفحہ399)

حدیث13: مقیس بن صبابہ کا قتل:

اس نے اپنے بھائی کی دیت لینے کے باوجود ایک انصاری صحابی کو شہید کردیا اور مرتد ہو کر مکہ چلا گیا۔ فتح مکہ کے دِن وہ مشرکوں کی ایک جماعت کے

ساتھ کسی گوشہ میں شراب پینے میں مشغول تھا۔ حضور علیہ السلام نے اس کے قتل کا حکم فرمایا۔ اس پر حضرت تمیلہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔

(تاریخ طبری جلد1 صفحہ399)

حدیث 14: حارث بن طلا طلا کا قتل:

یہ بھی جانِ کائنات سید المرسلین ﷺ کو ایذا دینے والوں میں شامل تھا۔ فتح مکہ کے دن مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں چڑھ گیا آپ نے ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر ذوالفقارِ حیدری سے اسے واصلِ جہنم کر دیا۔

(مدارج النبوۃ جلد2، صفحہ501)

حدیث 15: قریبہ اور ارنب کا قتل:

یہ دونوں باندیاں ابن خطل کی گانے والیاں تھیں جو حضور علیہ السلام کی ہجو میں کہے جانے والے اس کے اشعار گایا کرتی تھیں ، دونوں ہی قتل کر دی گئیں۔ اس کی ایک باندی قرتنا بھاگ گئی۔ لوگوں نے اس کے لئے حضور علیہ السلام سے امان مانگی۔ سید عالم ﷺ نے اسے امان دے دی۔ پھر وہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں آئی اور مسلمان ہوگئی۔

(مدارج النبوۃ جلد2 صفحہ506)

حدیث 16: سارہ بنی المطلب کی باندی کا قتل:

بعض مؤرخین کے نزدیک یہ عمرو بن ہشام کی باندی تھی یہ وہی عورت ہے جس کے ہاتھ حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کے نام خط لکھ بھیجا تھا۔ یہ مرتد ہو کر مکہ میں آگئی تھی اور فتح مکہ کے دن مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ

وجہہ الکریم کے ہاتھوں فنا فی النار ہوگئی۔

(روضۃ الاحباب ، مدارج النبوۃ جلد2صفحہ507)

حدیث17: اُم سعد کا قتل:

اس کے بارے میں بھی یہی مشہور تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں گستاخانہ الفاظ استعمال کرتی ہے۔ اور آپ ﷺ کے خلاف دریدہ دہنی سے باز نہیں آتی۔ اسی ناقابل معافی جرم کی پاداش میں اس کو بھی دیگر جہنمیوں کے ساتھ اپنے اَصل مقام پر پہنچا دیا گیا۔

(مواہب اللدنیہ ، مدارج النبوۃ جلد2صفحہ507)

حدیث18: نضر بن حارث کا قتل:

یہ بھی بڑا کمینہ صفت اور فرعون مزاج شیطانی دماغ کا حامل شاتم رسول تھا اس کو بھی جانِ دوعالم ﷺ کے ارشاد مبارک کے مطابق تلوار کے ذریعے جہنم کے گھڑے میں پہنچا دیا گیا جو گستاخانِ رسول کا صحیح ٹھکانہ ہے۔

(سیرت النبی جلد1صفحہ329)

حدیث19: عصماء بنت مروان کا قتل:

یہ بہت زبان دراز عورت تھی اسلام ، بانی اسلام ﷺ، واہل اسلام کی برائیاں اور مذمت کرتی رہتی تھی رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ ایذا دیتی اور جب کبھی اس ملعونہ کو موقع ملتا تو آپ ﷺ کی پاکیزہ اور طیب و طاہر ذاتِ مبارکہ پر ناپاک جملوں کے ساتھ حملے کرنے کی خبیث جسارت کرتی رہتی۔ آپ ﷺ نے اپنے ایک صحابی حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے قتل کے لئے روانہ فرمایا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے گھر پہنچے جو مدینہ شریف سے باہر واقع تھا وہ

اپنے بچوں کو دودھ پلا رہی تھی صحابی رسول نے موقع پا کر اس کو موت کا گھاٹ اُتار دیا۔

(مدارج النبوۃ جلد2صفحہ176)

محترم قارئین! گذشتہ صفحات پر تحریر کی جانے والی احادث کا بغور مطالعہ فرمائیں آپ کو کتنی گستاخ عورتیں ملیں گیں جن کو گستاخی رسول ﷺ کے جرم کی پاداش میں واصل جہنم کیا گیا۔ ملعونہ عاصیہ مسیح کو بچانے والے دشمنانِ اسلام کو ان احادیث پر غور کرنا چاہیے کہ گستاخ چاہے مرد ہو یا عورت اس کی سزا صرف اور صرف موت ہی ہے۔

حدیث 20: ابی عفکہ:

یہ یہودی بہت بڈھا کھوسٹ تھا جس کی عمر 120 سال کو پہنچ چکی تھی۔ یہ حضور علیہ السلام کے خلاف لوگوں کو ورغلاتا اور ابھارتا تھا اور ایسے شعر پڑھتا تھا جس میں لوگوں کو حضور ﷺ سے نفرت کی ترغیب ہوتی تھی۔ حضور علیہ السلام نے حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اس کے قتل کے لئے بھیجا۔ حضرت سالم اس کی طرف گئے اور اپنی تلوار اس کے جگر کے نیچے گھونپی اور اسے چرخ کر دیا۔ وہ دشمن خدا چیخا اور جان دے دی۔ لعنة الله علی الشاتمین

(مدارج النبوۃ جلد2صفحہ178، مواھب اللدنیه)

اب تو حق تسلیم کرلو:

اغیار کے فنڈز پر چلنے والی تنظیموں کے سربراہان اور ڈالرز و پاؤنڈز لے کر ایمان کا سودا کر کے کافروں سے وفاداری اور مکین گنبد خضریٰ ﷺ سے غداری کا ارتکاب کرنے والے...... وہ نام نہاد محقق...... مدقق...... خود ساختہ مذہبی سکالر بلکہ

اندر سے مغربی سکالرز میڈیا پر ...... پردۂ سکرین پر آکر دھاڑتے ہیں اور باچھیں کھول کر چیلنج کرتے ہیں کہ توہین رسالت کی سزا موت نہیں ہے۔ کسی سویلین کو قانون ہاتھ میں لے کر گستاخ کو قتل کرنے کی اجازت نہیں اگر کوئی ایسا کریگا تو سزائے موت کا مستحق ہوگا۔ جبکہ ان کی اپنی تحریر وتقریر میں واضح تضاد موجود ہے۔ کیونکہ کچھ مغرب زدہ ذہنوں کے مطابق اس پر قرآن وحدیث کا واضح حکم موجود نہیں ...... وہ ذرا مذکورہ دلائل کا مطالعہ کرلیں۔ اوران دلائل کے علاوہ بھی بے شمار دلائل قرآن واحادیث اور کتب سیر وفقہ وفتاویٰ وعلم کلام میں موجود ہیں کہ گستاخ رسول کی ایک ہی سزا ہے "صرف اور صرف موت" اس پلید اور نجس ازلی کو اس پاک سرزمین پر رہنے کی کوئی اجازت نہیں .... کیونکہ اس زمین کو بنایا خدا نے ہے .... اوراپنے وجودِ مسعود سے سجایا مصطفیٰ علیہ السلام نے ہے۔

کما جاء فی الحدیث جُعلت لی الارض مسجداً و طھوراً (بخاری شریف)

"یعنی ساری زمین میرے لئے مسجد بنائی گئی اور اسے (میری خاطر) پاک کیا گیا۔"

لہٰذا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کو اس دھرتی پر رہنے کا کوئی حق نہیں۔ وہ جائے جہنم میں جس کا وہ مستحق ہے۔

دوزخ میں جھونکتی ہے یہ ٹھوکر لگی ہوئی

مسلمانو! خدارا ہوش کے ناخن لو

یہود ونصاریٰ کی چابی پر چلنے والے نام نہاد مذہبی حقیقتاً مغربی مداریوں کے چکر میں ہرگز نہ آنا .... آج آپ سے سب کچھ چھین لیا گیا ہے ...... خدارا اپنا ایمان ان لیٹروں سے بچالو۔ یہی متاعِ حیات ہے یہی دولت دارین

ہے .... یہی نجات کا راستہ ہے .... یہی سرمایہء گرانمایہ ہے .... یہی عزتِ کونین کا باعث ہے .... نبی کریم ﷺ کی محبت کے بغیر .... آپ کے عشق کے سوا .... آپ کی غلامی کے بغیر ...... آپ کے در اقدس کی نوکری کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا قرب تو کُجا معرفت بھی نصیب نہیں ہو سکتی۔

چھت پہ چڑھ سکتا نہیں کوئی بھی زینہ چھوڑ کر
رب کو پاسکتا نہیں کوئی مدینہ چھوڑ کر

یہ فرعون صفت اور یزید مزاج لوگ مذہبی لبادہ اوڑھ کر آئے روز آپ کو مختلف شکوک وشبہات کی وادیوں میں دھکیل کر آپ سے ایمان کا خزانہ لوٹنا چاہتے ہیں۔ اور ان کی یہ ابلہ فریبی عامۃ الورود بنتی جا رہی ہے...... مگر آپ دل و جان سے تہیہ کرلیں کہ جس طرح ہم نے اپنے بچوں کو جسمانی غذا پہنچانی ہے اسی طرح ان کے لئے روحانی و ایمانی اور عرفانی و نورانی غذا ''عشق رسول و ادب مصطفیٰ ﷺ'' کا بھی بندوبست کرنا ہے۔ اگر ہم نے یہ اہم کام کر لیا تو پھر ہم غریب نہیں رہیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے محبوبِ کریم ﷺ کی محبت کی دولت سے دونوں جہاں میں غنی فرما دے گا۔ پھر ہم میں سے ہر ایک یہ کہنے کا حقدار ہوگا۔

خالق نے مجھ کو میری طلب سے سوا دیا
سرمایہ دارِ عشق محمد ﷺ بنا دیا

حضور ﷺ کے سامنے حضرت عمرؓ کا گستاخ کو قتل کرنے کا ارادہ

حدیث نمبر 21: بخاری و مسلم شریف میں ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ بنی تمیم کا ایک شخص ذوالخویصرہ حاضر خدمت ہوا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول عدل کرو۔ نبی

کریم ﷺ نے فرمایا کم بخت میں انصاف نہیں کروں گا۔ تو اور کون انصاف کرے گا؟ اگر میں انصاف نہ کروں تو ناکام و نامراد ہو جاؤں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ میں اس گستاخ و بے ادب کی گردن اڑا دوں اس پر سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا رہنے دو اس کے کچھ ساتھی ایسے ہیں (یا ہوں گے) کہ ان کی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر جانو گے یہ لوگ قرآن مجید پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہ اترے گا یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

(بخاری شریف کتاب المناقب ج1 ص509، مسلم شریف ج1 ص341)

فائدہ: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اجازت طلب کرنا کہ اس گستاخ کو میں قتل کر دوں یہ اس مسئلہ پر برہان قاطعہ ہے کہ ان کے نزدیک گستاخِ رسول واجب القتل ہے۔ آج کا کوئی سکالر تفقہ فی الدین میں فاروق اعظم سے زیادہ بڑھ کر تو نہیں۔ یہ نام نہاد محقق اغیار کے اشاروں پر بولتے ہیں...... جبکہ وہ محدثِ امت سید ابرار ﷺ کے اشاروں پر بولتے تھے۔

☆ آج پھر امت مسلمہ میں جذبہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اجاگر کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ تاکہ ہماری نوجوان نسل کے دلوں میں بھی محبت و تکریم رسول علیہ السلام اور دفاعِ ناموسِ رسالت کا چراغ روشن ہو۔ اس ضمن میں امت کے نوجوانوں کو یہ پیغام دینا چاہوں گا۔

پھر سب میں اجاگر کرو فاروق سا جذبہ
سرکار کے گستاخ کو سُولی پہ چڑھا دو
تم مرد مجاہد ہو دشمنِ دیں کے
ناپاک عزائم تہہِ خاک ملا دو

راقم مناسب سمجھتا ہے کہ اس مقام پر خوارج وحروراء و دیگر گستاخانِ رسول کے خلاف وارد ہونے والی چند احادیث کا بھی بغیر کسی طوالت وتشریح کے تذکرہ کر دیا جائے تا کہ کئی حضرات کا خلجانِ ذہنی رفع ہو جائے اور عظمت و تعظیم رسالت کے مسئلے کی اہمیت خوب خوب واضح ہو جائے۔ بنا بریں صرف متن حدیث، حوالہ جات اور ترجمہ پر ہی اکتفا کروں گا۔ **العاقلُ تكفيه الاشارة** ۔ کہ اہل عقل کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ جو لوگ بھی بارگاہ خیر الانام میں گستاخی و بے ادبی کے مرتکب ہوں گے تو ایسے لوگوں کا دین اسلام سے ناطہ یوں کٹ جائے گا گویا دین کے ساتھ اس کا کوئی واسطہ رہا ہی نہیں تھا حتی کہ عمر بھر کی کمائی اہانت رسول اللہ ﷺ کے سبب ضائع ہو جائے گی۔ اور وہ اپنے اعمال پر ناز کریں گے حالانکہ اس توہین کے سبب اللہ تعالیٰ ان کے سارے اعمال خبط فرما دے گا۔

دائرہ عشق محمد ﷺ سے جو باہر نکلا
بات ایمان کی اتنی ہے کہ ایمان گیا
میرے اعمال تو بخشش کے نہ تھے پھر بھی نصیر
کی محمد ﷺ نے شفاعت تو خدا مان گیا

گستاخ کی علامات:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت ہے جس میں آپ نے اس بے ادب و گستاخ کی علامات بھی ذکر فرمائیں یعنی جو گستاخ حضور ﷺ کی مجلس میں کھڑا ہوا اس کی کیفیت یہ تھی۔

1: اس کی آنکھیں گڑھوں میں دھنسی ہوئی تھیں۔

2: رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں۔

3: پیشانی اُبھری ہوئی تھی۔

4: داڑھی گھنی تھی۔

5: سر منڈا ہوا تھا۔

6: تہبند ٹخنوں سے اوپر اٹھا ہوا تھا۔

7: بدبخت حضور ﷺ کے علم پر اعتراض کرتا تھا۔

(مسلم شریف کتاب الزکوٰۃ جلد 1 ص 341)

خوارج اور گستاخانِ رسول کے متعلق چند احادیث

پہلی روایت

عن ابی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ، یَقُولُ بَعَثَ عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ۔ رضی الله عنه۔اِلَی رَسُولِ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم مِنَ الْیَمَنِ بِذُهَیْبَةٍ فِی اَدِیمٍ مَقْرُوظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا، قَالَ فَقَسَمَهَا بَیْنَ اَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَیْنَ عُیَیْنَةَ بْنِ بَدْرٍ، وَاَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ وَ زَیْدِ بْنِ خَیْلٍ، وَالرَّابِعُ اِمَّا عَلْقَمَةُ وَاِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَیْلِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِهِ كُنَّا نَحْنُ اَحَقَّ بِهَذَا مِنْ هَؤُلاَءِ. قَالَ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم فَقَالَ " اَلاَ تَاْمَنُونِی وَاَنَا اَمِینُ عندَ مَنْ فِی السَّمَاءِ، یَاْتِینِی خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً ." قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَیْنَیْنِ، مُشْرِفُ الْوَجْنَتَیْنِ، نَاشِزُ الْجَبْهَةِ، كَثُّ اللِّحْیَةِ، مَحْلُوقُ الرَّاْسِ، مُشَمَّرُ الازَارِ، فَقَالَ یَا رَسُولَ اللَّهِ، اتَّقِ اللَّهَ. قَالَ " وَیْلَكَ اَوَلَسْتُ اَحَقَّ اَهْلِ الاَرْضِ اَنْ یَتَّقِیَ اللَّهَ ." قَالَ ثُمَّ وَلَّی الرَّجُلُ، قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیدِ یَا رَسُولَ اللَّهِ، اَلاَ اَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ " لاَ، لَعَلَّهُ اَنْ یَكُونَ یُصَلِّی ." فَقَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ یَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَیْسَ فِی قَلْبِهِ. قَالَ رَسُولُ

اللَّهِ صلى الله عليه وسلم "إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنقُبَ قُلُوبَ النَّاسِ، وَلاَ أَشُقَّ بُطُونَهُمْ" قَالَ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ "إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِءِ هَذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ رَطْبًا، لاَ يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ." وَأَظُنُّهُ قَالَ "لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُود."

(صحیح بخاری، صحیح مسلم، نسائی فی سنن الکبریٰ)

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چمڑے کے تھیلے میں بھر کر کچھ سونا بھیجا، جس سے ابھی تک مٹی بھی صاف نہیں کی گئی تھی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم فرما دیا۔ عینیہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید بن خیل اور چوتھے علقمہ یا عامر بن طفیل کے درمیان۔ اس پر آپ ﷺ کے اصحاب میں سے کسی نے کہا: ان لوگوں سے تو ہم زیادہ حقدار تھے۔ جب یہ بات حضور نبی اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم مجھے امانت دار شمار نہیں کرتے؟ حالانکہ آسمان والوں کے نزدیک تو میں امین ہوں۔ اس کی خبریں تو میرے پاس صبح و شام آتی رہتی ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ایک آدمی کھڑا ہو گیا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئیں، رخساروں کی ہڈیاں ابھری ہوئیں، اونچی پیشانی، گھنی داڑھی، سر منڈا ہوا اور اونچا تہبند باندھے ہوئے تھا، وہ کہنے لگا: یارسول اللہ! خدا سے ڈریں، آپ ﷺ نے فرمایا: تو

ہلاک ہو، کیا میں تم اہل زمین میں زیادہ ڈرنے کا مستحق نہیں ہوں؟ پھر جب وہ آدمی جانے کے لئے مڑا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو، شاید یہ نمازی ہو، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: بہت سے ایسے نمازی بھی تو ہیں کہ جو کچھ ان کی زبان پر ہے وہ دل میں نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ لوگوں کے دلوں میں نقب لگاؤں اور ان کے پیٹ چاک کروں۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ پلٹا تو آپ ﷺ نے پھر اس کی جانب دیکھا تو فرمایا: اس کی پشت سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اللہ کی کتاب کی تلاوت سے زبان تر رکھیں گے، لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو قوم ثمود کی طرح انہیں قتل کردوں۔"

فوائد:

اس حدیث سے بہت سے مسائل معلوم ہوتے ہیں۔

1: صحابہ کرام تقسیم کروانے کے لیے مال سرکار کی خدمت اقدس میں پیش کرتے تھے اور سرکار جس کو چاہیں جو عطا فرمائیں۔ وہ مختارِ کل ہیں۔ اور سرکار کی تقسیم پر کوئی مومن اعتراض نہیں کرسکتا۔ جس نے اعتراض کیا وہ بد بخت پکا منافق تھا۔

2: سرکار ﷺ ساری کائنات سے بڑھ کر صادق اور امین ہیں یہ بات تو آپ کے مخالف بھی مانتے تھے اور آپ کی صداقت وامانت پر کفار مکہ نے بھی اعتراض نہیں کیا، زمین و آسمان پر آپ کی امانتداری کے چرچے ہیں اور اگر آپ کی امانتداری پر اعتراض کیا تو اسی بے ادب جہنمی نے کیا ہے۔

3: گستاخ کی ظاہری علامات صحابی رسول نے بیان کردیں جن سے اہل ایمان کے لئے ایسے لوگوں کو پہچاننے میں بڑی مدد مل سکتی ہے۔

4: حضرت خالد بن ولید بڑے فقیہہ عالم اور جلیل القدر صحابی ہیں انہوں نے اس کے قتل کی اجازت اسی لئے مانگی کہ ان کے نزدیک اتنی سی جسارت کرنے والا بھی واصل جہنم ہونے کا مستحق ہے۔ آخر اس نے یہ جرأت کس عظیم بارگاہ میں کی ہے؟

5: وہ بے ادب آپ ﷺ کی طرف پشت کر کے واپس پلٹ گیا یعنی اُس شقی نے آپ ﷺ کی جانب پشت کرنے میں عار محسوس نہیں کی۔ یہ گستاخوں، بے ادبوں کا پرانا انداز ہے جو......؟

6: ظاہراً یہ قرآن کے بہت عمدہ قاری ہوں گے لوگ ان کی قرأت پر رشک کریں گے مگر یہ قرآن کے نور سے محروم ہوں گے۔

7: قوم ثمود کے قتل کی مثال ان کی بے ادبی و بدبختی کی وجہ سے بیان کی گئی یعنی اپنی گستاخی و بے ادبی کی وجہ سے واجب القتل ہوں گے کہ انہیں مقام رسالت کا حیا نہ ہوگا۔

دوسری حدیث

عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ، قَالَ بَعَثَ عَلِیٌّ رضی الله عنه

وَهُوَ بِالْيَمَنِ بِذَهَبَةٍ فِي تُرْبَتِهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرِ الأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيُّ وَعُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلاَثَةَ الْعَامِرِيُّ ثُمَّ أَحَدُ بَنِي كِلاَبٍ وَزَيْدِ بْنِ الْخَيْلِ الطَّائِيُّ ثُمَّ أَحَدُ بَنِي نَبْهَانَ -قَالَ - فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ فَقَالُوا أَتُعْطِي صَنَادِيدَ نَجْدٍ وَتَدَعُنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " إِنِّي إِنَّمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ لأَتَأَلَّفَهُمْ " فَجَاءَ رَجُلٌ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِءُ الْجَبِينِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ يَا مُحَمَّدُ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " فَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ إِنْ عَصَيْتُهُ أَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الأَرْضِ وَلاَ تَأْمَنُونِي " قَالَ ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ فَاسْتَأْذَنَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فِي قَتْلِهِ - يُرَوْنَ أَنَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ -فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم " إِنَّ مِنْ ضِئْضِءِ هَذَا قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الإِسْلاَمِ وَيَدَعُونَ أَهْلَ الأَوْثَانِ يَمْرُقُونَ مِنَ الإِسْلاَمِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ " .

(صحیح بخاری ، کتاب التوحید ، صحیح مسلم ، کتاب الزکوۃ ، سنن نسائی ، کتاب تحریم الدم)

☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی رحمت ا ہمارے درمیان جلوہ افروز تھے پس آپ ا نے (شخص مذکور کے متعلق) ارشاد فرمایا کہ بے شک اس کی نسل سے ایسی قوم پیدا ہوگی جو قرآن کثرت سے پڑھیں گے

مگر ان کی حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں (مشرکوں) کو چھوڑ دیں گے اسلام سے اس طرح خارج ہو جائیں گے جیسے تیر شکار کو چھوڑ کر نکل جاتا ہے۔ میں اگر ان کو پاتا تو قوم عاد کی مانند انہیں قتل کر دیتا۔ (یقتلون اهل الاسلام ویدعون اهل الاوثانِ)

حدیث مذکور میں یہ جملہ انتہائی توجہ کا طالب ہے اس پر غور کرنے سے ہر دور کے خوارج اور حروراء کے سفاکانہ اور بہیمانہ کرتوت نگاہوں کے سامنے آجاتے ہیں سعودیہ سے لے کر سوات، بونیر، شانگلہ میں ظالموں کے ہاتھوں ہونے والے واقعات اہل اسلام سے انسانیت سوز سلوک کس کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں؟ جب کنونشن سنٹر اسلام آباد 2010ء میں قبلہء عالم پیر سید حسین الدین شاہ صاحب نے سوات کے حالات پر یہ حدیث پیش کی تھی تو بڑے بڑوں کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔

کافی ہے انجمن کو جگانے کے واسطے
یہ داستاں جو قصہء مختصر میں ہے

تیسری روایت

عَنْ اَبِی سَعِیدٍ، قَالَ بَیْنَا النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم یَقْسِمُ جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ذِی الْخُوَیْصِرَةِ التَّمِیمِیُّ فَقَالَ اعْدِلْ یَا رَسُولَ اللَّهِ . فَقَالَ " وَیْلَكَ مَنْ یَعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ ." قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ دَعْنِی اَضْرِبْ عُنُقَهُ . قَالَ " دَعْهُ فَاِنَّ لَهُ اَصْحَابًا یَحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلاَتَهُ مَعَ صَلاَتِهِ، وَصِیَامَهُ مَعَ

صِيَامِهِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ فِي قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، يُنْظَرُ فِي نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ فِي رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَضِيِّهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ،

’’حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ عبداللہ بن ذی الخویصرہ تمیمی آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ! انصاف سے تقسیم کیجئے (اس کے اس طعن پر) حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کمبخت اگر میں انصاف نہیں کرتا تو اور کون کرتا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ! اجازت عطا فرمائیے میں اس (خبیث) کی گردن اڑا دوں، فرمایا: رہنے دو اس کے کچھ ساتھی ایسے ہیں (یا ہوں گے) کہ ان کی نمازوں اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر جانو گے۔ لیکن وہ لوگ دین سے اس طرح خارج ہوں گے جس طرح تیر نشانہ سے پار نکل جاتا ہے۔ (تیر پھینکنے کے بعد) تیر کے پر کو دیکھا جائے گا تو اس میں بھی خون کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ تیر کے باڑ کو دیکھا جائے گا تو اس میں بھی خون کا کوئی نشان نہ ہوگا اور تیر (جانور کے) گوبر اور خون سے پار نکل چکا ہوگا۔ (ایسی ہی ان خبیثوں کی مثال ہے کہ دین کے ساتھ ان کا سرے سے کوئی تعلق نہ ہوگا)۔‘‘

چوتھی روایت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم " اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا ." قَالُوا وَفِي نَجْدِنَا. قَالَ " اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي يَمَنِنَا ." قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَفِي نَجْدِنَا فَأَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةَ " هُنَاكَ الزَّلاَزِلُ وَالْفِتَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

”حضرت (عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے شام میں برکت عطا فرما، اے اللہ! ہمارے لئے، ہمارے یمن میں برکت عطا فرما (بعض) لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے نجد میں بھی؟ آپ ﷺ نے (پھر) دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے شام میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔ (بعض) لوگوں نے (پھر) عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارے نجد میں بھی میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا سینگ (فتنہ وہابیت) وہیں سے نکلے گا۔“

☆ امت کے بہت سے اکابرین اور صلحاء نے اس حدیث کا مشارٌ الیہ ابن عبدالوہاب نجدی کو بتایا ہے کہ اس ظالم انسان نے گستاخی و بے ادبی کی وہ داستانیں رقم کی ہیں کہ جن کے تصور سے بھی بندۂ مومن کی روح لرز جاتی ہے۔

(الامان والحفیظ)

پانچویں روایت

اخرج البخاری فی صحیحه فیترجمة الباب وَقَوْلِ اللّٰہِ تَعَالَی (وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ ھَدَاھُمْ حَتَّی یُبَیِّنَ لَھُمْ مَا یَتَّقُونَ). وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَرَاھُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰہِ وَقَالَ إِنَّھُمُ انْطَلَقُوا إِلَی آیَاتٍ نَزَلَتْ فِی الْکُفَّارِ فَجَعَلُوھَا عَلَی الْمُؤْمِنِینَ.

(صحیح بخاری ، صحیح مسلم ، سنن ابوداؤد، سنن نسائی)

"امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں باب کے عنوان کے طور پر یہ حدیث روایت کی ہے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اور اللہ کی شان نہیں کہ وہ کسی قوم کو گمراہ کردے۔ اس کے بعد کہ اس نے انہیں ہدایت سے نواز دیا ہو، یہاں تک کہ وہ ان کے لئے وہ چیزیں واضح فرما دے جن سے انہیں پرہیز کرنا چاہیئے۔" اور (عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما ان (خوارج) کو اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق سمجھتے تھے۔ (کیونکہ) انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ان آیات کو لیا جو کفار کے حق میں نازل ہوئی تھیں اور ان کا اطلاق مومنین پر کرنا شروع کردیا۔"

چھٹی روایت

عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما قال: یاتی علی الناس زمان یجتمعون ویصلون فی المساجد ولیس فیھم مؤمن

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ مساجد میں جمع ہوں گے اور نمازیں ادا کریں گے لیکن ان میں سے مومن کوئی نہیں ہوگا۔''

فائدہ:

یہ وہی لوگ ہوں گے جو نماز، روزہ و دیگر اعمال پر تو زور دیں مگر نہ خود تعظیم رسول کی بات کریں گے اور نہ دوسروں کو اس کی ترغیب دیں گے۔

ساتویں روایت

عن أبی هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی الله علیه وسلم "يَخْرُجُ فِی آخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَخْتِلُونَ الدُّنْيَا بِالدِّينِ يَلْبَسُونَ لِلنَّاسِ جُلُودَ الضَّأْنِ مِنَ اللِّينِ أَلْسِنَتُهُمْ أَحْلَى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الذِّئَابِ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَبِی يَغْتَرُّونَ أَمْ عَلَیَّ يَجْتَرِئُونَ فَبِی حَلَفْتُ لأَبْعَثَنَّ عَلَى أُولَئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيمَ مِنْهُمْ حَيْرَانًا" . راوه الترمذی)وقال ابو عیسٰی :هٰذا حديث حسن

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو دنیا کو دین کے ذریعے حاصل کریں گے، لوگوں کے سامنے بھیڑ کی کھالوں کا نرم لباس پہنیں گے۔ ان کی

زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی (ایک روایت میں ہے کہ شہد سے بھی زیادہ میٹھی ہوں گی) اور ان کے دل بھیڑیوں کی طرح سخت ہوں گے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''کیا یہ لوگ مجھے دھوکہ دینا چاہتے ہیں یا مجھ پر دلیری کرتے ہیں؟ (کہ مجھ سے نہیں ڈرتے؟) مجھے اپنی (ذات کی) قسم! جو لوگ ان میں سے ہوں گے۔ میں ضرور ان پر ایسے فتنے بھیجوں گا جو ان میں سے بردبار لوگوں کو بھی حیران کر دیں گے۔'

آٹھویں روایت

عن أنس بن مالك قال :كان فی عهد رسول الله صلی الله عليه و سلم رجل يعجبنا تعبده واجتهاده فذكرناه لرسول الله صلى الله عليه و سلم باسمه فلم يعرفه ووصفناه بصفته فلم يعرفه فبينما نحُن نذكره إذ طلع الرجل قلنا :ها هو ذا قال :إنكم لتخبرونی عن رجل إن علی وجهه سفعة من الشيطان فأقبل حتی وقف عليهم ولم يسلم فقال له رسول الله صلى الله عليه و سلم : أنشدتك بالله هل قلت حين وقفت على المجلس :ما فی القوم أحد أفضل منی أو أخيرمنی ؟ إقال :اللهم نعم ثم دخل يصلی فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم :من يقتل الرجل ؟ فقال :أبو بكر :أنا فدخل عليه

فوجده قائما يصلى فقال :سبحان الله أقتل رجلا يصلى وقد نهى رسول الله صلى الله عليه و سلم عن قتل المصلين ؟ فخرج فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم :ما فعلت ؟ قال :كرهت أن أقتله وهو يصلى وقد نهيت عن قتل المصلين قال عمر :أنا فدخل فوجده واضعا وجهه فقال عمر :أبو بكر أفضل منى فخرج فقال رسول الله صلى الله عليه و سلم صلى الله عليه و سلم :مه ؟ قال وجدته واضعا وجهه فكرهت أن أقتله فقال :من يقتل الرجل ؟ فقال على :أنا قال :أنت إن أدركته قال :فدخل على فوجده قد خرج فرجع إلى رسول الله صلى الله عليه و سلم فقال :مه ؟ قال : وجدته قد خرج قال :لو قتل ما اختلف فى أمتى رجلان كان أولهم و آخرهم قال موسى سمعت محمد بن كعب يقول هو الذى قتله على ذا الثدية.

وفى رواية فقال النبى ﷺ هذا اول قرنٍ من الشيطان طلع فى امتى (او اوّل قرنٍ طلع من امتى) اما انكم لو قتلتموه ما اختلف منكم رجلانِ ، ان بنى اسرائيل اختلفوا على احدى او اثنتين و سبعين فرقة وانكم ستختلفون مثلهم او كثر ،ليس منها صوات الا واحدة قيل :يا رسول الله ، وما هذه الواحدة؟ قال :الجماعة و آخرها فى النارِ رواه ابويعلى وعبدالرزاق وابونعيم.

ورجاله رجال الصحيح كما قال الهيثمى ، واسناد

صحیح

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا: حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک شخص تھا جس کی عبادت گذاری اور مجاہدے نے ہمیں حیرانگی میں مبتلا کیا ہوا تھا۔ (اور ایک روایت میں ہے کہ یہاں تک حضور نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے بعض اسے خود بھی افضل گردانننے لگے تھے) ہم نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا نام اور اس کی صفات بیان کر کے اس کا تعارف کرایا۔ ایک دفعہ ہم اس کا ذکر کر رہے تھے کہ وہ شخص آ گیا۔ ہم نے عرض کیا: وہ یہ شخص ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک تم جس شخص کی خبریں دیتے تھے یقیناً اس کے چہرے پر شیطانی رنگ ہے سو وہ شخص قریب آیا یہاں تک کہ ان کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے سلام بھی نہیں کیا۔ تو حضور نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: میں اللہ کی قسم دیتا ہوں (تمہیں کہ سچ بتانا) کہ جب تو مجلس کے پاس کھڑا تھا تو نے اپنے دل میں یہ نہیں کہا تھا کہ لوگوں میں مجھ سے افضل یا مجھ سے زیادہ برگزیدہ شخص کوئی نہیں؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! ہاں (میں نے کہا تھا)۔ پھر وہ (مسجد میں) داخل ہوا نماز پڑھنے لگا۔ (اور ایک روایت میں ہے کہ پھر وہ شخص مڑا مسجد کے صحن میں آیا، نماز کی تیاری کی، ٹانگیں سیدھی کیں اور نماز پڑھنے لگا) تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس شخص کو کون قتل کرے گا؟ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں کروں گا سو وہ

اس کے پاس گئے تو اسے نماز پڑھتے ہوئے پایا کہنے لگے۔ سبحان اللہ میں نماز پڑھتے شخص کو (کیسے) قتل کروں ؟ جبکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے نمازیوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ تو وہ باہر نکل گئے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو نے کیا کیا؟ عرض کیا: میں نے اس حالت میں کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا اسے قتل کرنا ناپسند کیا جبکہ آپ ﷺ نے نمازیوں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کو کون قتل کرے گا ؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا : میں کروں گا سو وہ اس کے پاس گئے تو اسے اللہ عز وجل کی بارگاہ میں چہرہ جھکائے دیکھا۔ حضرت عمر نے کہا: حضرت ابوبکر مجھ سے افضل ہیں لہذا وہ بھی (اسے قتل کئے بغیر) باہر نکل گئے۔ تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو نے کیا کیا ؟ عرض کیا: میں نے اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سر جھکائے دیکھا تو (اس حالت میں) اسے قتل کرنا ناپسند کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا : کون اس شخص کو قتل کرے گا ؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا : میں کروں گا ، آپ ﷺ نے فرمایا: تم ہی اس کے (قتل کے) لئے ہو اگر تم نے اسے پا لیا تو (تم ضرور اسے قتل کر لو گے) راوی نے بیان کیا کہ وہ اندر اس کے پاس گئے تو دیکھا وہ چلا گیا تھا وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس لوٹ آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے کیا کیا ؟ حضرت علی نے عرض کیا: میں نے دیکھا تو وہ چلا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ قتل کر دیا جاتا تو میری امت میں دو آدمیوں میں بھی کبھی

اختلاف نہ ہوتا وہ (فتنہ میں) ان کا اول و آخر تھا۔ حضرت موسیٰ نے بیان کیا میں نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے سنا: فرماتے ہیں: وہ وہی پستان (کے مشابہ ہاتھ) والا تھا جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ شیطان کا پہلا سینگ ہے جو میری امت میں ظاہر ہوگا (یا پہلا سینگ ہے جو میری امت میں ظاہر ہوا) جبکہ اگر تم اسے قتل کر دیتے تو تم میں سے دو آدمیوں میں کبھی اختلاف نہ ہوتا۔ بیشک بنی اسرائیل میں اختلاف سے وہ اکہتر یا بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور تم عنقریب اتنے ہی یا اس سے بھی زیادہ فرقوں میں بٹ جاؤ گے ان میں سے کوئی راہ راست پر نہیں ہوگا سوائے ایک کے، عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! وہ ایک فرقہ کون سا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جماعت (سب سے بڑا گروہ) اس کے علاوہ دوسرے سب آگ میں جائیں گے۔''

عن مقسم ابی القاسم مولی عبداللہ بن الحارث بن نوفل عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فذکر الحدیث وفیہ، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہ سیکون لہ شیعۃ یتعمقون فی الدین حتی یخرجوا منہ کما یخرج السہم من الرمیۃِ)

''عبداللہ بن حارث بن نوفل مولی مقسم ابو القاسم رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت

کیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عنقریب اس کا ایک گروہ ہوگا جو دین سے (ظاہراً) بہت گہری وابستگی رکھنے والے نظر آئیں گے مگر دین سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔"

عن ابی عثمان النهدی :سال رجل من بنی یربوع او من بنی تمیمٍ عمر بن الخطاب رضی الله عنه عن (الذاریاتِ والمرسلاتِ والنازعاتِ) او عن بعضهن ، فقال ، عمر : ضع عن رأسك فاذا له وفرة فقال عمر رضی الله عنه ، اما والله لو رأیتك محلوقا لضربت الذی فیه عیناك ثم قال :ثم کتب الی اهل البصرة او قال الینا ان لا تجالسوه قال :فلو جاءَ و نحن مائة تفرقنا.

رواه سعیدُ بن یحیی الاموی وغیره باسناد صحیح کما قال ابن تیمیة

"حضرت ابوعثمان نہدی بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ بنی یربوع یا بنی تمیم کے ایک آدمی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ الذَّارِیَاتِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَالنَّازِعَاتِ کے کیا معنی ہیں؟ یا ان میں سے کسی ایک کے بارے میں پوچھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے سر سے کپڑا اتارو، جب دیکھا تو اس کے بال کانوں تک لمبے تھے۔ فرمایا: بخدا! اگر میں تمہیں سر منڈا ہوا پاتا تو تمہارا یہ سر اڑا دیتا جس میں تمہاری آنکھیں دھنسی ہوئی ہیں شعبی کہتے ہیں پھر حضرت عمر

رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ کے نام خط لکھا یا کہا کہ ہمیں خط لکھا جس میں تحریر کیا کہ ایسے شخص کے پاس نہ بیٹھا کرو۔ راوی کہتا ہے کہ جب وہ آتا ہماری تعداد ایک سو بھی ہوتی تو بھی ہم الگ الگ ہو جاتے تھے۔"

عن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما قال سمعتُ رسول اللہ ﷺ یقول وھو علی المنبر ألا ان الفتنة ھاھنا یشیر الی المشرق من حیث یطلع قرنُ الشیطانِ

(بخاری، مسلم، مؤطا امام مالك، مسند امام احمد بن حنبل)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ خبردار ہو جاؤ۔ فتنہ اس طرف ہے، آپ ﷺ نے دستِ اقدس کے ساتھ مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ "وہاں سے ہی شیطان کا سینگ نکلے گا۔"

فائدہ:

بعض محدثین کرام نے اس حدیث شریف کی تشریح میں بیان فرمایا ہے کہ مدینہ طیبہ میں بیٹھ کر یہاں سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا اور اسی جانب "نجد" ہے۔ لہٰذا یہ اشارہ بھی نجد ہی کی طرف تھا اور وہیں سے شیطان کا وہ سینگ بھی پیدا ہوا جس نے پوری دنیا میں فتنہ وفساد بپا کر ڈالا ...... اہل اسلام کو مشرک کہہ کر قتل کرنا روا رکھا ...... اور اہل اوثان سے تعلقات مزید مستحکم کئے ...... صحابہ

کرام و اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے مزاراتِ مقدسہ کو پامال کر دیا...... نسبت رسالت کا ذرہ برابر بھی حیا نہ رکھا...... سیدہ کائنات فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کے مزارِ گُہر بار پر بلڈوزر چلا دیا گیا.......... بُغض وحسد کی آگ...... اور عداوتِ جانِ کائنات ﷺ کی آتش پھر بھی ٹھنڈی نہ ہوئی...... العیاذ باللہ امام الانبیاء ﷺ کے گنبدِ خضریٰ روزۂ اقدس کو "**صنمِ اکبر**" یعنی بڑا بت ہونے کا ناپاک اور رذیل ورکیک فتویٰ جھاڑ دیا۔

مزید تفصیل کے لئے رئیس التحریر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی کتاب "وادیٔ نجد کے بیکار پتھر" کا مطالعہ مفید رہے گا۔ (مؤلف)

عہد صحابہ میں گستاخِ رسول کی سزا:

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے عہد مبارک میں بھی گستاخِ رسول کی سزا قتل مقرر تھی۔ جس کی وضاحت ذیل میں تحریر کی جارہی ہے۔ قارئین کرام سے التماس ہے کہ توجہ سے ان دلائل باہرہ کا مطالعہ فرمائیں اور امام الانبیاء جانِ کائنات ﷺ کی ذاتِ بابرکات کے ساتھ اپنی غلامی کی نسبت کو مزید مستحکم کریں۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

عہد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور گستاخِ رسول کی سزا:

عہد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشق رسول ﷺ کی عظیم دولت میں امتِ رسول کے سالار قافلہ اور امام العاشقین ہیں توہین رسالت کے بارے میں درج ذیل واقعہ سے ان کی ژرف نگاہی، حلم وتدبر اور اعلیٰ قوت فیصلہ کا اندازہ ہوتا ہے جس میں ان کی ذاتی دشمنی، اشتعال انگیزی اور غم وغصہ کو کوئی دخل نہ تھا واقعہ کچھ یوں ہے۔

حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے، اسی دوران آپ نے ایک شخص پر اس کے گستاخانہ اور توہین آمیز کلام کے باعث شدید غیض و غضب کا اظہار کیا حتی کہ آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوگیا جب میں نے یہ حالت دیکھی تو عرض کیا۔

فقلت تاذن لی یا خلیفة رسول اللہ اضرب عنقه'

(ابو داؤد شریف جلد 2 ص 252)

اے خلیفہ رسول مجھے اجازت دیں میں اس گستاخ کی گردن اڑادوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور اٹھ کر خاموشی سے کمرے میں چلے گئے تھوڑی دیر بعد مجھے اندر بلا کر فرمایا کہ "ابوبرزہ کیا میں تمہیں اجازت دیتا تو تم واقعی اسے مار دیتے؟ میں نے عرض کی یقیناً میں اس کو زندہ نہ چھوڑتا"

اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قال لا واللہ ما کانت لبشرٍ بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(ابو داؤد شریف جلد 2 ص 252)

نہیں حضور علیہ السلام کے بعد کسی بھی فرد بشر کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ (کہ اس کے گستاخ کو قتل کر دیا جائے)

فائدہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ارشاد مبارک کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی

قسم یہ مرتبہ محمد الرسول اللہ ﷺ کے بعد کسی اور شخص کو حاصل نہیں کہ اس کی گستاخی کرنے والے کو قتل کر دیا جائے خواہ وہ خلیفہء وقت ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطور اسلامی ریاست کے حاکم (Head of the Islamic State) کی حیثیت سے اسلامی ریاست ومملکت کے قانون کو بیان کر دیا کہ گستاخ رسول کی سزا قتل ہی ہے جب بھی وہ توہین رسالت کا مرتکب ہو اسے قتل کر دینا ضروری ہے۔

صدیق اکبرؓ نے گستاخِ رسول عورت کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی یمن حضرت مہاجر بن امیہ کے متعلق خبر ملی کہ یمن میں ایک عورت تھی جو جانِ کائنات ﷺ کی بارگاہ میں گستاخانہ اشعار کہہ کر توہین کا ارتکاب کرتی تھی۔ اس پر حضرت مہاجر بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بدبخت عورت کے ہاتھ کٹوا دیے اور اس کے اگلے دانت بھی توڑ دیے گئے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خبر پا کر ارشاد فرمایا کہ اس کی سزا جو تم نے دی ہے یہ نہیں بلکہ اس گستاخ عورت کی سزا ''قتل'' ہے کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی گستاخی کی حد دوسرے لوگوں کی گستاخی کی حدود کے مشابہ نہیں ہوتی۔

(الشفاء صفحہ222، الصارم المسلول صفحہ196)

عہد فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں گستاخِ رسول کی سزا:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عہد رسالت مآب ﷺ میں ہی گستاخِ رسول کو سزائے موت دے کر بارگاہِ الٰہی سے ''فاروق'' کے لقب سے سرفراز ہو چکے تھے۔ ابن وہب نے حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ایک

راہب نے حضور علیہ السلام کی شانِ رفیع میں دُشنام طرازی کی جب حضرت عمر نے یہ بات سنی تو ان لوگوں سے فرمایا جنھوں نے یہ واقعہ سنایا تھا ''تم نے اسے قتل کیوں نہیں کیا اگر میں وہاں ہوتا تو اسے ہرگز زندہ نہ چھوڑتا۔

(الصارم المسلول علی شاتم الرسول ص 61)

توہین کی نیت سے ''عبس وتولیٰ'' پڑھنے والے امام کا قتل:

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ایک منافق کا یہ معمول تھا کہ وہ ہر نماز میں سورۃ ''عبس'' پڑھتا اور دل میں یہ مراد لیتا کہ یہ وہ سورت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضور کو تنبیہہ فرمائی ہے۔ چنانچہ یہ بات حضرت امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی کہ منافقین میں سے ایک شخص اپنی قوم کی امامت کراتا ہے۔ اور وہ ہر باجماعت نماز میں سورۃ ''عبس وتولیٰ ہی پڑھتا ہے آپ نے اسے (بغیر تحقیق مزید کے) بُلا بھیجا اور جب وہ آیا تو اس کا سر قلم کر دیا۔

(تفسیر روح البیان جلد 10 ص 331)

الحاصل:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس شخص کے عمل سے یہ بات از خود متحقق ہوگئی اور آپ کو یقین کامل ہوگیا کہ اس سورت کو مداومت کے ساتھ پڑھنے کا سبب وعلت بے ادبی وگستاخی رسول ﷺ ہے علاوہ ازیں کچھ اور علامات بھی گستاخوں کی آپ کے پیش نظر تھیں۔ آپ نے اس کی نیت کی جانچ پڑتال کیے بغیر اور تفصیلات میں جائے بغیر اس مردود کو واصل جہنم کر دیا۔ گستاخوں کے ساتھ ہر دور میں یہی سلوک ہونا چاہیے۔ قربان جائیں غیرتِ فاروقی پر۔

کوئی گستاخ گھر آئے نہ سر اس کا نظر آئے
بڑی محبوب ہے ہم کو ادا فاروقِ اعظم کی

(مؤلف)

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو گالی دینے والے ملعون کا فیصلہ شمشیرِ فاروقی سے

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کے پاس ایک ایسے شقی القلب آدمی کو لایا گیا جس نے امام الانبیا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہِ ناز میں گستاخانہ جرأت کا ارتکاب کیا تھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلا تاخیر اس کو "واصلِ جہنم" کر دیا۔ پھر فرمایا آگاہ ہو جاؤ جو کوئی بھی اللہ جل شانہ، اور میرے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یا کسی بھی نبی کی گستاخی کرے اس کی سزا صرف اور صرف یہی ہے۔

(جواہر البحار جلد 3 صفحہ 240)

محترم قارئین! جذبہء فاروقی کو میں اس رُباعی میں ہی آپ کی نذر کرنا چاہتا ہوں۔

توہینِ رسالت کی سزا قتل ہے واجب
جو اس میں کرے شک وہ مسلمان نہیں ہے
جس میں نہ ہو سرکار پہ مرمٹنے کا جذبہ
اس شخص کا کامل ابھی ایمان نہیں ہے

دورِ حیدری پر ایک نظر:

مولائے کائنات حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ایسی مختلف احادیث کے راوی ہیں جن میں گستاخِ رسول کو مباح الدم قرار دے کر قتل کرنے کا

ذکر آتا ہے جیسے یہودی عورت والی روایت جو مشکوٰۃ شریف کے حوالے سے ذکر کی جا چکی ہے۔ آپ اور حضرت زبیر شاتم رسول کو سزا دینے یعنی قتل کرنے کے لیے حضور ﷺ کے حکم پر ہمراہ روانہ ہوئے تھے اور اس کو کیفر کردار تک پہنچایا تھا اور اپنے دورِ خلافت میں بھی شاتم رسول کے لئے سزائے موت کا حکم جاری فرما رکھا تھا۔ گستاخی و اہانت رسول کی بنا پہ خارجیوں کو بھی اپنے ہاتھوں سے قتل کر کے واصلِ جہنم کیا۔ جنگ نہروان اس کی واضح مثال ہے جس میں آپ کے لشکر کے ہاتھوں ہزاروں خوارج گستاخانِ رسول واصل جہنم ہوئے۔

(شفاء شریف جلد ثانی ص 240)

مولائے کائنات کا ایک فیصلہ کُن فرمان:

امام عبدالرزاق ابن تیمی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص حضور علیہ السلام کی طرف جھوٹ منسوب کرے اسے قتل کیا جائے۔

(مصنف عبدالرزاق جلد5صفحہ307)

☆ آپ کرم اللہ وجہہ الکریم سے واضح الفاظ میں یہ حدیث بھی مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی نبی کو گالی دی تو اسے قتل کردو اور جس نے کسی میرے صحابی کو گالی دی تو اسے کوڑے مارو۔

(الشفاء مترجم جلد2صفحہ239)

فقیہِ اُمّت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

امام طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں کوفہ میں چیف جسٹس تھے انہوں نے

ایک شخص عبداللہ ابن النوامہ کو باوجود معافی طلب کرنے کے قتل کروا دیا لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا اس نے نبی کریم ﷺ کے سامنے مسیلمہ کو اللہ کا رسول کہہ کر ایذاء دیا تھا اس وجہ سے اس کی سزا ایک ہی ہے اور وہ ہے قتل۔

(طحاوی شریف جلد 2 باب اشباۃ المرتد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا گستاخِ رسول کے خلاف جذبہء ایمان:

آپ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس سے ایک عیسائی راہب گذرا جس کے بارے میں لوگوں نے کہا کہ یہ ملعون رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرتا ہے اس پر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے غصے میں آکر دبدبے سے فرمایا اگر میں اس بدبخت سے پیارے کریم آقا ﷺ کی ذاتِ اقدس کے حوالے سے گستاخانہ کلمات سُن لیتا تو میں بغیر توقف کے اس کی گردن اُڑا دیتا۔

(جواھر البحار جلد3صفحہ242 ,تفسیر مظھری جلد4صفحہ191)

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی غیرت ایمانی:

آپ رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کو مخاطب کر کے للکارتے ہوئے فرمایا کہ اگر اَب تم میں سے کسی نے بھی امام الانبیاء سید المرسلین ﷺ کی پاک بارگاہ میں ''راعنا'' کا لفظ بولا تو میں اپنی اس تلوار سے تمہیں قتل کر دوں گا۔

(تفسیر صاوی ،جلد1صفحہ47،تفسیر خازن جلد1صفحہ73)

جگر گوشہء بتول حضرت سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت

☆ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک ھذیلی حضور ﷺ کو بُرا بھلا کرتا تھا حضور علیہ السلام نے فرمایا کون ہے جو اس کی خبر لے؟

اس پر انصار میں سے دو صحابی کھڑے ہوئے اور اجازت ملنے پر تلاش میں چل پڑے جب وہ انہیں مل گیا تو شناخت کرنے کے بعد اسے قتل کر دیا۔

جناب حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے والد گرامی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کی ذات پاک پر سب وشتم کرنے والا واجب القتل ہے۔

(وسائل الشیعہ جلد8. ص 460)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں:

آپ کے دور خلافت میں ایک گورنر نے مکتوب بھیجا کیا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے گستاخ کو قتل کیا جائے تو آپ نے جواباً فرمایا ''یہ سزا شریعت میں صرف شاتم رسول کے لیے ہی مقرر ہے۔

(المحلی لابن حزم ج 11 ص 409)

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہؒ کی گستاخِ رسول کے متعلق واضح رائے:

علامہ ابن تیمیہ نے امام اعظم ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول نقل کیا ہے کہ گستاخِ رسول سے توبہ کا مطالبہ کئے بغیر اور اسے موقع دیے بغیر قتل کیا جائے گا۔ چاہے وہ اسلامی ملک کا رہنے والا ہو یا غیر مسلم ملک کا۔

(الصارم المسلول)

مقام توجہ: آج کل بعض مغرب زدہ اذہان .... سیکولر انتہاء پسند ...... متعفن سوچ کے حامل ماڈریٹ ...... ٹی وی چینلز پر بابانگ دُھل دھاڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنا قول بھی ذمی شاتم رسول کے بارے میں نرمی کا ہے۔ جب فقہ کا اتنا بڑا امام گستاخِ رسول ذمی کے

بارے میں یہ رائے رکھتا ہے تو آج کے مفتیانِ کرام اس بات پر مُصر کیوں ہیں کہ ذمی گستاخِ رسول کو بہرصورت قتل ہی کیا جائے گا۔ اس ضمن میں دو باتیں عرض گذار ہیں۔

1: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قول کے ساتھ آپ کی ظاہری حیات میں ہی آپ کے شاگردوں نے اختلاف کیا ہے۔ ان کا فتویٰ اس کے خلاف ہے اور وہ واضح طور پر اس مؤقف کے قائل ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والا خواہ مسلمان ہو یا کافر جہاں کہیں بھی رہتا ہو اس کی سزا صرف اور صرف موت ہی ہے۔ آئندہ صفحات میں فقہاء احناف کے فتاویٰ جات واقوالِ مبارکہ سے یہ ثابت کیا جائیگا کہ فقہاءِ احناف کی گستاخِ رسول کے بارے میں کیا رائے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول مُفتیٰ بہ نہیں ہے۔

2: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس ضمن میں دو قول منقول ہیں۔ پہلا قول اور اس کا جواب ذکر کر دیا گیا ہے۔ اور دوسرا قول وہی ہے جو علامہ ابن تیمیہ کی الصارم المسلول کے حوالے سے اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے۔ فقہاءِ احناف نے خود اس بات کی وضاحت کی ہے کہ یہ امام صاحب کا پہلا قول تھا جو کہ مرجوع ہے۔

یا للعجب ان نام نہاد روشن خیال اور دُشمنانِ اسلام کے خود کاشتہ جاوید غامدی جیسے سکالرز کو اتنا تو شعور ہونا چاہیئے کہ مرجوع قول سے اپنا مدعا ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں اہل سنت کے امام ہیں نہ کہ

عقائد میں اگر ان کا قول فقہاء کرام کے اقوال سے مختلف بھی ہو تب بھی گستاخِ رسول کی سزا کے بارے میں کوئی دوسری رائے نہیں قائم کی جاسکتی اس لئے کہ گستاخ رسول کی سزا کسی فقیہ کے قول سے متعین نہیں ہوگی بلکہ شاتم رسول کی سزا ''موت'' کوخدا اور رسول نے خود متعین فرما دیا ہے۔ افسوس تو اسی بات کا ہے کہ اِن تحقیق انیق کے نام نہاد دعوے داروں کو انگریز کی خوشنودی کے لئے امام صاحب کا ایک قول تو نظر آگیا .... مگر قرآنِ پاک کی آیاتِ بینات .... احادیث مبارکہ ...... کا ایمان افروز ذخیرہ .... صحابہ کرام کا عمل .... اور فقہاء کرام .... علماء حق کا گستاخِ رسول کی سزا پر اجماع دکھائی نہیں دیتا۔ میں ان تعصب اور بغض وعناد کی عینک لگا کر حقائق سے چشم پوشی کرنے والوں کے بارے میں اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکتا ہوں۔

آنکھیں اگر ہوں بند پھر دِن بھی رات ہے
اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

امام قاضی ابویوسف فرماتے ہیں:

ایما رجل مسلم سب رسول اللہ او کذبہ' او عابہ او تنقصہ فقد کفر علیہ القتل (الصارم المسلول ص525)

کوئی بھی مسلمان جو رسول اللہ ﷺ کو گالی دے یا آپ کی تکذیب کرے یا عیب جوئی کرے اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ کا انکار کیا اس جرم کی پاداش میں اسے قتل کیا جائیگا۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا اظہارِ ایمان:

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے موقف کی تائید میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول بھی یوں نقل فرمایا ہے۔ ”جو شخص بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کو سب وشتم کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

ولا تقبل توبته، یعنی اس کی توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی۔

(الشفاء جلد2صفحہ217)

”شیخ ابوالحسن قابلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کو گالی دے۔ اس کی یہ گستاخی ثابت ہونے کے بعد وہ رجوع کر لے اور ظاہراً توبہ بھی کرے تب بھی وہ قتل سے نہیں بچ سکتا، کیونکہ قتل اس کی حد ہے۔

(الشفاء اردو جلد2، صفحہ270)

حضرت امام محمد بن سخون رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

آپ فرماتے ہیں۔

اجمع العلماءُ علی ان شاتم النبی کافروحکمہ، عندالامۃ القتل ومن شك فی کفرہٖ فقد کفر.

(نسیم الریاض جلد2صفحہ338)

اس بات پر تمام علماءِ اُمت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو گالی دینے والا پکا کافر ہے اور اس کے قتل پر اُمت مسلمہ کا اجماع ہے۔ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

فائدہ:

اس بات سے کم از کم یہ مسئلہ صاف ہو جاتا ہے کہ گستاخِ رسول کی حمایت کرنا .... کسی بھی طرح اس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرنا .... اس کو اس گستاخانہ فعل پر اپنے تعاون کا یقین دِلانا .... اس کی سزا میں رکاوٹ بننے کی کوشش کرنا .... یا اس کے کافر ہونے میں شک کرنا .... یا اس پر لاگو ہونے والے شرعی قانون کے خلاف ہرزہ سرائی کرنا .... یہ سارے ایسے اعمال ہیں جن سے ان کا ارتکاب کرنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ اور اس پر بھی علماءِ اُمت نے وہی حکم لگایا ہے جو اس گستاخ کا ہے۔

امام ابن ہمام حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مبارکہ سے اپنے دِل میں بغض رکھے وہ مرتد ہے۔ اور جو آپ ﷺ کو گالی دے وہ بدرجہ اولیٰ مرتد ہوگا۔ پھر ہمارے نزدیک اسے بطورِ حد قتل کیا جائے گا۔

(فتح القدیر جلد3 صفحہ 407)

امام ابوبکر احمد بن علی الرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ایسا بدبخت جو نبی اکرم ﷺ کو گالی دیتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان بھی ظاہر کرتا ہو تو بے شک اس مرتد سے نہ مناظرہ کیا جائے نہ اسے مہلت دی جائے، اور نہ ہی اسے توبہ کا مطالبہ کیا جائے، اور اسے اسی مکان پر بلا تاخیر قتل کر دیا جائے، اور یہی حکم توہینِ رسالت کرنے والے یہودی و عیسائی کے لئے بھی ہے۔“

(تفسیر احکام القرآن، زیر آیت وان نکثوا......الخ)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا جذبہ ایمان:

"اکثر علماءِ کرام کے اس قول پر فقیر کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ جب کوئی ذِمی (ایسا غیر مسلم جو مسلمانوں کے ملک میں رہتا ہو) نبی کریم ﷺ کی کسی طریقے سے بھی توہین کرے یا آپ ﷺ کی قدر و منزلت کو کم کرے تو اس کو اس جرم کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔"

(تفسیر قرطبی، جلد8صفحہ83)

فقیہ زماں علامہ قاضی خاں علیہ الرحمہ کا فرمان:

"کسی شی میں حضور ﷺ پر عیب لگانے والا کافر ہو جائے گا اسی طرح بعض علماء نے فرمایا اگر کوئی شخص آپ کے بال مبارک کو (بصیغہ تصغیر) شُعَیر کہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور جو آپ ﷺ کے نعلین پاک کی بھی توہین کرے وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

(فتاویٰ قاضی خان ملخص)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

"محیط میں ہے کہ بعض مشائخ کے نزدیک کسی نے اگر نبی کریم ﷺ کے شعر (بال) مبارک کو توہین کی نیت سے شُعَیر کہا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور بعض مشائخ کے نزدیک اگرچہ توہین کی نیت نہ بھی ہو تب بھی اس کا قائل کافر ہو جاتا ہے۔

(رسائل ابن عابدین شامی صفحہ326)

فائدہ:

قارئین کرام آپ اس قول سے بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ جس عظیم ہستی کے بال مبارک اور جوتی مبارک کی اتنی عظمت وشان ہے کہ ان کے بارے میں بھی گستاخی کا کلمہ بولنے والا دائرہ اسلام میں نہیں رہتا بلکہ کفر کی تاریکیوں میں غرق ہو جاتا ہے تو کیا ایسے علماءِ ربانی وفقہاءِ حقانی کے نزدیک اس عظیم ...... کریم ...... رؤف ...... رحیم ...... نعیم ...... وسیم ......ذاتِ اقدس وانور کی توہین کرنے والا اور ان کی پاک بارگاہ میں گستاخی کا ارتکاب کرنے والا کیا قتل سے بچ سکتا ہے؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ ان فقہاءِ کرام کے نزدیک گستاخِ رسول کی ایک ہی سزا ہے اور وہ ہے صرف اور صرف ''موت''

اپنا تو عقیدہ ہے یہی روزِ ازل سے
گستاخِ نبی کوئی مسلمان نہیں ہے
ناموسِ رسالت سے نہیں جس کو سروکار
بدبخت ہے وہ صاحب ایمان نہیں ہے

امام ابوالمواہب رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

''حضور نبی کریم ﷺ پر تہمت لگانے والا خواہ ذمی ہو یا مسلمان خواہ توبہ کرے یا نہ کرے اس پر شدید حد یعنی قتل لازم ہو جاتی ہے۔''

(الصارم المسلول صفحہ302)

امام ابوبکر بن المنذر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

تمام اہل علم کا اس اَمر پر اجماع ہے جو شخص حضور نبی اکرم ﷺ کو گالی دے تو اسے قتل کر دیا جائے یہ قول جن آئمہ نے نقل کیا ہے ان میں امام مالک،

امام ابوالليث ، امام احمد بن حنبل اورامام اسحاق شامل ہیں یہی امام شافعی کا بھی مذہب ہے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کا مفہوم اور مقصود بھی یہی ہے۔ مزید فرماتے ہیں۔

ولا تقبل توبته عند هولاء (فتاوٰی شامی جلد3صفحہ318)

اس (گستاخ رسول) کی توبہ ان تمام ائمہ کے نزدیک قبول نہیں ہوگی۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ کا قول

قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں۔

والفتاوٰی من مذهب ابی حنیفة ان من سب النبی یقتل ولا یقبل توبته سواء کان مومنا او کافرا

(تفسیر مظهری جلد4صفحه 191، فتح القدیر جلد4صفحه 381)

مذہب احناف کے فتاوٰی میں ہے جو شخص جانِ کائنات ﷺ کی گستاخی کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا اس کی توبہ (کسی صورت) قبول نہیں کی جائے گی خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔

گستاخ رسول کو واجب القتل قرار دینے والے دیگر آئمہ وفقہاء کرام

آئمہ اربعہ کے علاوہ امام داؤد، امام خیر الدین ربانی ،صدر الشہید حنفی ، امام قاضی عیاض مالکی ، نعمان عبدالرزاق السامری ، امام ابن ماجہ ، ملا علی قاری، علامہ ابن نجیم مصری، امام زرکشی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی ،علامہ شہاب الدین خفاجی ، امام ابوالحسن قابسی ، امام محمد بن ابی زید، امام عبداللہ بن عتاب ، امام ابن بزار حنفی ،فقہاء قیروان ، امام ابوبکر فارسی ، علامہ ابن تیمیہ ، امام اسحاق بن راہویہ ،علامہ ابن

عابدین شامی، قدوۃ الاولیاء سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی، محدث کبیر امام احمد رضا خان بریلوی وغیرھم گستاخ رسول کے واجب القتل ہونے کے قائل ہیں اور یہ موقف دلائل سے ثابت کرتے ہیں۔ اور بحمد اللہ موجودہ دور میں پاکستان اور عالم اسلام کے ہزاروں بلکہ لاکھوں علماء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ گستاخِ رسول واجب القتل ہے۔ اسے کسی صورت میں بھی سزائے موت سے نہیں بچایا جاسکتا ہے۔

قارئین محترم ! اسے ضرور پڑھیئے :

قابل توجہ نکتہ:

فقہاء کرام کی مذکورہ عبارات وفتویٰ جات میں ان مغرب زدہ اذہان کی متعفن سوچ کا ردّ بلیغ موجود ہے .... کہ اگر کسی بدبخت نے جانِ کائنات ﷺ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں اس فعل قبیح کا ارتکاب کیا تو وہ قتل سے کسی صورت نہیں بچ سکتا۔ چاہے وہ اپنی بات سے رجوع ہی کیوں نہ کرلے اور اس کی توبہ کا لوگوں میں اظہار ہی کیوں نہ ہو جائے۔ کیونکہ بطورِ حد اس کی سزا صرف اور صرف موت ہے۔

معاف کرنے کی بات:

توہینِ رسالت کے مرتکب افراد کے لئے ان کے حمایتی ''عفو و درگذر'' کا بڑا واویلا کرتے دکھائی دیتے ہیں .... معافی کی فضیلتیں اور درگذر کی اہمیتیں ایسے واعظانہ انداز میں بیان کرتے ہیں گویا کہ انہوں نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے تصوف کی تعلیم حاصل کی ہے ....

اولاً .... تو میں اتنا عرض کرتا ہوں کیا .... ان کے انسانی ہمدردی کے

سارے جذبات گستاخانِ رسول ہی کے لئے کیوں ہیں ؟ ...... عفو و درگذر کا سارا دارومدار بے دینوں کو ہی بچانے پر کس لیے ہے۔ .... پاکستان کی جیلوں میں ہی سینکڑوں بے گناہ افراد قید ہیں ان کے لئے ان کی آواز کبھی کیوں نہیں اٹھی ...... ان کی عقیدتوں کے مرکز امریکہ کی بدنام زمانہ جیل ''گوانتاناموبے'' میں کتنے ہی بے گناہ مسلمان انسانیت سوز تشدد کا شکار ہو رہے ہیں .... ان کے حق میں ان انسانی ہمدردوں کا کوئی بیان دیکھنے کو نہیں ملا۔ .... یہ نہیں زلزلہ جیسی قیامت خیز گھڑی میں یہ دکھی انسانیت کے آنسو پوچھنے والے کہاں دب جاتے ہیں۔ .... اور سیلاب جیسی آفت ناگہانی میں یہ کہاں ڈوب جاتے ہیں۔ .... کہ دکھی انسانیت ان آرٹیفشل مسیحاؤں کی راہ تکتی رہتی ہے مگر ان کا دور دور تک نام ونشان بھی نہیں دکھائی دیتا ...... قانون کا یہ تقاضا ہے کہ جس نے جرم کا ارتکاب کیا ہے اسے ضرور سزا ملنی چاہیئے۔ تو پھر ...... یہ لوگ بے گناہوں کے ساتھ ہمدردی کرنے کے بجائے ...... مجرموں کے محافظ کیوں بن جاتے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں، ؎ جرم یہ تیرا ہی نہیں، در پردہ ہم بھی شامل ہیں۔

ثانیاً : معاف کرنا بہت اچھی بات ہے ...... اس کی بڑی فضیلت ہے ...... بڑا ثواب کا کام ہے ...... مگر دیکھنا یہ ہے کہ ہماری معافی کا دائرہ کہاں تک ہے؟ ...... آیا ہم ہر ایک کے مجرم کو از خود معاف کرنے کا اختیار رکھتے ہیں ؟ ...... اس مجرم نے جس کی حق تلفی کی ہے اس کی مرضی کے خلاف ہی ہم کون ہوتے ہیں معافی کا اعلان کرنے والے؟ مجرم نے جس کا حق مارا ہے اس کا اپنا کوئی اختیار نہیں ......؟

جناب ...... یہی معاملہ قابل فہم ہے کہ جس شخص نے ''گستاخی رسول'' کا ارتکاب کیا ہے اس نے رسول اللہ ﷺ کی حق تلفی کی ہے ...... لہٰذا اس کو معاف کرنے یا نہ کرنے کا حق صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ ...... اب پوری

کائنات میں یہ حق کوئی نہیں استعمال کر سکتا۔ ہمارے سامنے تو آقا کریم، جانِ کائنات ﷺ کی سنت موجود ہے کہ انہوں نے اپنے حکم سے اپنے گستاخ کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ اس کی احادیث نبوی سے کئی مثالیں اس کتاب میں پہلے ہی ہدیہء قارئین کردی گئی ہیں......

لہٰذا اب کسی کو یہ ڈھنڈورا پیٹنے کی ضرورت نہیں کہ جی.......... اس سے بھول چوک ہوگئی...... غلطی ہوگئی...... وغیرہ وغیرہ...... گستاخ خواہ مرد ہو یا عورت اس نے اس قبیح جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ جس کی سزا صرف اور صرف ''موت'' ہی ہے۔ کائنات میں کسی کو بھی اس کی معافی کا نہ مطالبہ کرنے کا حق ہے اور نہ ہی معاف کرنے کا حق ہے۔ اگر مکی زندگی میں سرکار پر کوڑا پھینکنے والی عورت کی داستان ان مغرب زدہ اذہان کے سامنے ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے گستاخ مرد و خواتین کو جو حکماً صحابہء کرام سے واصلِ جہنم کروایا وہ واقعات کیوں پیش نظر نہیں رہتے......؟ میں اتنا ہی لکھوں گا کہ۔

کچھ باغباں ہیں برق و شرر سے ملے ہوئے

گستاخِ رسول مرتد ہے

کفر اور ارتداد شریعت میں ایمان کی ضد ہیں اور یہ کفر و ارتداد اسی صورت میں عائد یا واقع ہوتے ہیں جبکہ اسلام کے کسی حکم قطعی سے کوئی شخص انکار کر دے اور حکم قطعی وہ ہے جس کا ثبوت قرآن کی نص قطعی یا حدیث متواتر سے ہے۔ ان احکام قطعیہ کو باشعور عوام و خواص جانتے ہوں ایسے احکام قطعیہ کو فقہاء کرام اور علماء متکلمین عرف میں ضروریات دین کہتے ہیں۔ ضروریات دین کا انکار باجماع اُمت کفر ہے، ناواقفیت اور جہالت کو اس میں عذر نہ قرار دیا جائے گا اور نہ ہی کسی قسم کی تاویل سنی جائے گی۔

(فتاویٰ شامی جلد3 ، صفحہ 309)

مرتد کی تعریف:

مرتد وہ کافر ہوتا ہے جو شروع زندگی سے مسلمان خاندان میں پیدا ہوا ہو۔ عاقل بالغ ہو کر ایمان پر قائم ہو اور بعد میں عقل رکھتے ہوئے سارے اسلام و ایمان کا انکار کر دے یا ضروریات دین میں سے بغض سے رجوع و انکار کر دے تو شریعت و قانونِ اسلام میں اسے مرتد کہتے ہیں۔

المرتد عرفا ھو الراجع عن دین الاسلام (النھر الفائق)

مرتد عرف میں وہ شخص ہے جو دین اسلام سے پھرنے والا ہو۔ (یا ضروریات دین کا منکر جائے)

فتاویٰ شامی میں بھی مرتد کی یہی تعریف مذکور ہے، فتاویٰ عالمگیری میں مزید تشریح کی گئی ہے۔ "مسلمان ہونے کے بعد زبان پر کلمہءِ کفر جاری کرنا ارتداد ہے۔ ایمان کے بعد ردۃ کے صحیح ہونے کی شرط عقل کا ہونا ہے۔

(فتاوٰی عالمگیری باب احکام المرتدین جلد 3)

شاتم رسول بطور حد قتل کیا جائے گا:

سب کفروں سے بڑھ کر کفر شتم وسبّ رسول علیہ السلام ہی ہے اور یہ تمام فتنوں سے بڑھ کر فتنہ ہے اس سے تقدسِ اسلام مجروح اور روحِ دین مفلوج ہوجاتی ہے لہٰذا اس کی سزا و عقوبت بھی بطور حد ہوگی نہ کہ بطور تعزیر، اہانت و اذیت رسول سب جرموں سے بڑھ کر جرم ہے اور گناہوں میں سے بڑا اور سخت ترین گناہ ہے بنابریں اس کی سزا بھی دیگر عقوبتوں سے بڑھ کر ہوگی۔ فقہاء کرام اور آئمہ مجتہدین کی تصریحات سے ثابت ہے کہ گستاخِ رسول مباح الدم ہے۔ یعنی اس قبیح جرم کا ارتکاب کرتے ہی اس ملعون نے امتِ مسلمہ پر اپنا خون حلال کردیا ہے۔

اور ایسے بدترین اور رسوائے زمانہ شخص کے ناپاک وجود کو کرہَ ارضی سے مٹانے والا سب سے بڑا مجاہد اور قابل رشک مومن ہے۔ گستاخِ رسول کو قتل کرنے کی نیکی دیگر نیکیوں سے بڑھ کر ہے اور افضل الاعمال اور افضل الجہاد فعل گستاخِ رسول کو قتل کرنا ہے۔

(الصارم المسلول صفحہ 291 از ابن تیمیہ)

مرتد کے قتل پر ائمہ مجتہدین کا اتفاق

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب:

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں یہ روایت نقل فرمائی ہے وہ حضرت زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو اپنا دین بدلے اس کی گردن ماردو۔''

امام مالک فرماتے ہیں کہ اس سے توبہ کا مطالبہ بھی نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ ایسے لوگوں کی توبہ کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاسکتا جو شخص اسلام سے نکل کر دوسرے مذہب کی پیروی اختیار کرلے اسے توبہ کا کہا جائے توبہ کرلے تو خیر ورنہ قتل کردیا جائے۔

(مؤطا امام مالك باب القضاء فيمن ارتد عن الاسلام)

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی رائے:

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''ہر وہ شخص جس نے آقا حضور ﷺ کو گالی دی یا آپ کی شان اقدس میں تنقیص و اہانت کا مرتکب ہوا خواہ وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہو یا کھلا کافر ہو اس پر سزائے قتل لازم ہوجائے گی۔ مزید برآں فرماتے ہیں۔

اری ان یقتل ولا یستتاب (الصارم المسلول ص300)

میری رائے یہ ہے کہ اسے توبہ کا موقع دیئے بغیر قتل کر دیا جائے۔ (تاکہ فساد کا جڑ سے خاتمہ ہو سکے)

امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے اپنے والد گرامی سے گستاخ رسول کی توبہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے اس پر ارشاد فرمایا:

قد وجب علیه القتل ولا یستتاب (الصارم المسلول ص300)

سزائے قتل اس پر واجب ہو چکی ہے اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ (چاہے وہ توبہ کرنے کا اظہار بھی کرے)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرتد کے بارے میں حتمی قول ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ''مسلمانوں کا اس بارے میں اختلاف نہیں رہا کہ مرتد سے فدیہ لینا حلال نہیں ہے اور نہ ہی اس پر احسان کیا جائے اور نہ اس سے فدیہ لیا جائے۔

ولا یترک بحال حتی یسلم او یقتل واللہ اعلم

(کتاب الام باب المرتد الکبیر مطبوعہ بیروت)

اور اسے کسی حال میں نہ چھوڑا جائے یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئے یا پھر اسے قتل کر دیا جائے اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

یاد رہے کہ شرعی حجتوں میں قرآن وسنت کے بعد تیسرا درجہ اجماع امت ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ احناف کا قول فیصل

مذہب حنفی کی تصریح امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''شرح معانی الآثار'' میں اس طرح فرماتے ہیں۔ ''اسلام سے مرتد ہونے والے شخص کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف اس امر میں آیا ہے کہ اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے یا نہیں؟ ایک گروہ کہتا ہے کہ اگر امام اس سے مطالبہ کرے تو زیادہ بہتر ہے پھر اگر وہ شخص توبہ کرے تو چھوڑ دیا جائے ورنہ قتل کر دیا جائے۔

وممن قال ذالك ابو حنيفة و ابويوسف و محمد رحمة الله عليهم (شرح معانی الآثار، كتاب السير باب استتابة المرتد)

امام ابوحنیفہ ابو یوسف اور امام محمد ان ہی لوگوں میں ہیں جنہوں نے یہ رائے اختیار کی ہے۔

قانونِ توہین رسالت......ملکی وعالمی تناظر میں

آج ساری دنیا میں حقوق انسانی کا بڑا چرچا ہے جس بھی ملک کی جانب نگاہ دوڑائیں تو انسانی حقوق کے زور دار نعروں کی فلک شگاف آوازیں فضا میں گونجتی ہیں۔ یورپ اور امریکہ کے نام نہاد دانشور اور اسلامی ملکوں میں ان کی پالیسی پر عمل پیرا ہونے والے کاپس حکمران جو مکین گنبد خضریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا و خوشنودی کے بجائے امریکہ ویورپ کے ایوانوں کی رضا جوئی میں ہمہ دم مصروف رہتے ہیں یہ ان کے ذرخرید گماشتے اور خوشہ چین ہیں جو اسلام کا نام لیتے ہوئے شرماتے ہیں اس لئے وہ انسانی حقوق کی پاسداری کا اہم کام بھی بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کے بجائے یونانی حکیموں کے کھاتوں میں ڈالنے کی ناپاک جسارت کرتے ہیں افسوس تو اس بات کا ہے کہ یہود ونصاریٰ اور ہنود یا دیگر مذاہب کے علمبردار اپنے دین و مذہب کے ساتھ حد درجہ مخلص ہیں اور جو مسلمانوں کا دنیا میں آج قتل عام کیا جارہا ہے یہ ان کی مذہبی انتہاء پسندی کی ایک بین مثال ہے۔ اسلام جو مذاہب عالم سے عمدہ، نفیس اور پاکیزہ ترین دین ہے ہمارے حکمران اس کو اپنے ملک میں نافذ کرنے کی جرأت کا مظاہرہ آج تک نہ کر سکے اس کی وجہ کیا ہے کہ یہ لوگ مسلمان ہونے کے باوجود اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مخلص نہیں غور کرنے پر ایک ہی وجہ منصۂ شہود پر آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارے حکمرانوں نے اپنی عقیدتوں کا قبلہ مدینہ طیبہ کے بجائے واشنگٹن اور لندن کو بنالیا

ہے اور گنبد خضریٰ سے رہنمائی لینے کے بجائے وائٹ ہاؤس، پینٹا گون، لندن، پیرس سے رہنمائی لینا شروع کر دی ہے جبکہ ان لوگوں کے قانون کی رو سے بھی مرتد اور گستاخ انبیاء کو عبرت ناک سزا کے طور پر قتل کیا جائے گا۔ اس کے اس قبیح جرم پر نرمی ہرگز نہ برتی جائے کیونکہ اس طرح بے ادبی کا دروازہ کھلے گا اور معاشرے میں فساد برپا ہوگا جو امن وسکون تباہ کرنے کی طرف پہلا قدم ہے۔

مرتد و گستاخ کی سزا یہودی اور مسیحی قانون میں:

صرف اسلام ہی نہیں بلکہ یہودیت اور عیسائیت میں بھی ارتداد کی سزا قتل ہے اور اسی طرح ان کے انبیاء کی توہین کا مرتکب بھی سزائے قتل کا مستحق قرار پائے گا۔ تورات میں یہ واضح حکم ہے۔ ''اگر کسی شخص کو ماں، باپ، بیٹا، بیٹی، بہن، بیوی یا کوئی دوست دین سے بغاوت پر آمادہ کرے تو اسے قتل یا سنگسار کر دیا جائے۔ (احکام تورات باب الثناء. 13:6-10)

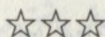
انگلستان میں ایک پادری جو یہودی عورت سے شادی کر کے دین مسیحی سے منحرف ہوگیا تھا اسے آکسفورڈ میں 17 اپریل 1232ء میں زندہ جلا دیا گیا۔
(انسائیکلو پیڈیا آف ریلجن جلد 6. ص 789)

یورپ اور قانون توہین انبیاء علیہم السلام

پاپائے روم یا چرچ کے اقتدار میں آنے سے قبل یورپ میں رومن لاء (Roman Law) کی عمل داری تھی چونکہ انجیل میں کوئی قانونی احکام موجود نہ تھے لیکن جب کلیسا نے اسٹیٹ (State) پر غلبہ واقتدار حاصل کر لیا تو پوپ کے منہ سے نکلے ہوئے ہر حکم کو قانون کی حیثیت سے بالا دستی نصیب ہوگئی۔ اور یہی احکامات بطور قوانین نافذ ہونے لگے۔

موسوی قانون کے تحت قبل مسیح کے انبیاء کی اہانت اور تورات کی بے حرمتی کی سزا سنگسار مقرر تھی رومن امپائر کے شہنشاہ جسٹینین (Justinian) نے جب دین مسیح قبول کرلیا تو قانون موسوی کو منسوخ کر کے انبیاء بنی اسرائیل کے بجائے صرف یسوع مسیح کی توہین اور انجیل کی تعلیمات سے انحراف کی سزا سزائے موت مقرر کی۔ پھر یہ سارے یورپ کا قانون بن گیا اور توہین کا ارتکاب کرنے والوں کو سزائے موت دی جاتی رہی۔ روس اور سکاٹ لینڈ میں یہی قانون اٹھارہویں صدی تک نافذ رہا۔

(انسائیکلوپیڈیا آف برٹیا نیکا ج 11. ص 74)



توہین رسالت اور قوانین پاکستان

گذشتہ اوراق پر تعظیم رسول ﷺ کی اہمیت قرآن وحدیث کی رو سے ذکر کرنے کے بعد توہین رسالت کے بارے میں سزا کا ثبوت عہد رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام وعہدِ خلفاء راشدین، صحابہ وتابعین، حاکمین اسلام، آئمہ ومجتہدین، فقہاء وعلماء اسلام حتی کہ یورپ کے قوانین کی روشنی میں پیش کیا گیا اب ذرا قوانین پاکستان پر ایک نظر ڈالتے ہوئے چنیدہ اور اہم باتیں پیش خدمت ہیں۔

تعزیرات ہند:

سلطنت مغلیہ کے سقوط کے بعد جب ہندوستان میں برطانوی راج مسلط ہو گیا تو یہاں 1860ء میں گورنر جنرل ہند کی منظوری سے تعزیرات کو نافذ کر دیا گیا جسے (The Indian penal code) کہا جاتا ہے۔

اس قانون میں 1898ء میں مزید ایک دفعہ 153۔ الف کا بھی اضافہ کر دیا گیا تا کہ فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کی وجہ سے ملک میں جو فتنہ اور فسادات پیدا ہوں، ان کا سد باب کیا جا سکے۔ اور حکومت ان خطرات سے محفوظ رہ سکے۔ تا کہ لوگ بھی امن وسکون سے رہیں اور گورنمنٹ کو بھی حکومت کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ ہو اور عوام کی طرف سے بھی لاء اِن آرڈر کا مسئلہ پیدا نہ ہو۔

تشریحات (Commentary)

اس دفعہ کے اضافہ کا ایک مقصد یہ بھی بتایا گیا کہ ہر میجسٹی کی رعایا کے درمیان امن و امان قائم کرنا ہے۔ شاتمانِ رسول ﷺ کے خلاف بھی مقدمات اسی دفعہ 153۔ الف کے تحت قائم ہوئے۔ ان میں سب سے مشہور مقدمہ "رنگیلا رسول" کے ناشر راج پال کے خلاف اسی جرم کے ارتکاب پر رجسٹر ہوا اور عدالت سیشن جج سے اسے سزا دی گئی جس کے خلاف اس نے لاہور ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی۔ دلیپ سنگھ جج نے اس کی اپیل منظور کر لی مسلمانوں نے ہر پلیٹ فارم پر اس فیصلے کے خلاف احتجاج کیا بالآخر عاشق صادق جناب غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس ملعون و مردود کو توہین رسالت کی سزا دی اور اسے واصل جہنم کر کے خود بھی جام شہادت نوش فرمایا اور زندہ جاوید بن کر عاشقوں کی عقیدتوں کا قبلہ اور انکی محبتوں کا کعبہ بن گئے۔

بنا کر دند خوش سمے نجاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

295۔ الف: مذہبی عقائد کی توہین کی سزا

برٹش گورنمنٹ نے جب دیکھا کہ متعصب سکھ جج دلیپ سنگھ کے اس فیصلہ میں دفعہ 153۔ الف کی غلط تعبیر اور تشریح کی وجہ سے مسلمانوں کے جذبات مشتعل ہو رہے ہیں تو ان کی اشک شوئی اور دلجوئی کے لئے دفعہ 295۔ الف کو قانون فوجداری کے ترمیمی ایکٹ مجریہ سال 1927 کے ذریعہ تعزیرات ہند میں شامل کیا گیا جو حسب ذیل ہے۔

"جو کوئی عمداً اور بدنیتی سے تحریری، یا تقریری یا اعلانیہ طور پر

میجسٹی کی رعایا کی کسی جماعت کے مذہب یا مذہبی عقائد کی توہین کرے یا توہین کرنے کی کوشش کرے تا کہ اس جماعت کے مذہبی جذبات مشتعل ہوں تو اسے دو سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔" (تعزیرات ھند)

دفعہ 295۔الف میں 23مارچ 1956ء سے صرف ہر میجسٹی کی رعایا کو "پاکستان کے شہریوں" کے الفاظ سے تبدیل کر دیا گیا اسی طرح اس دفعہ میں سال 1961ء کے ترمیمی آرڈیننس جس کو سال 1956ء سے مؤثر بہ ماضی کہا گیا تھا، کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی۔ وقت گذرتا گیا اس میں تبدیلی نہ ہوئی تاہم سال 1980ء میں دوسرے ترمیمی آرڈیننس کے ذریعے دفعہ 298۔الف کا اضافہ کیا گیا جو حسب ذیل ہے۔

آرٹیکل میں قابل توجہ الفاظ:

اس آرٹیکل 295-A میں چار الفاظ قابل توجہ ہیں۔

(1) Relgion (2) Religious feelings
(3) Religious beliefs
(4) Which may extend to two years

جہاں تک لفظ مذہب (Religion) کا تعلق ہے تو ہر صاحب دانش کے نزدیک یہ بات سمجھنی آسان ہے کہ جب مذہب کی بات آگئی تو اس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت وربوبیت اور حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت ورسالت، کتاب وسنت، وحی و ایمان، حشر ونشر اور جملہ عقائد اسلامی غرضیکہ دین اسلام کے تمام اساسی و دبنیادی امور کا ذکر آگیا۔ اگر ان کو مذہب کی شناخت (Identity) اور تشخص سے جدا کر دیا جائے تو پھر مذہب کا بذات خود ان بنیادی اجزاء و عناصر

(Essentlal Elements) کے بغیر اپنا وجود ہی قائم نہیں رہتا۔ اس لئے کہ یہ بنیادی عقائد وعناصر مذہب کی اساس و بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔

آرٹیکل سے حاصل شدہ فائدہ:

اس آرٹیکل کی روشنی میں اگر کوئی شخص بلا واسطہ یا بالواسطہ توہین الوہیت اور توہین رسالت کا یا توہین قرآن وسنت، توہین عقائد اسلامی، توہین ارکان اسلام وتوہین انبیاء کرام علیہم السلام غرضیکہ دین اسلام کے کسی بھی پہلو کی توہین کا مرتکب ہوتو اس مجرم کو 295-A کی شق کے تحت زیادہ سے زیادہ دوسال کی سزا یا جرمانہ کیا جائے گا یا دونوں سزائیں بیک وقت دی جاسکتی ہیں۔ اس آرٹیکل کی روشنی میں اس سے زیادہ سزا نہیں دی جاسکتی اگر زیادہ سزادیں تو قانون پر زیادتی ہوگی۔ اور یہ عمل از خود خلاف قانون ہے۔

آرٹیکل 298-A ذوات قدسیہ کی توہین کا قانون

''جو کوئی تحریری یا تقریری یا اعلانیہ یا اشارۃً یا کنایۃً، بالواسطہ یا بلا واسطہ ''امہات المؤمنین'' یا ''اہل بیت اطہار'' یا ''خلفائے راشدین'' میں سے کسی ''خلیفہء راشد'' یا اصحاب رسول ﷺ کی بے حرمتی کرے ان پر طعنہ زنی یا بہتان تراشی کرے۔ اسے تین سال تک کی سزا یا سزائے تازیانہ دی جائے گی۔ یا وہ ان دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔

(تعزیرات پاکستان)

توجہ طلب نکتہ: اس دفعہ 298۔ الف تعزیرات پاکستان کے اضافہ سے صرف ''امہات المؤمنین''۔ ''اہل بیت اطہار'' ''خلفائے راشدین'' یا دیگر محترم اصحابِ رسول ﷺ کی بے حرمتی اور ان کی شانِ اقدس میں گستاخی کو قابل تعزیر جرم قرار دیا

گیا۔ لیکن خود اس مقدس ترین ہستی جن کی نسبت عالیہ کی وجہ ان تمام ہستیوں کو یہ مقامِ رفیع ملا ہے اُن کی ذات اقدس کے بارے میں نازیبا الفاظ کا استعمال ان کی جناب میں گستاخی، اہانت، توہین، تنقیص، طعنہ زنی، الزام تراشی اور دشنام طرازی جیسے سنگین اور ناقابلِ معافی جرائم کے بارے میں کوئی سزا تجویز نہیں کی گئی۔ اور اس اہم ترین کام سے چشم پوشی کی گئی اس لئے اس کوتاہی اور کمی کو پورا کرنے کے لئے سال 1984ء میں شریعت پٹیشن نمبر 1 سال 1984ء فیڈرل شریعت کورٹ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں صدر پاکستان اور گورنر ہائے صوبہ جات پاکستان کے خلاف دائرہ کی گئی اس پٹیشن کا فیصلہ ابھی محفوظ تھا کہ نبی کریم علیہ السلام کی شانِ اقدس میں انسانی حقوق کی نام نہاد علمبردار عاصمہ جہانگیر نامی خاتون نے بالواسطہ توہین کی جس پر محترمہ نثار فاطمہ کی محنت سے توہین رسالت کے جرم کی سزا "سزائے موت" کا بل قومی اسمبلی میں فوجداری قانون ایکٹ نمبر 980/3 کی صورت میں منظور ہوا۔

(قوانین پاکستان)

298-A پر تبصرہ:

ہمارا مدعا و مقصود کسی حد تک 295-A کی تشریح و توضیح (Interpretation) سے پورا ہوجاتا ہے لیکن آرٹیکل 298-A میں کچھ ذوات مقدسہ (Holly personages) کا ذکر ہے جن کو تاریخ و عقائد اسلام میں نہ صرف تاریخی حیثیت بلکہ اعتقادی اہمیت بھی حاصل ہے۔ ان کی اہانت کا ارتکاب کرنے والے کے لئے بھی حد اُسزا متعین کی گئی ہے۔ تاکہ ان کا گستاخ بھی اپنے عبرتناک انجام کو پہنچ سکے۔

اس آرٹیکل پر ناقدانہ تبصرہ کرتے ہوئے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اس

آرٹیکل میں جن ہستیوں کی نسبت سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ ہے ان کے لئے تو قانون تحفظِ ناموس بنایا گیا مگر اس میں حضور نبی کریم ﷺ کا سرے سے ذکر ہی نہیں کیا گیا۔ حالانکہ چاہیئے یہ تھا کہ ان ذوات مبارکہ سے قبل حضور سید عالم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی سر فہرست ہوتا اور پھر آپ کی نسبت مبارکہ سے مشرف ہو کر قابل عزت بننے والی شخصیات کا تذکرۂ خیر بھی شامل قانون ہوتا مگر ایسا نہ ہوا بدیں وجہ اس میں ایک اہم سُقم باقی رہ گیا۔

غرضیکہ آرٹیکل A-295اور A-298 کا جملہ ہمارے نزدیک کلیتاً مبہم (Ambiguos) ہے اس میں کسی چیز کی وضاحت نہیں کی گئی اس میں جتنی بھی کمی رہ گئی تھی اس کو پورا کرنے کے لئے تگ و دو اور مسلسل جدوجہد کے بعد آرٹیکل دفعہ C-295 کا اضافہ کیا گیا جو درج ذیل ہے۔

دفعہ 295۔سی توہین رسالت کی سزا

اس آرٹیکل کی عبارت یوں ہے:

> ''جو کوئی عمداً زبانی یا تحریری طور پر یا بطور طعنہ زنی یا بہتان تراشی بالواسطہ یا بلا واسطہ اشارتاً یا کنایتاً نام محمد ﷺ کو توہین یا تنقیص یا، بے حرمتی کرے، وہ سزائے موت یا سزائے عمر قید کا مستوجب ہوگا اور اسے سزائے جرمانہ بھی دی جائے گی۔''

(آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان دی مسیح ایکٹ)

دفعہ۔295۔سی کی تفصیل:

چونکہ توہین رسالت کے متذکرہ بالا بل میں اہانت رسول ﷺ کی سزا، بطور حد سزائے موت کا مطالبہ کیا گیا تھا لیکن اس میں سزائے موت کی متبادل سزا،

سزائے عمر قید جو دفعہ 295۔سی میں رکھی گئی وہ قرآن وسنت کے منافی تھی۔اس لئے دوبارہ اس دفعہ سے۔"عمر قید" کے لفظ حذف کرنے کا مطالبہ بذریعہ شریعت پٹیشن کر دیا گیا کہ توہین رسالت کی سزا بطور حد صرف اور صرف "سزائے موت" مقرر کی جائے اور حد میں کسی قسم کی کمی یا بیشی نہیں کی سکتی۔ یہ شریعت پٹیشن فیڈرل شریعت کورٹ نے اپنے فیصلہ 30 اکتوبر 1990ء کے ذریعے منظور کر لی اور فیصلہ سنایا کہ اہانتِ رسول ﷺ کی سزا بطور حد صرف سزائے موت ہے۔

فیڈرل شریعت کورٹ نے قانونِ توہین رسالت کا یہ فیصلہ صدر پاکستان کو ارسال کر دیا کہ 295۔سی تعزیرات پاکستان میں ترمیم کر کے "عمر قید" کے الفاظ 30 اپریل 1991ء تک حذف کر دیئے جائیں ورنہ اس تاریخ سے "عمر قید" کے الفاظ اس دفعہ سے غیر مؤثر ہو جائیں گے اس فیصلہ میں حکومت پاکستان کو مزید ہدائیت کی گئی کہ اس دفعہ میں ایک اور شق کا اضافہ کیا جائے جس کی رو سے دیگر انبیاء کرام علیہ السلام کی اہانت کی سزا بھی "سزائے موت" مقرر کی جائے۔اس فیصلہ کے خلاف حکومت نے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی جو بعد ازاں مطالبہ پر واپس لے لی گئی۔اس طرح فیڈرل شریعت کورٹ میں یہ فیصلہ بحال رہا جس کی وجہ سے عمر قید کی سزا غیر مؤثر ہو چکی ہے اور اب پاکستان میں اہانت رسول ﷺ کی سزا الحمد اللہ تعالیٰ بطور حد سزائے موت مقرر ہو کر نافذ العمل ہے۔

بطور حد سزائے موت:

گستاخِ رسول کی سزا بطور حد سزائے موت مقرر ہے۔ دفعہ 295۔سی سے "عمر قید" کے الفاظ حذف ہو جانے کے بعد حکومت اور قانون ساز اسمبلی نے اس دفعہ کو مکمل طور پر قرآن وسنت کے احکام سے ہم آہنگ کرنے کے لئے مزید کوئی کاروائی نہیں کی۔ اس مرحلہ پر ایک اہم شرعی اور قانونی نکتہ کی نشاندہی کی

جاتی ہے جو ہماری قانون ساز اسمبلی کی فوری توجہ کا مستحق ہے۔ یعنی اس دفعہ 295۔سی میں مزید ترمیم کر کے اسے کتاب وسنت کے مطابق بنانا انتہائی ضروری ہے۔ ورنہ اگر یہ دفعہ موجودہ صورت ہی میں برقرار رہے تو اس کی وجہ سے ''ابہام'' اور قانونی پیچیدگیوں کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے قرآن وسنت میں ''حد'' اور تعزیری سزاؤں کے لئے چند شرائط مقرر ہیں۔

اس دفعہ 295۔سی میں بعض مقننین اور مفکرین کا آپس میں اختلاف رائے واقع ہوا اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی نے بالارادہ و بالقصد، اور بالنیۃ توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہو تو اس کو سزائے موت دی جائے وگرنہ بلا نیت توہین کا ارتکاب کرنے کے جرم کو لائق تعزیر بنایا جائے اور اس کی سزا بھی غیر معمولی رکھی جائے۔

مگر علماء ربانی یعنی اہل سنت کے مقتدر علماء کرام، عاشقانِ رسول علیہ السلام اور دیگر سُنی وکلاء نے اس بات کا پُر زور رد کیا کہ، کوئی بھی گستاخِ رسول توہین بلا قصد کرے یا بالقصد اس کی سزا ''موت'' ہی ہونی چاہیے۔ اگر بغیر قصد وارادے کی ڈھیل دیدی گئی تو آئے روز معاشرے میں ایسے قبیح حادثات کے رونما ہونے کا خدشہ ہے۔ لہٰذا بے ادبی کا دروازہ مکمل طور پر بند کر دیا جائے اور گستاخ کی سزا دونوں صورتوں میں صرف ''موت'' ہی مقرر ہونی چاہیئے۔

فیڈرل شریعت کورٹ آف پاکستان:

☆ جناب جسٹس گل محمد خان چیف جسٹس۔

☆ جناب جسٹس عبدالکریم خان کندی۔

☆ جناب جسٹس عبادت یار خان۔

☆ جناب جسٹس عبدالرزاق۔

☆ جناب جسٹس فدا محمد خان

(شریعت پٹیشن نمبر 6۔ ایل سال 1987 منفصلہ 30 اکتوبر 1990ء

مقدمہ: محمد اسماعیل قریشی سینئر ایڈووکیٹ

بنام: حکومت پاکستان بذریعہ سیکرٹری قانون و پارلیمانی اُمور، ریسپانڈنٹ تاریخ ہائے سماعت 26 تا 29 نومبر 1989 ...... 4 تا 7 مارچ 1990ء

جناب گل محمد خان چیف جسٹس کا فیصلہ:

یہ فیصلہ درخواست شریعت نمبر 1 ال اور درخواست ایس۔ ایس نمبر 87/106 میں اٹھائے گئے (شرعی و آئینی) نکتہ کے بارے میں صادر کیا جاتا ہے درخواست گذار محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ نے تعزیرات پاکستان کے دفعہ 295۔ سی، کو ان درخواست ہائے شریعت کے ذریعے چیلنج کیا ہے، جو بذریعہ آرڈیننس 1988ء پاکستان میں نافذ کیا گیا قبل ازیں ایسی ہی ایک درخواست شریعت، سائل درخواست گذار نے عدالت ہذا میں دائر کی تھی مگر اس کا فیصلہ ہونے سے پیشتر قانون ساز اسمبلی نے از خود قانون (توہین رسالت) میں ترمیم کر دی اور متذکرہ بالا۔ 295۔ سی پاکستان پینل کوڈ میں شامل کر دی گئی، جس سے درخواست گذار مطمئن ہیں۔ اس لئے عدالت ہذا سے رجوع کیا ہے۔ اور قرآن کریم کی آیات احادیث مبارکہ کے ذخیرہ، عہد صحابہ کرام، اقوال فقہاء اور تصریحات فُقہاء سے ثابت کیا کہ گستاخ کی سزا بہر صورت ''قتل'' ہی ہے۔ لہٰذا آرٹیکل 295۔ سی سے ''عمر قید'' کے الفاظ حذف کر دیئے جائیں۔

درخواست گذار کا مطالبہ:

درخواست گذار نے دلائل و براہین کے ساتھ قانون کو چیلنج کرنے کے بعد مطالبہ کیا کہ ''اس قانون میں مزید ایک شق کا اضافہ کیا جائے، تا کہ وہی نازیبا اقوال اور توہین آمیز جملے تحریراً یا تقریراً جب دوسرے پیغمبروں کے متعلق کہے جائیں، تو اس کا بھی قائل اسی سزا کے مستوجب جرم بن جائے جو اوپر تجویز کی گئی ہے۔

''اس حکم کی ایک نقل صدر پاکستان کو دستور کی آرٹیکل 203و (3) کے تحت ارسال کی جائے، تا کہ قانون میں ترمیم کے اقدامات کئے جائیں اور اسے احکامات اسلامی کے مطابق بنایا جائے۔ اگر 30 اپریل 1991ء تک ایسا نہ کیا گیا تو ''عمر قید'' کے الفاظ 295۔سی تعزیرات پاکستان میں اس تاریخ سے ازخود غیر مؤثر ہو جائیں گے۔

(حوالہ فیصلہ Pld.FSC-1991 volxliii page-10)

پھر وفاقی شرعی عدالت میں یہ مقدمہ دائر کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، جانِ کائنات ﷺ کی کریمانہ توجہ اور مخلص وکلاء کے ساتھ ساتھ علماء اہل سنت کے بھرپور تعاون سے توہین رسالت کے لئے ''سزائے موت'' مقرر ہوئی۔

قانون کے نفاذ میں اہم کردار کے حامل علماءِ کرام:

- ☆ غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب
- ☆ استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد حسین نعیمی صاحب
- ☆ مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب
- ☆ ضیاء الامت حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری صاحب
- ☆ قائد اہل سنت حضرت مولانا الشاہ احمد نورانی صاحب

☆ مصلح اُمت شیخ الحدیث حضرت علامہ پیر سید حسین الدین شاہ صاحب
☆ محسن ہل سنت حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی صاحب
☆ پیر طریقت حضرت پیر سید اعجاز حسین شاہ صاحب
☆ محقق اہل سنت حضرت مولانا مفتی غلام سرور قادری صاحب
☆ استاذ العلماء حضرت مولانا سبحان محمود صاحب

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم و مد ظلہمُ العالی، نفعنا اللہ فیوضاتھم و برکاتھم

چند سعادت مند وکلاء:

سالار قافلہ۔محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ

☆ ڈاکٹر ظفر علی راجا ☆ شیخ محمد غیاث
☆ ایس ایم ظفر ☆ ڈاکٹر بابر عزیز
☆ بشیر الدین احمد خان ☆ ابوالاعجاز قادری
☆ شیخ مقبول احمد ☆ خواجہ محمد اصغر
☆ خادم محی الدین ☆ محمد ارشد خان
☆ عبدالستار زاہد ☆ ضیاء اللہ خان ذکی
☆ سید توقیر اللہ شاہ ☆ میاں نذیر اختر
☆ سید فاروق حسن

مذکورہ بالا تاریخ کا حصہ بننے والے چند عظیم المرتبت علماء اور سعادت کیش وکلاء ہیں جنہوں نے توہین رسالت کی سزا ''موت'' منظور کروانے میں انتھک محنت اور کوشش و کاوش فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے سعادت دارین سے بہرہ مند فرمائے۔

باغ فردوس میں نارِ نمرود میں بطن ماہی میں، یونس کی فریاد میں
آپ کا نامِ نامی، اے صلِّ علیٰ، ہر جگہ ہر مصیبت، میں کام آگیا

توہین رسالت پہ سزائے موت کونعوذ باللہ ظالمانہ اقدام کہنے والے مغرب کے کاسہ لیس حکمران اور یزید صفت سکالرز کی توجہ میں درج ذیل قانون کی جانب مبذول کرانا چاہوں گا۔ تا کہ ان کے ہوش ٹھکانے آئیں اور اللہ تعالیٰ انہیں اگر فہم وفراست عطا فرمائے تو کاش وہ اتنا سوچ لیں۔ ''اگر ریاست کے باغی کے لیے سزائے موت ہوسکتی ہے تو رسالت کے باغی لے لئے کیوں نہیں ......؟ کیونکہ ہزار ہا ریاستیں تاجدارِ رسالت ﷺ کے نعلین پاک کی خاکِ اقدس پر قربان کی جا سکتی ہیں۔

ہر کہ عشق مصطفیٰ ﷺ سامانِ اُوست
بحرو بر در گوشہء دامانِ اوست

دستور ریاست سے بغاوت باعث سزائے موت ہے:

صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ آج دنیا کے تمام ممالک کے آئین و دساتیر میں یہ بات رقم ہے کہ جو شخص کسی سلطنت وریاست کا باشندہ ہو کر اس کے دستور و اقتدارِ اعلیٰ سے بغاوت کا ارتکاب کرے وہ سزائے موت کا مستحق ہے تعزیرات پاکستان میں یہ بات درج ہے۔

Whoever Wages war against Paķistan or attempts to wage such war or abets the waging of such war. Shall be punished with death.

''کوئی بھی شخص جو پاکستان کے خلاف جنگ و بغاوت کرے

یا جنگ کرنے کی کوشش کرے یا جنگ و بغاوت کرنے میں مدد واعانت کرے تو ایسا شخص سزائے موت کا مستحق ہوگا۔"

(تعزیراتِ پاکستان)

یہ قانون اس لئے بنایا گیا تا کہ ریاست و سلطنت کا تقدس و احترام اور عظمت و حرمت ہر شے سے بلند و فائق رہے، کوئی بھی فرد اس کی شان و شوکت میں اور عزت و حرمت میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے اس کی حرمت پامال کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اور سلطنت کے اندر افتراق و انتشار اور بغاوت کا ماحول کسی طور جنم نہ لے سکے۔ اگر کسی ایک کو یہ سزا ہوگئی آئندہ اس فتنہ و فساد کا دروازہ بند ہو جائے گا۔

ہمارے ایمان کا تقاضا:

اگر ریاست و اقتدارِ اعلیٰ کے خلاف کسی فرد کا اقدامِ بغاوت سزائے موت کو مستوجب ٹھہراتا ہے تو پھر وہ ذات جو وجہء تخلیق کائنات ہے...... جو جانِ کائنات ہے...... امام الانبیاء ہے...... سید المرسلین ہے...... جس سے عالم بشریت کو شعور و فروغ مِلا...... جس کے نقوش پا کی برکت انسانیت معراج کو پہنچی...... جس ذات نے انسان کو جینے کا ڈھنگ سکھایا...... جس نے ہر ایک کی حقوق کی پاسداری کی تعلیم دی...... ماؤں کو ذلت کی دلدل سے اٹھا کر عزت کے اوجِ ثریا تک پہنچادیا...... زندہ درگور ہونے ولی بچیوں کی زندگی کا حق بخشا...... غلاموں کو انسانوں کی صفوں میں شامل کروایا...... بیواؤں کی عصمت کی پاسبانی فرمائی...... یتیموں، فقیروں، مسافروں، لاچاروں، بیکسوں کو اپنے رحمت کا سہارا عطا فرمایا۔ ہم ایسی ذات والاصفات پر کروڑوں ریاستوں اور آئینوں کی حرمت کو قربان کرتے ہیں۔ ہمارا ایمان تو یہ ہے۔

محمد عربی ﷺ کہ آبروئے ہر دو سرا است
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

مغرب کی دوغلی پالیسی:

امریکہ اور دیگر مغربی ممالک میں آج منشیات کے خلاف بڑے منظم ادارے کام کر رہے ہیں اور مختلف تنظیمیں اس کے انسداد کے لئے سرگرم عمل ہیں لاکھوں ڈالر فنڈز جمع کئے جا رہے ہیں اور ہزاروں ڈالرز خرچ کئے جا رہے ہیں کیونکہ یہ ایک ایسی لعنت ہے جس کے مضر اثرات کی وجہ انسان جیتے جی زندہ لاش بن جاتا ہے۔ اور یہ متعدی بیماری دیکھتے ہی دیکھتے کئی ہنستے بستے گھروں کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیتی ہے۔ قابلِ رشک انسان لائق عبرت بن جاتا ہے۔

بہت سے ممالک نے امریکی دباؤ پر منشیات کا دھندہ کرنے اور پھیلانے والوں کے لئے سزائے موت مقرر کر دی ہے، عالم مغرب اس قانون پر نہ صرف خاموش تماشا ہی بنا ہوا ہے بلکہ "امریکی نیو ورلڈ آرڈر" کے تحت انسانی اقدار میں بعض کے تحفظ کے لئے بنائے گئے اس قانون کو درست و صحیح بھی گردانا جا رہا ہے۔ کیا یہ انسانی قدریں (Human values) حضور نبی کریم جانِ کائنات، رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قدر و منزلت سے بڑھ کر ہیں؟ نہیں نہیں ...... ہرگز نہیں ...... کائنات عالم میں قدر و منزلت و عزت مصطفیٰ کریم ﷺ جملہ مخلوق کی قدر و منزلت اور عزت و تکریم سے بدرجہ ہائے اتم بڑھ کر ہے۔

ہماری جان بھی قرباں ہے ناموسِ رسالت پر
لٹا دیں دولتِ کونین ہم اس ایک دولت پر
یہی بس اصلِ ایماں اصلِ دیں اصلِ شریعت ہے
فدا تن من سدا کرتے رہیں آقا ﷺ کی عزت پر

امریکہ کی سازش:

امریکہ نے اپنے آئین میں منشیات فروشی، ریاست سے بغاوت کی سزا تو **"سزائے موت"** مقرر کر رکھی ہے مگر ہمارے ملک پاکستان میں اسے توہین رسالت کی سزا ایک آنکھ نہیں بھاتی ...... کیونکہ اس سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات اور اپنے پیارے رسولِ کریم ﷺ سے ان کی عقیدت و نسبت کا خیال ولحاظ رکھا گیا ہے۔ وہ یہ قانون ختم کرانے کے در پے ہے تاکہ مسلمانوں کا اپنے رسول پاک ﷺ سے مضبوط رشتہ کمزور ہو جائے۔ اور اس منافقانہ حیلہ سازی سے مسلمانوں کے دلوں سے روحِ محمد ﷺ کو نکال دیا جائے۔

ستم بالا ستم یہ ہے کہ اغیار کے وفا کیش حکمرانوں نے بھی اپنے اندر کا گند اس قانون پر تنقید کی صورت میں باہر نکالنا شروع کر دیا ہے۔

؎ جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

اغیار نے ہر دور میں ناموسِ رسالت پر حملہ کرنے کے لئے اور مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنے ذر خرید نام نہاد مسلمانوں کو میدان میں اُتارا اور کبھی اپنے ہی دریدہ دہن شاتمین کی خوب پشت پناہی کی تاکہ وہ ملعون ناموسِ رسالت پر حملہ آور ہو کر کروڑ ہا مسلمانوں کے دِلوں پر کاری ضرب لگائیں اور ان کو ذہنی کرب و اذیت میں مبتلا کر دیں ...... کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مسلمان ہر بڑی سے بڑی آزمائش میں ثابت قدم رہ سکتا ہے ...... بڑے سے بڑا دکھ برداشت کر سکتا ہے .... ہر اذیت پر صبر و شکر سے کام لے سکتا ہے ...... مگر توہین رسالت ایک ایسا معاملہ ہے جس پر مسلمان کو سب سے زیادہ ذہنی اذیت اور قلبی دُکھ پہنچتا ہے۔ اس کا دل بے چین ہو جاتا ہے تو روح تڑپ اٹھتی ہے۔ اسی لئے اغیار نے ہر دور میں ناموسِ رسالت پر حملے کرنے کے منصوبے بنائے۔ جن میں سے دو اہم

منصوبوں کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

فتنہ قادیانیت کے ذریعے ناموسِ رسالت پر حملہ:

نبی کریم ﷺ کی حرمت و ناموس پر ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ہندوستان میں ایک مربوط مذموم حملہ کیا گیا انگریز کا خود کاشتہ پودا مرزا غلام احمد قادیانی جب تناور درخت بن گیا تو اس کے پتے بھی ناموسِ رسالت کے خلاف چلنے والی بادِ سموم کو ہوا دینے میں ممد و معاون بنتے چلے گئے۔ آخر وہ وقت بھی آن پہنچا کہ جب اس نے اپنے اندر کا سارا گند باہر نکالنا شروع کر دیا۔ اور تدریجاً مختلف دعوے کرنے کے بعد آخر اس نے ڈھٹائی کی انتہاء کرتے ہوئے **عقیدہ ختم نبوت** کا ہی سرے سے انکار کر ڈالا۔ یہاں میں اپنے پاس سے کچھ لکھنے کے بجائے سپریم کورٹ آف پاکستان نے قادیانیوں کے خلاف اپنے تاریخ ساز فیصلے میں جو لکھا ہے وہی ھدیہ قارئین کرتا ہوں۔ بدیں وجہ کہ ان کے گستاخانہ و کفریہ نظریات پر سیر حاصل بحث کی گئی تو کتاب بہت طویل ہو جائے گی۔ اور اس موضوع پر مارکیٹ میں بہت سی کتابیں دستیاب ہیں ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بینچ نے قادیانیوں کے خلاف اپنے تاریخ ساز فیصلے میں لکھا:

”کلمہ ایک اقرار نامہ ہے جسے پڑھ کر غیر مسلم اسلام کے دائرہ میں داخل ہوتا ہے۔ یہ عربی زبان میں ہے اور مسلمانوں کے لئے خاص ہے جو اسے نہ صرف اپنے عقیدہ کے اظہار کے لئے پڑھتے ہیں بلکہ روحانی ترقی کے لئے بھی اکثر اس کا ورد کرتے ہیں۔ کلمہ طیبہ کے معنی ہیں ”خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔“ اس کے برعکس قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام

احمد قادیانی (نعوذ باللہ) حضرت محمد ﷺ کا بروز ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' (اشاعت سوم، ربوہ صفحہ 4) میں لکھا ہے:

☆ سورۂ الفتح کی آیت نمبر 29 کے نزول میں محمد ﷺ کو اللہ کا رسول کہا گیا ہے...... اللہ نے اس کا نام محمد رکھا۔''

(مندرجہ ''روحانی خزائن'' صفحہ 207 جلد 18)

☆ روزنامہ ''بدر'' (قادیان) کی اشاعت 25 اکتوبر 1996ء میں قاضی ظہور الدین اکمل سابق ایڈیٹر ''Review of Religions'' کی ایک نظم شائع ہوئی تھی، جس کے ایک بند کا مفہوم اس طرح ہے ''محمد ﷺ پہلے سے زیادہ شان کے ساتھ ہم میں دوبارہ آ گئے ہیں، جو کوئی محمد ﷺ کو ان کی مکمل شان کے ساتھ دیکھنے کا متمنی ہو، اسے چاہیئے کہ وہ قادیان جائے۔

''محمد ﷺ پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد ﷺ دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں''

یہ نظم مرزا صاحب کو سنائی گئی تو اس نے اس پر مسرت کا اظہار کیا۔

(روزنامہ '' الفضل قادیان ، 22 اگست 1944ء)

☆ علاوہ ازیں ''اربعین'' (جلد 4، صفحہ 17) میں اس نے دعویٰ کیا ہے۔

''سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں، اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔''

(مندرجہ روحانی خزائن '' ص 445,446 جلد 17)

☆ خطبہ الہامیہ صفحہ 171 مندرجہ ''روحانی خزائن'' ص 259، جلد 16 میں

اس نے اعلان کیا:

"جو کوئی میرے اور محمد ا کے مابین فرق کرتا ہے، اس نے نہ تو مجھے دیکھا ہے نہ جانا ہے۔"

☆ مرزا غلام احمد نے مزید دعویٰ کیا ہے۔

"میں اسم محمد کی تکمیل ہوں یعنی محمد محمد کا ظل ہوں۔"

(دیکھئے حاشیہ "حقیقت الوحی" صفحہ76مندرجہ" روحانی خزائن ، جلد22)

☆ سورۃ الجمعہ (62) کی آیت نمبر 3 کے پیش نظر جس میں کہا گیا ہے:

"(وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول، خود انہی میں سے اٹھایا جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے، ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے) میں ہی آخری نبی اور اس کا بروز ہوں اور خدا نے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے محمد کی تجسیم بنایا۔"

(دیکھئے ایک غلطی کا ازالہ "اور شائع شدہ از ربوہ ، صفحہ10,11مندرجہ" روحانی خزائن" صفحہ212جلد18)

☆"میں وہ آئینہ ہوں جس میں سے محمد کی ذات اور نبوت کا عکس جھلکتا ہے۔"

("نزول المسیح" ص48، شائع شدہ قادیان اشاعت 1909ء دیکھئے "ایک غلطی کا ازالہ" صفحہ8مندرجہ" روحانی خزائن" جلد18)

☆ "اوپر جو کچھ کہا گیا اس کی روشنی میں مسلمانوں میں اس بات پر عمومی اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ جب کوئی احمدی کلمہ طیبہ پڑھتا ہے یا اس کا اظہار کرتا ہے تو وہ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد ایسا نبی ہے، جس کی اطاعت واجب ہے اور جو ایسا نہیں کرتا، وہ بے دین ہے، بصورت دیگر

وہ خود کو مسلمان کے طور پر پیش کر کے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔
آخری بات یہ ہے کہ یا تو وہ مسلمانوں کی تضحیک کرتے ہیں یا
اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات،
صورت حال کی راہنمائی نہیں کرتیں، اس لئے جیسی بھی صورت حال
ہو، ارتکاب جرم کو ایک نہ ایک طریقہ سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔''

☆ مرزا غلام احمد نے نہ صرف یہ کہ اپنی تحریروں میں رسول اکرم ﷺ کی عظمت وشان کو گھٹانیکی کوشش کی بلکہ بعض مواقع پر ان کا مذاق بھی اڑایا۔ حاشیہ ''تحفہ گولڑویہ'' ص165، مندرجہ ''روحانی خزائن'' ص 263 جلد 17 میں مرزا صاحب نے لکھا کہ:

☆ ''پیغمبر اسلام اشاعت دین کو مکمل نہیں کر سکے، میں نے اس کی تکمیل کی۔'' ایک اور کتاب میں کہتا ہے:

☆ ''رسول اکرم ﷺ بعض نازل شدہ پیغامات کو نہیں سمجھ سکے اور ان سے بہت سی غلطیاں سرزد ہوئیں۔''

(دیکھئے " ازالہ اوہام " لاہور طبع، صفحہ346)
(مندرجہ " روحانی خزائن ص472,473، جلد3)

اس نے مزید دعویٰ کیا:

☆ ''رسول اکرم ﷺ تین ہزار معجزے رکھتے تھے۔''

(تحفہ گولڑویہ " ص67" مندرجہ " روحانی خزائن " ص153 جلد 17)

☆ ''جب کہ میرے پاس دس لاکھ نشانیاں ہیں''

(" براھین احمدیہ " جلد5 صفحہ56...... " روحانی خزائن " ص72 جلد21)

☆ نشان، معجزہ کرامت ایک چیز ہے۔

" براھین احمدیہ " جلد5 ص 50، مندرجہ " روحانی خزائن " ص63، جلد21

مزید یہ کہ:

☆ ''رسول اکرم ﷺ نصاریٰ کا تیار کردہ پنیر کھاتے تھے جس میں وہ سور کی چربی ملاتے تھے۔''

(''الفضل'' قادیان، 22فروری 1924ء)

مرزا بشیر احمد نے اپنی تصنیف ''کلمۃ الفصل'' (صفحہ 113) میں لکھا:

☆ ''مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمد یہ ﷺ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے، پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر بڑھایا کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔''

اس طرح اور بہت سی تحریریں موجود ہیں لیکن ہم اس ریکارڈ کو مزید گراں بار نہیں کرنا چاہتے۔

''ہر مسلمان کا بنیادی عقیدہ ہے کہ وہ ہر نبی کو مانتا اور اس کا احترام کرتا ہے۔ اس لئے اگر نبی کی شان کے خلاف کچھ کہا جائے تو اس سے مسلمان کے جذبات کو ٹھیس پہنچے گی، جس سے وہ قانون شکنی پر آمادہ ہو سکتا ہے۔ اس کا انحصار جذبات پر ہونے والے حملے کی سنگینی پر ہے۔ ہائی کورٹ کے فاضل جج نے مرزائیوں کی کتابوں سے بہت سے حوالے نقل کر کے ثابت کیا ہے کہ مرزا غلام احمد نے دوسرے انبیائے کرام خصوصاً حضرت (عیسیٰ علیہ السلام) کی بھی بڑی توہین کی اور ان کی شان گھٹائی۔ حضرت عیسیٰ کی جگہ وہ خود لینا چاہتا تھا۔ ہم اس سارے مواد کو نقل کرنا ضروری نہیں سمجھتے، صرف دو مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں، مرزا غلام احمد ایک جگہ رقمطراز ہے۔

☆ ''جو معجزات دوسرے نبیوں کو انفرادی طور پر دیے

گئے تھے، وہ سب رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عطا کئے گئے، پھر وہ سارے معجزے مجھے بخشے گئے کیونکہ میں ان کا بروز ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میرے نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، یونس، سلیمان اور عیسیٰ مسیح ہیں۔"

(ملفوظات" جلدسوم، ص270، شائع شدہ ربوہ)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھتا ہے:

☆ "حضرت مسیح کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین نانیاں اور دادیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔"

("ضمیمہ انجام آتھم" حاشیہ 7...... (مندرجہ "روحانی خزائن" ص291، جلد11)

☆ "اس کے برعکس اللہ کی پاک کتاب (قرآن حکیم) حضرت عیسیٰ، ان کی والدہ اور خاندان کی بڑائی بیان کرتی ہے۔ دیکھئے سورۂ آل عمران (3) کی آیات 33 تا 37، 45 تا 47، سورۂ مریم (19) کی آیات 16 تا 32) کیا کوئی مسلمان قرآن کے خلاف کچھ کہنے کی جسارت کرسکتا ہے اور جو ایسی حماقت کرے، کیا وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرسکتا ہے؟ ایسی صورت میں مرزا غلام احمد اور اس کے پیروکار کیسے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرسکتے ہیں؟ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مرزا غلام احمد پر اسی کی مذکورہ بالا تحریروں کی بنا پر توہین مذہب ایکٹ مجریہ 1679ء کے تحت عیسائیت کی توہین کے جرم میں کسی انگریزی عدالت میں ملزم قرار دے کر سزا دی جا سکتی تھی مگر ایسا نہیں کیا گیا۔

☆ ''جہاں تک رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی کا تعلق ہے، مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے: '' ''ہر مسلمان کے لئے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے۔''

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان)

کیا ایسی صورت میں کوئی، کسی مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے۔ اگر وہ ایسا توہین آمیز مواد جیسا کہ مرزا قادیانی نے تخلیق کیا ہے سننے، پڑھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟

☆ ''ہمیں اس پس منظر میں احمدیوں کے صدر سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر احمدیوں کے اعلانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیئے اور اس ردعمل کے بارے میں سوچنا چاہیئے، جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہوسکتا تھا۔ اس لئے اگر کسی احمدی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا اعلانیہ اظہار کر کے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور ''رشدی'' تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ مزید برآں اگر گلیوں یا جائے عام پر جلوس نکالنے یا جلسہ کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ خانہ جنگی کی اجازت دینے کے برابر ہے۔ یہ محض قیاس آرائی نہیں، حقیقتاً ماضی میں بارہا ایسا ہو چکا ہے اور بھاری جانی و مالی

نقصان کے بعد اس پر قابو پایا گیا (تفصیلات کے لئے منیر رپورٹ دیکھی جا سکتی ہے) ردعمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی احمدی یا قادیانی سرعام کسی پلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائش دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے، یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ اعلانیہ رسول اکرم ﷺ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیاء کرام کے اسماء گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز امن عامہ کو خراب کرنے کا موجب بن سکتی ہے، جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہو سکتا ہے۔"

جناب جسٹس عبدالقدیر چودھری — جناب جسٹس ولی محمد خاں

جناب جسٹس محمد افضل لون — جناب جسٹس سلیم اختر

(S.C.M.R August 1993)

(بحوالہ شہیدانِ ناموسِ رسالت صفحہ 65 تا 69)

گستاخانہ خاکوں کے ذریعے

ناموسِ رسالت پر حملہ

جانِ کائنات امام الانبیاء ﷺ کی عزت و ناموس پر حملہ کرنا ہمیشہ سے شیطان کے چیلوں کا وطیرہ رہا ہے۔ انہوں نے ہر دور میں اپنے اندر موجود غلاظت اور سیاہی باطن کا کمینگی کے ساتھ اظہار کیا ہے۔ یہ فرعون کے نائب اور ابوجہل کی باطنی پلیدی کے ترجمان ہمیشہ اسلام اور بانی اسلام ﷺ کی ذاتِ بابرکات پر حملہ آور ہو کر مسلمانانِ عالم کو روحانی و ایمانی کُرب اور قلبی و ذہنی اذیتوں سے دوچار کرتے رہے۔ یہ ان کی اسلام کے خلاف انتہاء درجے کی نفرت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی بھی اسلام اور اہل اسلام کی دل آزاری وحقوق کُشی کی بات آتی ہے تو کفر کے یہ سارے سیاہ بھیڑیے اکھٹے ہوجاتے ہیں ابلیس کے یہ گماشتے ...... اپنے شیطانی چیلوں سے مل کر وہ طوفان بدتمیزی بپا کرتے ہیں کہ .... الامان والحفیظ اسی شیطانی خبثِ باطن کے پرچار کی ایک کڑی .... ڈنمارک، فرانس، جرمنی، اٹلی، ہالینڈ، سپین وغیرہ کے اخبارات میں گستاخانہ خاکوں کی اشاعت بھی ہے۔

ڈنمارک کے ایک اخبار کی جسارت محض کسی آوارہ خوفرد واحد کے دماغ میں اٹھنے والا فتور یا اس کی فکر بیمار میں انگڑائی لینے والی شیطنت کا نتیجہ

نہیں...... بلکہ یہ اس عمومی روش کا اظہار ہے۔ جو امریکہ اور یورپ کے باسیوں کے دل و دماغ میں کینسر کی طرح گھر کر چکی ہے اور وہ ترقی کی رفعتوں سے ہمکنار ہونے کے باوجود بغض...... نفرت...... کدورت...... اور گراوٹ کی پستیوں سے اوپر اٹھ پائے۔ اسلام مسلمانوں اور اسلام کی علامتوں اور شعائر کے ساتھ ان کے رویے کا سبب صدیوں پر محیط وہ عمل ہے جس سے اسلام کو ایک توانا...... فعال...... متحرک...... انسانیت نواز...... زندگی افروز اور جفاکش فلسفہ زندگی کے طور پر پیش کیا ہے جو تمام تر ناکہ بندیوں کے باوجود یورپ اور امریکہ میں تیزی کے ساتھ پھیلنے والا سرفہرست مذہب بن چکا ہے جس کی "روح جہاد" نے ان کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔

ان کا یہ کہنا ہے کہ آزادئ اظہار کا تقاضا ہے۔ اپنی رائے اپنی سوچ اور اپنا خیال پیش کرنے کا فطری حق ہے جس پر کوقدغن نہیں لگائی جا سکتی۔ ڈنمارک کے وزیر اعظم فرماتے ہیں کہ ساری دنیا کو اس حق کا احترام کرنا چاہیے کسی ریاست کو پریس کے رویے کا ذمہ دار نہیں ٹھہرانا چاہیئے لیکن معاملہ اتنا سادہ نہیں یہ محض آزادئ اظہار...... آزادی فکر یا رائے کی آزادی کا معاملہ بھی نہیں یہ ایک سوچی سمجھی مہم ہے جو برس ہا برس بلکہ صدیوں سے جاری ہے اور جس میں نائن الیون کے بعد زبردست شدت آئی ہے وہ جانتے ہیں کہ اسلام میں رسالت محمدی ﷺ کا مرتبہ و مقام کیا ہے اور نبی آخر الزمان ﷺ عقیدت و محبت کا کتنا گراں بہا سرمایہ ہے۔ جعلی نبوتوں کی تخلیق ناموسِ رسالت پر حملے اور رحمتِ دوجہاں کے بارے میں مکروہات کی اشاعت اسی ناپاک مہم کا حصہ ہے۔ ڈنمارک کے اخبار جلینڈز پوسٹن Tyllands Pasten نے اگست کے اواخر میں ایک اشتہار کے ذریعے پریس پینٹرز ایسوسی ایشن کے ارکان کو باضابطہ دعوت دی کہ وہ پیغمبر اسلام کے خاکے بنائیں۔

منتخب خاکے پنٹرز کے ناموس کے ساتھ شائع کئے جائیں گے۔ اس اشتہار جواب میں پنٹرز ایسوسی ایشن کے چالیس ارکان میں سے بارہ نے خاکے بنا کر بھیجے۔ یہ بارہ کے بارہ خاکے ستمبر میں شائع کر دیئے گئے۔ ڈنمارک اس سے قبل بھی اس نوع کی کئی وارداتیں کر چکا ہے۔ جولائی 2005ء میں ایک ڈنمارک ریڈیو چینل نے کہا کہ مسلمانوں کا واحد علاج یہ ہے کہ اگر ہم انہیں ہلاک نہیں کر سکتے تو کم از کم یورپ سے باہر ضرور دھکیل دیں۔

ستمبر 2005ء میں ڈنمارک پیپلز پارٹی کی ایک سرکردہ رکن لوئس فرپورٹ نے اپنے ایک مضمون میں لکھا کہ ڈنمارک میں پیدا ہونے والے مسلم نوجوان بھی بنیاد پرستانہ تعلیم سے آراستہ ہیں جو ہمارے معاشرے سے مطابقت نہیں رکھتی چونکہ ہمارا قانون دشمنوں کو سرِ عام قتل کرنے کی اجازت نہیں دیتا اس لئے مجرموں سے نپٹنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ انہیں حوالہ زنداں کر دیا جائے یا پھر انہیں روس کے جیل خانوں میں بھیج دیا جائے۔ ایک اور مضمون میں مسلمانوں کو ایسے کینسر سے تشبیہ دی گئی جس کا علاج آپریشن کے سوا کچھ نہیں۔

ڈنمارک کے بعد فرانس اور فرانس کے بعد ناروے کے اخبارات نے بھی یہ توہین آمیز کارٹون اپنے اخبارات میں چھاپے ہیں۔ پھر اس نوع کے کارٹون جرمنی ...... اٹلی ...... ہالینڈ ...... پرتگال ......سپین......اور سوئزرلینڈ کے اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ فرانس کے اخبار France Soir نے اخبار کے مینجنگ ایڈیٹر کو تو برطرف کر دیا لیکن اگلے ہی دن ادارے میں کارٹوں کی اشاعت کے حق میں پرزور دلائل دیئے گئے۔ اب فرانس کے ایک اور معتبر اخبار Mondele نے اپنے صفحہ اوّل پر یہ توہین آمیز کارٹون شائع کئے ہیں۔ بی بی سی نے بھی ان کارٹونوں کو اپنی نشریات کی زینت بنایا ہے اور دلیل دی ہے کہ ان سے مسلمانوں کے جذبات کی شدت سمجھنے میں مدد ملے گی۔ سویڈن کے ایک اخبار ایس ڈی

کویران نے دعوت عام دی کہ پیغمبر اسلام کے خاکے بنا کر بھیجے جائیں، جو مارث میں شائع کئے جائیں گے۔

اس منظر نامے سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ناموسِ رسالت ﷺ پر مکروہ حملے کسی فرد واحد کے خبیث باطن کا اظہار نہیں۔ مغرب کے متعفن سوچ کا شاخسانہ اور سوچی سمجھی مکروہ مہم کا حصہ ہے۔ اس سے نتیجہ بھی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ سائنس کی برداری، ٹیکنالوجی کی تاجداری اور علوم وفنون کی علمداری کے باوجود اسلام کے بارے میں مغرب کی سوچ کس قدر پست اور کتنی نفرت بھری ہے۔ اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ دہشت گردی کا سرچشمہ کہاں ہے؟ مسلمانوں کے ذہنوں میں چنگاریاں سلگانے ان کے دلوں میں آگ بھڑکانے اور انہیں جانوں سے بے نیاز ہو کر خودکش حملوں پر ابھارنے والی ہوائیں کہاں سے آرہی ہیں اسی پس منظر میں ایک بار پھر سوچیئے کہ کیا نائن الیون کے بعد دہشت گردی کے خلاف جنگ کا اعلان کرتے وقت بُش کے ہونٹوں سے ''کروسیڈ'' کا لفظ یونہی پھسل گیا تھا یا اس کے پس منظر میں بھی اسلام اور اہل اسلام کے خلاف نفرت کا شیش ناگ پھنکار رہا تھا؟ میں ابھی تک ''کن فش برگ'' نامی اس امریکی نوجوان کو نہیں بھولا جس سے اسامہ بن لادن کی تصویروں والے ٹائلٹ پیپر رول بنانے کا اعلان کیا تھا اور امریکہ کی ذلت نشان بارگاہوں سے اسے اتنے آرڈرز ملے تھے کہ چوبیس گھنٹے فیکٹری چلا کر بھی اس کے لئے آرڈرز کی تکمیل مشکل ہو گئی تھی۔ کیا اس قدر متعفن اتنا مکروہ اور ایسا اخلاق باختہ تصور کسی کلمہ گو مسلمان کے حاشیہ خیال میں بھی آسکتا ہے؟

وہ خاکے بنائیں کارٹوں تراشی کریں یا تصوری کشی کریں؟ ازل سے ابد تک جاری اس سرچشمہء نور کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ جو کرۂ ارضی کے ہر گوشے میں نور بکھر رہا ہے۔ جس کے ذکر جمیل کو خود خالق کائنات نے رفعتیں بخش دیں۔ وہ

چمگادڑوں، جھینگروں اور بھیڑیوں کی ہرزہ سرائی سے بہت بالا ہے۔ وہ کیا جانیں گے کہ غبارِ راہ کو فروغ وادی سینا بخشنے والی ہستی کیا تھی؟ جس نے بنی نوع انسان کو عظمت انسانی کا درس دیا۔ جس نے آدمیت کو ارفع قرینے دیئے جس نے حقوق انسانی کے تصور سے آشنا کیا۔ حواریوں، انسانوں کے دلوں کی خوشبو...... ذہنوں کا اُجالا...... روحوں کی آلودگی اور جذبوں کی حرارت ہے...... چند شیطنت مزاج تابکاروں کی ایسی حرکتیں ان کی سوختہ بختی اور کم نصیبی کے سوا کچھ نہیں۔

مسلمانو! اب تو حقیقت پہچانو:

اس کا جواب دینا ہی ہے تو یورپ کے اقتصادی مفادات پر ضرب لگایئے مسلمان ملکوں کی مارکیٹیں، ڈنمارک کی ڈیری مصنوعات سے بھری پڑی ہیں۔ ابھی تک سعودی عرب، کویت، لیبیا اور ایران کے سوا کسی نے ٹھوس ردعمل کا اظہار نہیں کیا۔ اوآئی سی آج گہری نیند سوئی ہے۔ اور ہم بدستور اس بے ننگ و نام جنگ کا ایندھن بنے ہوئے ہیں۔ جسے خود یورپ اور امریکہ بھڑکا رہے ہیں۔ الزام مسلمانوں کے سرتھوپا جارہا ہے کہ وہ انتہاء اور بنیاد پرست ہیں۔

جمہوریت کے معنی خود مختار اسلامی ممالک پر لشکر کشی...... انصاف کے معنی اہل حرم کی لہونوشی...... دہشت گردی کے خلاف جنگ کا مفہوم عالم اسلام کی سرکوبی ......اور آزادی اظہار کی تفسیر اسلام، اسلام شعائر اور اسلامی علامات کو گالی دینا ہے ...... اس کے باوجود ہم تنگ نظر...... اور وہ روشن خیال ہیں اور اس کے باوجود ہم دہشت گرد اور وہ امن وآشتی کے سفیر ہیں۔ اس کے باوجود بھی ہم انتہاء پسند ہیں اور وہ معتدل مزاج ...... ہم محدود سوچ کے مالک ہیں اور وہ وسیع القلب ...... ہم تنگ نظر ہیں اور وہ کشادہ ذہن ...... ہم محض جذباتی ہیں اور وہ مصلحت آشنا...... ہم فساد برپا کرنے والے ہیں او وہ امن وآشتی کے پیامبر...... ہم انسانی حقوق پامال

کرنے والے ہیں ...... اور وہ حقوقِ انسانی کے محافظ و علمبردار .... ہم زمین میں کانٹے بکھیرنے والے ہیں اور وہ (بارود کی صورت میں) مسلمانوں پر گلاب کی پتیاں نچھاور کرنے والے..... آخر کیوں ....؟؟؟

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہوجاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

ہمارے حکمرانوں کی غلط روش:

پہلے بھی تحریر کیا جا چکا ہے کہ ''قانونِ توہین رسالت'' کے باعث امریکہ و مغربی دنیا اور ان کے حواری...... اور...... ایجنٹ سیخ پا ہیں اور اس پر ہر دور میں ان کی انگشت اعتراض بلند رہی۔ درحقیقت یہ ان کی کھلی منافقت ......عداوتِ اسلام ...... دشمنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ......اور تضاد بیانی کی بھیانک تصویر ہے...... جس سے ان کا مکروہ چہرہ بے نقاب ہو رہا ہے۔ اغیار تو یہ باتیں کریں گے ہی کیونکہ وہ دشمن جو ہوئے ان سے خیر کی توقع رکھنا بھی بیوقوفی ہے۔ مگر افسوس تو اس بات کا ہے کہ

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ہمارے بعض حکمران بھی خدا اور رسول جل جلالہ، وصلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کے بجائے اپنے امریکی اور مغربی آقاؤں کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے متمنی ہیں ......اور ایک دوسرے سے بڑھ کر ان کی وفاداری کا ثبوت پیش کرنے میں کوشاں ہیں ...... یوں لگتا ہے جیسا کہ یہ ان کے زرخرید گماشتے ہیں...... اور ان کا ریموٹ کنٹرول وائٹ ہاؤس میں امریکی فرعونوں کے پاس ہے...... وہ جو بٹن پُش (Push) کرتے ہیں یہ وہی کام کرتے ہیں...... امریکی غُنڈے اب ان سے توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کرانا چاہتے ہیں۔ مگر ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔

سب جان لیں! اس مقصد عظیم کی خاطر جانیں قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا جائے گا...... سروں پر کفن باندھنا تو ازل سے عاشقوں کی رسم چلی آرہی ہے...... ہمارے حکمرانوں کو تاریخ سے سبق سیکھنا چاہیئے...... کہ یہ ملک **سیدہ فاطمۃ الزہراء** سلام اللہ علیہا کے بابا جان ﷺ کے غلاموں اور ان کی دہلیز کے ٹکڑوں پہ پلنے والے غیر تمندوں کا ملک ہے۔ وہ بھوک و پیاس اور غربت حتی کہ موت تو برداشت کر سکتے ہیں مگر ناموسِ رسالت کے قانون میں ترمیم برداشت نہیں کر سکتے۔ ان کا تو یہ ایمان ہے۔

جب تک کٹ مریں خواجہء بطحا ﷺ کی عزت پر
خدا شاید ہے کامل اپنا ایماں ہو نہیں سکتا

جو بھی ازلی شقی و گستاخ راج گوپال یا سلمان رشدی ملعون کی راہ پر چلا سرکار دو جہاں علیہ السلام کے غلام اس کا محاسبہ کرنا خوب جانتے ہیں۔

اس لئے ہر باحمیت اہلِ دیں پر فرض ہے
وہ فنا فی النار کر دے شاتمِ سرکار کو

امام الانبیاء ﷺ کے غلامو! خدارا اس حقیقت کو پہچانو

آج باغیانِ اسلام جو اغیار کے آلہء کار بن چکے ہیں۔ منہ تو انہی کا ہے مگر زبان غیروں کے بول بول رہی ہے۔ بعض ان کے زرخرید گماشتے...... میڈیا پر بڑے زور و شور سے افکار باطلہ کا پرچار کر کے یہود و ہنود اور نصاریٰ کی ناموسِ رسالت کے خلاف مذموم سازش کو تقویت دے کر حق نمک خواری ادا کر رہے ہیں۔

ہیومن رائٹس کی نام نہاد علمبردار عاصمہ جہانگیر جیسی خواتین ایک گستاخِ رسول آسیہ نامی عورت کو سزائے موت سے بچانے کے لیے میدان میں اتر آتی

ہیں .... سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ڈاکٹر عافیہ صدیقی عورت نہیں...... وہ کسی کی ماں...... بہن بیٹی...... نہیں؟ مگر وہ تو ہمارے غریب ملک پاکستان کی باسی ہے نا۔...... اس کی بات کرنے سے امریکہ وامریکہ نواز لوگ ناراض ہو جائیں گے۔ اسلئے ''ہیومن رائٹس'' کی یہ چیمپئن چپ سادھ لیتی ہے۔...... میں ان افکارِ باطل کے مغرب زدہ زہنوں سے سوال کرتا ہوں کیا .... امام الانبیاء ...... جانِ کائنات ...... سید المرسلین ...... خاتم النبیین ...... **محبوب خدا** ﷺ...... کی عظمت و ناموس...... عزت وتکریم ...... احترام وتقدس پر حملہ کرنے والے...... **بدبخت** ...... ازلی مردود...... جہنمی کتوں...... کے لیے تو ''ہیومن رائٹس'' کی آواز بلند ہو جاتی ہے۔ اور جس **ذات انور**...... اقدس ...... اکرم ...... اطہر...... اشرف ...... اکمل ...... اجمل ...... افضل ...... اعظم ...... ﷺ نے پوری انسانیت کو ''**حقوق انسانی**'' کا درس دیا...... ضعیفوں کو سہارا بخشا...... کمزوروں کی حمایت کی...... ہر انسان کیساتھ امت کو حسن سلوک کی تلقین فرمائی ...... غریبوں ...... ناداروں ...... بیواؤں ...... یتیموں ...... مظلوموں ...... قیدیوں ...... اور زمانے کے ستائے ہوئے بے آسراؤں کے ساتھ حسن سلوک اوران کی مدد ونصرت کا جھنڈا بلند کیا...... اپنے اخلاق کریمانہ...... اور احکامِ مشفقانہ...... سے لوگوں کو انسانیت کا درس دیا...... اور حقوقِ انسانی سے آگاہ فرمایا کیا ان کا کوئی حق نہیں ؟؟؟...... کیا ان کی عزت و ناموس کی بات کرنا انتہاء پسندی ہے؟؟ کیا مسلمانوں پر ان کا ادب واحترام فرض نہیں؟ جس عظیم ہستی نے پوری کائنات کے حقوق کا درس دیا ان کا اس جہان میں کوئی حق نہیں ؟؟؟ مجھے ذرا بتاؤ تو سہی اس ہستی کے حقوق کی بات کون کرے گا کہ۔

ہر برائی کو دیا دیس نکالا جس نے
آدمیت کو نئی ڈگر پہ ڈالا جس نے

گرتے انسان کو آ کے سنبھالا جس نے
کر دیا مشرق و مغرب میں اجالا جس نے

مجھے بس اتنا بتا دو .... کیا تم نے مرنا نہیں؟...... بتاؤ کل قبر میں کیا منہ لے کر جاؤ گے ...... جب تمہاری نجات کا دارومدار فقط اور فقط ''معرفت مصطفیٰ کریم ﷺ'' پر ہوگا۔

آج توبہ کرلو...... واپس آجاؤ...... اور جان لو کہ عزت کا دارو مدار...... وائٹ ہاؤس و اغیار کی دہلیز نہیں بلکہ ''چوکھٹ مصطفیٰ ﷺ'' ہے۔ غلامی رسول ﷺ ہی سعادت دارین کی ضامن ہے۔ جو اس در دولت پر گر جاتا ہے اللہ اس کو دنیا و اُخریٰ میں اٹھا دیتا ہے۔

دونوں عالم میں تمہیں مقصود گر آرام ہے
ان کا دامن تھام لو جن کا محمد ﷺ نام ہے

اہل ایمان کو دھوکہ دینے والو! تم کیا جانو اخلاقیات کس چیز کا نام ہے؟ ...... انسانی حقوق کیا ہوتے ہیں؟...... اس دنیا میں رہن سہن کا انسانی طریقہ کیا ہے...... آؤ میں تمہیں فرامینِ رسولِ پاک ﷺ کی روشنی میں ''اخلاقیات'' کا طرزانہ نظارہ کراتا ہوں...... جن کا مطالعہ کرنے کے بعد کسی بھی صاحب ایمان کے 14 طبق روشن ہوجاتے ہیں...... قلب کی گہرائیوں سے صدائے حق بلند ہوتی ہے...... کہ اگر سعادتِ دارین سے بہرہ مند ہونا ہے...... فلاحِ کونین سے مشرف ہونا ہے...... تو آقا کریم ﷺ کی انِ تعلیمات کو مشعل راہ بنالو...... ان احادیث کا مفہوم سلیس اردو زبان میں ہدیہ قارئین ہے۔

تعلیماتِ جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم در بیانِ اخلاقیات

کس قدر مبارک تھی وہ ساعت جب اسلام کا آفتاب عالمتاب آج سے چودہ سو سال قبل فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہوا اور جانفزا تھا وہ مژدہ جو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بنی نوع آدم کو سنایا۔ جس کے سننے سے انسانیت کے نصیب جاگ اُٹھے اور مشرق و مغرب دونوں کی ذہنیت میں انقلاب عظیم برپا ہوگیا وہ جو تین سو ساٹھ خداؤں کو سجدہ کرتے تھے خدائے واحد کے پُرستار بن گئے ،قتل و غارت جن کا محبوب مشغلہ تھا تہجد گذار اور عابد شب زندہ دار بن گئے ...... جو لوگ زنا کاری، شراب خوری اور قمار بازی پر فخر کیا کرتے تھے، تقویٰ اور طہارت کی مجسم تصویریں بن گئے وہ جو علوم فنون سے بالکل عاری تھے تہذیب و تمدّن کے علمبردار بن گئے وہ جو خاندان اور حسب و نسب کو شرافت و مکرمت کا معیار سمجھتے تھے اب۔ " انا اکرمکم عنداللہ اتقٰکم " کا ورد کرنے لگے وہ جو قبیلہ قریش کے علاوہ سب انسانوں کو ادنیٰ اور ذلیل سمجھتے تھے سب کو اپنا بھائی تصوّر کرنے لگے۔

قصہ مختصر یہ کہ اسلام نے ایک حیرت انگیز انداز میں عربوں کے طریقِ فکر، اصول حیات اور معیارِ اخلاق میں یکسر انقلاب پیدا کر دیا۔

آیئے آپ کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات سناؤں جن پر عرب کے صحرانشینوں نے نہ صرف خود عمل کیا بلکہ ان ارشادات کو دنیا کے گوشہ گوشہ تک

پہنچایا جہاں جہاں ان ارشادات پر عمل کیا گیا وہیں وہیں سے نفرت و عداوت کی آگ بجھ گئی۔ محبت و اُلفت کے چراغ روشن ہو گئے۔ سیاہ اور تاریک سینے منوّر اور تابناک ہو گئے۔

نفس نفس پہ رحمتیں قدم قدم پہ برکتیں
جدھر جدھر کو وہ شفیعِ عاصیاں گذر گیا
جدھر نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک
وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں گذر گیا

آنحضورﷺ کی تعلیمات پر اسلامی معاشرہ کی تشکیل کی گئی اور اسی معاشرہ سے متعلق آنحضورﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ۔:

"مسلمانوں کی مثال ایک دوسرے سے محبت کرنے اور ایک دوسرے پر رحمت و شفقت کرنے میں ایک جسم کے مانند ہے جسم کا کوئی عضو اگر بیمار ہو تو سارا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے اور رات جاگتے ہوئے گذر جاتی ہے۔"

یہی وہ انقلابی تعلیمات تھیں جنہوں نے عرب کے لیٹروں اور قزاقوں اور ایک دوسرے کے خون کے پیاسوں کو جسد واحد بنا دیا۔ آج ملتِ اسلامیہ جس انتشار کا شکار ہے اور جس ابتری میں بُری طرح مبتلا ہے اور اس کے جو خوفناک نتائج ہر باشعور انسان دیکھ رہا ہے اس کا فقط ایک ہی حل ہے کہ ہم اپنے آقا و مولیٰ سرورِ عالمﷺ کے دامن کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور آنحضورﷺ کی تعلیمات کو خضر راہ بنائیں۔ دیکھیں پھر کس طرح محبت و اُلفت کے جذبات دلوں میں بھڑکتے ہوئے آتشکدوں کو گلزارِ خلیل بناتے ہیں۔ مَیں ذیل میں آنحضورﷺ کی چند تعلیمات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

1: جس نے کسی مسلمان کا عیب چھپایا تو اللہ تعالیٰ اس کا عیب دنیا اور قیامت میں چھپائے گا۔ (بخاری، مسلم)

2: جس نے کسی تنگ دست پر آسانی کی تو اللہ تعالیٰ اُس پر دنیا و آخرت میں آسانی کرے گا۔ (بخاری، مسلم)

3: رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر مہربانی کرو، تم پر آسمان والا مہربانی کرے گا۔ (ابو داؤد)

کرو مہربانی تم اہلِ زمین پر
خُدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

4: اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی بے عزتی اور ہتک کے وقت اس کی امداد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس بندے کی اس وقت امداد کرے گا جب اُس کو امداد کی ضرورت ہوگی۔ (ابو داؤد)

5: روٹی کا ایک نوالہ بطورِ خیرات دینے کی وجہ سے تین آدمی جنت میں بھیج دیئے جائیں گے۔

(۱) حکم دینے والا۔ (۲) کھانا پکانے والا۔

(۳) خادم جس نے روٹی کا نوالہ مسکین کو جا کر دیا۔

روٹی کے ایک نوالہ بطورِ خیرات دینے کے صلہ میں تینوں بخش دیئے جاتے ہیں۔ (حاکم طبرانی)

6: قیامت کے دن لوگ جب تک حساب و کتاب میں مبتلا رہیں گے خیرات دینے والے اپنی خیرات کے سایہء میں ہوں گے۔

(احمد و ابن خزیمہ)

7: خیرات دینے والے قبر کی آگ سے محفوظ ہوں گے۔ خیرات قبر کی آگ کو بجھاتی ہے۔ (طبرانی)

8: خیرات مسلمان کی عمر بڑھاتی ہے۔ بُری موت سے محفوظ رکھتی ہے اور خیرات دینے سے انسان میں غرور وفخر پیدا نہیں ہوتا۔ (طبرانی)

9: ایک عورت نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کی کہ اکثر اوقات میرے دروازہ پر فقیر آتا ہے تو میرے پاس کچھ نہیں ہوتا۔ فرمایا اگر کچھ نہ ہو تو صرف بکری کا جلا ہوا ایک کھر ہو تو وہی دے دو۔ (ابن خزیمہ، ترمذی)

مطلب: حقیر سے حقیر چیز بھی ہو تو وہی دے دو۔ سائل کو خالی لوٹانے سے یہ بہتر ہے کہ کچھ نہ کچھ دے دیا جائے۔

10: جو شخص اس طرح چھپا کر خیرات دیتا ہے کہ سیدھے ہاتھ کی اُلٹے ہاتھ کو خبر نہیں ہوتی تو یہ شخص قیامت کے دِن عرشِ الٰہی کے سایہء میں ہوگا۔

(بخاری)

11: صلہء رحمی کرنا عمر بڑھاتا ہے۔ (طبرانی)

مطلب: صلہء رحمی کا مطلب ہے رشتہ داروں اور قرابت داروں سے اچھا سلوک کرنا۔

12: مسکین پر خیرات کا ثواب ایک ہی گنا ہوتا ہے لیکن رشتہ دار کو دینے کا دہرا ثواب ہوتا ہے۔ ایک خیرات کا اور ایک صلہء رحمی ...... (نسائی)

13: مسکین کو کھانا کھلانا رحمت کو واجب کرتا ہے۔ (حاکم)

14 کسی نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ کسی

نے یہ سن کر کہا حیوانات کے ساتھ سلوک کرنے میں بھی اجر ہے حضورﷺ نے فرمایا ہر جاندار کے ساتھ سلوک کرنا اجر ہے۔(بخاری، مسلم)

15: دینے والے کا ہاتھ مانگنے والے کے ہاتھ سے اچھا ہے۔

17: تونگر ہونا کچھ مال پر موقوف نہیں بلکہ تونگری تو دل کی بات ہے۔

(بخاری، مسلم)

تونگری بہ دل است نہ کہ بہ مال

17: ہر قرض خیرات ہے۔(ترمذی)

18: ایک شخص سے مرتے وقت فرشتوں نے دریافت کیا کہ تو نے کوئی نیک کام بھی کیا ہے؟ اُس کہا مجھے یاد نہیں۔ پھر ملائکہ نے کہا یاد کرو شاید کوئی اچھا کام کیا ہو۔ اس نے کہا، میں لوگوں سے لین دین کیا کرتا تھا میں نے اپنے کارندوں کو حکم دے رکھا تھا کہ تنگ دست مقروض کو مہلت دینا اور مال دار مقروض سے سختی نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس بندے سے تم بھی نرمی کرو اور روح قبض کرنے میں سخت برتاؤ نہ کرو۔(بخاری، مسلم)

19: ایک شخص نے آنحضورﷺ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، سائل نے پوچھا اس عمل کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔(بخاری)

20: جنت تلواروں کے سایہء میں ہے۔(مسلم)

21: جہاد میں روپیہ خرچ کرنے والوں کے ایک روپیہ کا ثواب سات سو روپوں کے برابر ہوتا ہے۔(ترمذی)

22: بہتر سے بہتر اور اچھے سے اچھا کھانا ایک انسان کے لئے یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھائے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا کرتے تھے۔(بخاری)

23: ایک صادق اور امانت دار تاجر قیامت میں نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔(ترمذی)

24: تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرض ادا کرنے میں اچھا ہے۔

(بخاری و مسلم)

25: ایک باپ کا اپنے بیٹے پر ادب سکھانے سے بڑھ کر اور کوئی احسان نہیں ہے۔(ترمذی)

26: جو خُدا اور قیامت کے دِن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیئے کہ مہمان کی تعظیم اور عزت کرے۔(بخاری، مسلم)

27: جس کھانے پر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا اس کو شیطان اپنے اوپر حلال کر لیتا ہے۔(مسلم)

28: اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، کسی نے عرض کیا مظلوم کی مدد تو ظاہر ہے لیکن ظالم کی مدد کا کیا مطلب ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظالم کی مدد یہ ہے کہ اس کو ظلم سے روکا جائے۔(بخاری)

29: تم لوگوں کے قصور معاف کرو تاکہ تمہارے قصور معاف کئے جائیں۔

(ابوداؤد)

30: تین باتیں جس شخص میں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر دے گا

(۱) کمزور پر نرمی کرنا۔ (۲) ماں باپ سے شفقت کرنا۔

(۳) غلام پر احسان کرنا۔(ترمذی)

31: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس رزق میں برکت ہو اور اس کی عمر زیادہ ہو تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کیا کرے۔ (مسلم)

32: ایک شخص نے آنحضور ﷺ سے دریافت کیا کہ والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا، وہ دونوں تیرے لئے جنت اور جہنم ہیں۔

(ابن ماجه)

مطلب: یعنی ان کی اطاعت میں جنت اور نافرمانی میں دوزخ ہے۔

33: اللہ کی رضا ماں باپ کی رضا میں اور خُدا کا غصہ ماں باپ کے غصہ میں پوشیدہ ہے۔ (طبرانی)

34: ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ماں باپ کے انتقال کے بعد بھی ان کی کوئی خدمت اولاد کے ذمہ ہے؟ ارشاد فرمایا ہاں نماز پڑھنا، ماں باپ کے لئے استغفار کرنا، اگر انہوں نے کوئی وعدہ کیا ہو تو اس کا پورا کرنا، ماں باپ کے واسطہ سے جن لوگوں کی رشتہ داری ہو ان لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، ماں باپ کے دوستوں کی عزت کرنا، یہ سب باتیں ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کی خدمت میں شامل ہیں۔(طبرانی)

35: کسی مسلمان کی ضرورت کا پورا کرنا دس سال کے اعتکاف سے زیادہ

ثواب رکھتا ہے۔ (طبرانی)

36: کسی ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا بہترین جہاد ہے۔ (ابوداؤد)

37: حُسن خلق ایک بہترین نیکی ہے۔ (مسلم)

38: اللہ تعالیٰ حلیم ہے۔ حلم اور نرمی کو پسند کرتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

39: سچائی دل کا اطمینان ہے۔ (ترمذی)

40: سچ کو اختیار کرو، سچ بولنا نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے جو آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے وہ اللہ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔

(بخاری)

41: حضور ﷺ نے فرمایا لوگو! کیا تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جو نماز، روزہ بلکہ صدقہ کے ثواب سے بھی بہتر ہے لوگوں نے عرض کیا فرمایئے یارسول اللہ حضور ﷺ نے فرمایا مسلمانوں میں باہمی صلح کرا دینے کا ثواب سب سے افضل ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

42: راستے میں پتھروں اور کانٹوں کو ہٹانا صدقہ ہے۔ (بیھقی)

43: جس نے راستے میں کسی تکلیف دہ چیز کو بھی ہٹا دیا اس کے نامہء اعمال میں ایک نیکی لکھی گئی اور جس کی ایک نیکی بھی قبول ہوگئی وہ جنتی ہے۔

(طبرانی)

44: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے ابن آدم! میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہ کی۔ بندہ عرض کرے گا میں تیری عیادت کس طرح کرتا تو پروردگا عالم ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے خبر نہیں وہ فلاں شخص بیمار تھا

اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے وہیں پاتا اسی طرح بھوکے اور پیاسے کے متعلق سوال ہوگا کہ فلاں پیاسا تھا اگر تو اُسے کھلاتا پلاتا تو مجھے وہیں پاتا۔(مسلم)

45: بیماروں کی عیادت کیا کرو، جنازے کے ساتھ جایا کرو، یہ باتیں تمہیں آخرت کی یاد دلایا کریں گی اور ان کاموں سے آخرت کا دھیان زیادہ رہے گا۔(احمد، ابن حبان)

46: جب کوئی تمہارے ساتھ احسان کرے تو تم بھی اُس کے بدلہ میں احسان کیا کرو اگر کچھ دینے کو نہ ہو تو اپنے محسن کے حق میں دعا ہی کرو اور یہ سمجھ لو کہ دعا اس احسان کا بدلہ ہوگیا۔(نسائی)

47: جو غصہ کو روک لیتا ہے اور جو اپنی زبان کو قابو میں رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کو چھپا لیتا ہے۔(طبرانی)

48: حسد سے بچو۔ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑیوں کو جلا دیتی ہے۔(بیہقی)

49۔ جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے وہ دوزخ میں نہ جائے گا اور جس شخص کے دل میں رائی کے برابر بھی غرور ہے وہ جنت میں نہ جائے گا۔(مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

50۔ جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی بات پیدا کی جو دین میں نہیں ہے وہ مردود ہے۔(بخاری و مسلم)

51۔ جس نے علم اس لئے حاصل کیا کہ اس کے ذریعہ سرمایہ داروں تک رسائی ہو اور ان سے دنیا حاصل کی جائے تو قیامت کے روز ایسے شخص

کے نہ فرض قبول ہوں گے اور نہ نفل۔ (ابوداؤد)

52۔ جس عالم سے علم کی کوئی بات دریافت کی گئی یا کوئی مسئلہ پوچھا گیا لیکن اس نے دنیوی مصلحتوں کے پیش نظر اس کو چھپایا تو یہ عالم قیامت میں ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کے منہ میں آگ کی لگام پڑی ہوئی ہوگی۔ (ابن ماجہ، ترمذی)

53۔ قیامت میں سخت ترین عذاب عالم بے عمل کا ہوگا۔ (طبرانی، بیہقی)

54۔ تقدیر کے منکر میری امت کے مجوسی ہیں۔ (مشکوٰۃ)

55۔ جس نے میرے ولی (میرے دوست) سے دشمنی کی اس نے مجھ سے اعلانِ جنگ کر دیا۔ (بخاری)

56۔ انصار کی محبت ایمان کی علامت ہے اور انصار سے دشمنی نفاق کی علامت ہے۔ (بخاری)

57۔ میرے اصحاب کو ہدفِ ملامت نہ بناؤ جس نے ان کو تکلیف دی سو اس نے مجھے تکلیف دی جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ کو تکلیف دی قریب ہے کہ خُدا اُس سے مواخذہ کرے۔ (ترمذی)

58۔ کسی سایہ دار درخت کے نیچے (جہاں لوگ بیٹھ کر گرمی میں آرام حاصل کرتے ہوں) قضائے حاجت کرنے والا یا نجاست ڈالنے والا ملعون ہے۔ (احمد)

59۔ جس نے نماز کو جان بوجھ کر قصداً ترک کیا وہ کفر کے قریب ہوگیا۔ (طبرانی)

60- جو لوگ اپنے مویشیوں کی زکوۃ نہیں دیتے قیامت کے دن ان کے مویشی ان کو کاٹیں اور روندیں گے۔ (مسلم، ترمذی)

61- کنجوس جنت میں نہیں جائے گا۔ (طبرانی)

62- اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے جو شخص اپنے مفلس قرابت داروں کو نہیں دیتا اللہ تعالیٰ ایسے بندہ کی خیرات بھی قبول نہیں کرے گا اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ایسے بندے کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرے گا۔ (نسائی)

63- تین آدمیوں کی نہ فرض نماز قبول ہوتی ہے نہ نوافل قبول ہوتے ہیں۔

(۱) ماں باپ کا نافرمان

(۲) خیرات پر احسان جتانے والا

(۳) تقدیر کا منکر (مستدرک للحاکم)

64- ایک انسان کے گنہگار ہونے کے لئے اتنی ہی بات کافی ہے کہ جس جانور کی غذا اور روزی اس کے ذمے ہے اس کو روک رکھے یعنی نہ اسے خود کھلائے اور نہ اسے کھانے کے لئے آزاد چھوڑے۔

(اصحاب سنن، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ)

65- جو شخص کسی جانور پر رحم نہیں کرتا خدا بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔

(مسلم، ترمذی)

66- قیامت کے دن میں خود تین آدمیوں کے مقابلہ میں مدعی بن کر پیش ہوں گا اور جس کے مقابلے میں میں مدعی بن گیا پھر اس کا جو حشر ہوگا

ظاہر ہے۔ ایک وہ شخص جس نے کسی سے عہد کیا اور پھر عہد کے بعد دھوکہ کیا اور عہد توڑ دیا۔ دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد انسان کو فروخت کیا۔ تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور سے مزدوری کرائی اور جب اس نے کام پورا کر دیا تو اس کو مزدوری نہ دی۔ (بخاری)

67۔ لوگ لمبی لمبی دعائیں مانگتے ہیں حالانکہ ان کی حالت یہ ہے کہ ان کا کھانا حرام ہے اور لباس حرام کا ہے پھر ایسے لوگوں کی دعائیں کیوں کر قبول ہوسکتی ہیں۔ (مسلم، ترمذی)

68۔ جس نے دس درہم کا لباس خریدا لیکن اس میں ایک درہم حرام کی کمائی کا تھا جب تک اس کے بدن پر یہ لباس رہے گا تب تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ (مسند بزاز)

69۔ ایک شخص نے سوکھے گیہوں اوپر رکھ دیئے تھے۔ اور گیلے اندر کر دیئے تھے۔ حضور ﷺ نے ہاتھ سے اٹھا کر دیکھا اور فرمایا جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (مسلم، ابن ماجہ)

70۔ تولنے اور ناپنے میں کمی کرنے والوں کو فرمایا کہ تم ایسا کام کر رہے ہو جس سے پہلی امتیں ہلاک ہو چکی ہیں۔ (ترمذی)

71۔ جو شخص جھوٹی قسمیں کھا کر فروخت کرے گا قیامت میں اللہ تعالیٰ (رحمت کی) اسے ایک نظر بھی نہ دیکھے گا۔ (بخاری)

72۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ہمیشہ کفر اور قرض سے پناہ مانگتے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا دونوں باتیں برابر ہیں فرمایا ہاں دونوں برابر ہیں۔ (حاکم، نسائی)

73۔ جو شخص ادائیگی کی نیت سے قرض لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا قرض ادا کرا دیتا ہے اور قیامت میں اس کے قرض خواہ کو راضی کر لیتا ہے لیکن جو شخص قرض ادا کرنے کی نیت نہیں رکھتا تو قیامت کے دن اس کی نیکیاں اس کے قرض خواہ کو دلوائی جائیں گی۔(طبرانی)

74۔ سرورِ دو عالم ﷺ نے تین بار قسم کھا کر فرمایا کہ جس کی ایذا اور شر سے ہمسائے محفوظ نہیں ہیں وہ مومن نہیں۔ بخاری، مسند احمد)

75۔ جس کے پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہیں وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(مسلم)

76۔ جو شخص خود پیٹ بھر کر سویا لیکن اس کا پڑوسی بھوکا پڑا رہا وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا۔(طبرانی)

77۔ جس نے کسی کی زمین ناحق دبالی اسے قیامت کے دن حکم دیا جائے گا کہ اس زمین کی مٹی میدان حشر میں جمع کرے۔(مسنداحمد، طبرانی)

78۔ حضور ﷺ نے جھوٹی گواہی کو شرک کے ساتھ شمار کیا۔(بخاری، ترمذی)

79۔ سچی گواہی کا چھپانا بھی ایسا ہی ہے جیسے جھوٹی گواہی دینا۔(طبرانی)

80۔ جس نے غیر نسب کا دعویٰ کیا اور اپنے نسب کو چھپایا تو اس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا۔(طبرانی)

81۔ خدا کی بدترین مخلوق چغلوری کرنے والا ہے۔(مسند احمد)

82۔ مسلمان کا خون، اس کی آبرو، اس کا مال دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔

(مسلم، ترمذی)

83۔ بدترین طعام وہ طعام ولیمہ ہے جس میں اغنیاء اور مال دار بلائے جائیں اور غرباء و مساکین دھتکارے جائیں۔ (بخاری)

84۔ جس شخص کے نکاح میں دو عورتیں ہوں اور وہ ان میں مساوات نہ کرے۔ عدل و انصاف سے جی چرائے تو وہ شخص قیامت کے دن اس حالت میں پیش ہوگا کہ اس کا نصف بدن مفلوج ہوگا۔ (ترمذی)

85۔ آدمی (کی ہلاکت) کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ جن کی پرورش اور خبر گیری اس کے ذمہ ہے ان کی خبر نہ لے۔ (ابوداؤد، نسائی)

86۔ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان سے تین دن رات تک ناراض رہے۔ جب تک یہ دونوں علیحدہ رہیں گے حق ان سے جدا رہے گا۔ (مسند احمد، طبرانی، ابن حبان)

87۔ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ کسی کو اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے۔ (بخاری و مسلم)

88۔ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی راہ تک پہنچتی ہے۔ مگر ماں باپ کا نافرمان ایسا بدنصیب ہے کہ وہ اس ہوا سے بھی محروم رہے گا۔ (طبرانی)

89۔ جو شخص خدا کی مخلوق پر رحم نہیں کرتا تو خدا بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔

(مسند احمد)

90۔ بدترین انسانوں میں سب سے بدتر وہ شخص ہے جو لوگوں کی خطاؤں سے درگزر نہیں کرتا۔ معذرت کو قبول نہیں کرتا اور کسی گنہگار کے گناہ معاف نہیں کرتا۔ (طبرانی)

91۔ کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو (ناحق) ڈرائے یا خوف دلائے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

92۔ قاتل کے فرض اور نفل کچھ بھی قبول نہیں ہوتے۔ (ابوداؤد)

93۔ ایک مومن کے ناحق قتل کئے جانے سے خدا کے نزدیک ساری دنیا کو مٹا دینا زیادہ آسان ہے۔ (ابن ماجہ)

94۔ ہر گناہ کے متعلق یہ امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا لیکن کفر وشرک پر مرنا اور کسی بے گناہ مسلمان کو قتل کر دینا یہ دونوں جرم ناقابل معافی ہیں۔ (نسائی)

95۔ جس نے خود اپنی جان کو ہلاک کیا تو قیامت میں اسے یہی عذاب دیا جائے گا کہ اپنی جان کو ہلاک کرتا رہے گا۔ (بخاری و مسلم)

96۔ جہاں کوئی شخص ظلماً قتل کیا جائے تو وہاں اللہ تعالیٰ کی لعنت نازل ہوتی ہے اور پھر اگر کوئی شخص باوجود قدرت اور استطاعت کے مقتول کی مدد نہ کرے تو وہ بھی لعنت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ (طبرانی)

97۔ جو شخص کسی نجوم، کاہن اور فال دیکھنے والے کے پاس آیا اور اس نے اس کی بات کو سچا سمجھا تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (طبرانی)

98۔ جو شخص لوگوں پر والی ہو اس نے لوگوں کو اپنی جان کی طرح عزیز نہ رکھا تو اسے جنت کی خوشبو بھی نہ آئے گی۔ (طبرانی)

99۔ جو راعی اپنی رعایا کے حقوق میں خیانت کرتا ہے تو مرنے کے بعد اس پر

جنت حرام کر دی جائے گی۔ (بخاری و مسلم)

100۔ جو حاکم اور راعی لوگوں کی حاجت، مصیبت اور فقر سے بے پرواہی کرے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت سے بے پرواہی کرے گا۔ (ابو داؤد)

101۔ جو حاکم ضرورت مند کے لئے اپنا دروازہ بند کر لیتا ہے اور رعایا کے دُکھ درد میں شریک نہیں ہوتا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کا دروازہ بند کر دے گا۔ (مسند احمد)

102۔ جو شخص اس بات کی آرزو کرتا ہے کہ لوگ اس کے سامنے ہاتھ باندھے ہوئے کھڑے رہیں یا اس کی تعظیم کریں تو وہ اپنی جگہ جہنم میں بناتا ہے۔

(ابو داؤد)

103۔ منافق کو سید نہ کہو اگر تم نے کسی منافق کو تعظیم کے الفاظ سے یاد کیا تو تم اپنے رب کو خفا کر دیا۔ (ابو داؤد)

104۔ مسلمان تو وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ (کی ایذاؤں) سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ (بخاری، مسلم)

105۔ رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے دونوں پر خدا کی لعنت ہو۔

(ابن ماجہ)

106۔ تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

107۔ مزدور کو مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔

(بخاری، مسلم)

108۔ کسی نیکی کو حقیر نہ جانو۔ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا بھی نیکی ہے۔ (مسلم)

109۔ جو شخص لوگوں (محسنوں) کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ (ترمذی)

110۔ خدا کے نزدیک سب سے پیاری جگہیں مسجدیں ہیں اور سب سے مبغوض جگہیں اس کے نزدیک بازار ہیں۔ (مسلم)

111۔ لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرو۔ تنگی نہ چاہو۔ انہیں مطمئن کرو اور نفرت پیدا نہ کرو۔ (بخاری)

112۔ فتنہ (کی پریشانیوں) میں عبادت کرنا میری طرف (مدینہ میں) ہجرت کرنے کا مرتبہ رکھتی ہے۔ (مسلم)

113۔ جس شخص نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں۔ قیامت کے دن (اس نیک سلوک کے سبب) میں اور وہ شخص اس طرح اکٹھے ہوں گے۔ اس پر جانِ کائنات ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر دکھایا۔ (مسلم)

114۔ ہر مسلمان (مرد و عورت) پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔ (ابن ماجہ)

115۔ خدا کے نزدیک پیارا عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔ (مسلم)

116۔ جس شخص نے عیب دار چیز فروخت کی اور گاہک کو اس کے عیب پر خبردار نہ کیا وہ ہمیشہ خدا کے غضب میں رہے گا۔ (ابن ماجہ)

117۔ طعنے دینے والا، لعن کرنے والا، فحش بکنے والا اور زبان درازی کرنے

والا پورا مومن نہیں ہوتا۔ (ترمذی)

118۔ حلال کی کمائی طلب کرنا فرض ہے بعد فرائض پنجگانہ کے۔ (بیہقی)

119۔ وہ شخص اہل ملت سے نہیں جو لوگوں کو عصبیت (حمایت باطل) کی طرف بلائے اور وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی وجہ سے لڑے اور وہ شخص بھی ہم میں سے نہیں جو عصبیت پر مرے۔ (ابو داؤد)

120۔ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے جب وہ وعدہ کرتا ہے تو پورا نہیں کرتا اور جب اسے (کسی امر میں) امین بنایا جاتا ہے تو خیانت کرتا ہے۔ (بخاری)

121۔ میری اُمت کے فساد (بگاڑ) کے وقت جس شخص نے میری سنت کو مضبوط پکڑا اس کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (مشکوٰۃ)

122۔ جو شخص ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور بڑوں کا ادب نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (ترمذی)

123۔ میں نے تم میں (اے امت) دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان دونوں کو مضبوط پکڑے رکھو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب (قرآن) اور دوسری میرے اہل بیت۔ (مسلم)

124۔ اللہ تمہاری صورتوں اور عملوں کو نہیں دیکھتا (کہ کون حسین اور دکھاوے کے عمل کرتا ہے) بلکہ وہ تمہارے دلوں (کی نیکیوں) اور عملوں (کے خلوص) کو دیکھتا ہے۔ (مسلم)

125۔ تم میں سے کوئی کامل مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ میں (محمد الرسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے نزدیک اس کے ماں باپ ، اس کی اولاد اور سب لوگوں سے پیارا نہ ہو جاؤں۔ (بخاری و مسلم)

126۔ جو (رنج و غم میں) رخساروں کو پیٹے ، گریبان کو پھاڑے اور جاہلیت کی طرح بین کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (بخاری)

127۔ اپنے مُردوں کو برائی سے یاد نہ کرو کیونکہ وہ اپنے کیئے کو پہنچ چکے ہیں۔ (بخاری)

128۔ تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھ کر (اپنے عمل کے ساتھ) اوروں کو سکھایا۔ (بخاری)

129۔ آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو (بغیر تحقیق کے) آگے پہنچا دے۔ (مسلم)

130۔ سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ آدمی اپنی آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انہوں نے نہیں دیکھی۔ یعنی من گھڑت خواب بیان کرنا۔ (بخاری)

131۔ خدا اس پر رحم کرے جو بیچتے ، خریدتے اور قرض کا تقاضا کرتے وقت نرمی اختیار کرتا ہے۔ (بخاری)

132۔ تین اشخاص کی دعا قبول ہے ایک باپ کی دعا اپنے بیٹے کے حق میں دوسرے مظلوم کی دعا اور تیسرے مسافر کی دعا۔ (ابوداؤد)

133۔ وہ مومن نہیں جو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا ہمسایہ بھوکا ہو۔ (طبرانی)

134۔ پہلوان وہ نہیں ہے جو کسی کو پچھاڑ دے۔ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو اپنے قابو میں رکھے۔ (بخاری و مسلم)

135۔ مزدور کو اس کی اجرت طے کئے بغیر کام پر نہ لگایا جائے۔ (بیہقی)

136۔ اگر کسی بستی میں ایک شخص بھی اس حالت میں صبح کرے کہ وہ رات بھر بھوکا رہا ہو تو اس بستی کے رہنے والوں سے خدا کی حفاظت کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ (مسند امام احمد)

137۔ جو امین نہیں اس کا ایمان نہیں جو وعدہ کا پکا نہیں اس کا دین نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

138۔ ان کی طرف دیکھو جو تم سے کمتر ہیں ان کی طرف نہ دیکھو جو برتر ہیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں ملی ہیں وہ حقیر نہ ہونے پائیں۔ (صحیح مسلم)

139۔ اگر تجھ میں چار باتیں ہیں تو موت کے وقت کوئی خوف نہ ہوگا۔

(۱) امانت کی نگہبانی (۲) بات کی سچائی۔

(۳) اخلاق کی خوبی (۴) کھانے میں احتیاط

140۔ ہر دین کا خاص خُلق ہے اسلام کا خُلق ''حیا'' ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

141۔ خود کو حسد سے بچاؤ۔ بیشک حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جیسے سوکھی لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے۔ (ابو داؤد)

142۔ میں بھیجا ہی اس لئے گیا ہوں کہ حسن اخلاق کی تکمیل کروں۔ (موطا امام مالک)

143۔ مخلوق اللہ تعالیٰ کا عیال ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں خلقت میں سب سے پیارا وہ ہے جو اس کے عیال کے لئے بہت اچھا ہے۔ (شعب الایمان)

144۔ اگر پھل خریدو تو پڑوسی کے ہاں ہدیہ بھیجو نہ بھیج سکو تو چھپا کر لاؤ اور کوئی

بچہ پھل لے کر باہر نہ نکلے تا کہ پڑوسی کے بچے کا دل نہ للچائے۔

(کنز الاعمال)

145۔ وہ ہم میں سے نہیں جو چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑے کی تعظیم نہ کرے۔ اور نیکی کا حکم نہ دے اور بدی سے نہ روکے۔

146۔ اولاد کی قدر کرو انہیں حسن ادب سے سجاؤ۔ (سنن ابن ماجہ)

147۔ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی سود لینے والے پر، سود دینے والے پر، اور اس کے گواہ پر اور فرمایا (گناہ میں) سب برابر ہیں۔ (بخاری، مسلم)

148۔ تین خصلتیں مومنانہ اخلاق ہیں۔ غصہ ہو تو غصہ میں ناجائز کام نہ کرے خوش ہو تو خوشی میں حد سے نہ بڑھے قدرت ہو تو طاقت کے نشے میں غیر کی چیز نہ ہتھیائے۔ (مشکوٰۃ)

149۔ جنت میں انانیت پسند، تنگ دل، اجڈ اور بدخو شخص داخل نہ ہو سکے گا۔

(ابو داؤد)

150۔ ظلم قیامت کے دن ظالم کے لئے سخت اندھیرا بنے گا۔ (مشکوٰۃ)

151۔ فحش بات کہنے والا اور فحش بات کی اشاعت کرنے والا یہ دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ (مشکوۃ)

152۔ غیبت زنا سے سخت گناہ ہے۔ (مشکوٰۃ)

153۔ چغل خور جنت میں نہ جائیں گے۔ (بخاری، مسلم)

154۔ تم قیامت کے دن بدترین آدمی اس شخص کو پاؤ گے جو دنیا میں دو چہرے کے ساتھ ملتا تھا کچھ لوگوں سے ایک چہرے کے ساتھ اور دوسرے

لوگوں سے دوسرے چہرے کے ساتھ (یعنی دوُرخا ہوگا۔(بخاری، مسلم)

155۔ منافق کی تین نشانیاں ہیں۔

(۱) جب بات کہے جھوٹ کہے۔

(۲) وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے۔

(۳) اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔(بخاری، مسلم)

156۔ طاقتور درحقیقت وہ شخص نہیں جو کشتی میں دوسروں کو پچھاڑ دیتا ہے بلکہ طاقتور تو درحقیقت وہ ہے جو غصہ کے موقع پر اپنے اُوپر قابو رکھتا ہے۔ یعنی غصہ میں آکر کوئی ایسی حرکت نہیں کرتا جو اللہ اور رسول کو ناپسند ہے۔

(مشکوۃ)

157۔ جس شخص کو نرمی سے محروم کیا جاتا ہے گویا اسے نیکی سے محروم کیا جاتا ہے۔(مشکوۃ)

158۔ تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جن کی عمریں دراز ہیں اور جن کے اخلاق اچھے ہیں۔(مشکوۃ)

159۔ میں اس شخص کے متعلق بتا دوں جس پر دوزخ کی آگ حرام ہے وہ شخص ہے جو نرم مزاج، نرم طبیعت اور نرم خو ہو۔(مشکوۃ)

160۔ بدخلق، بدخو اور سخت گو آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا۔(مشکوۃ)

161۔ حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔(مشکوۃ)

162۔ نیکی حسن خلق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں خلش پیدا کرے اور تو اس امر کو بُرا سمجھے کہ لوگ اس سے واقف ہو جائیں۔(مشکوۃ)

163۔ میں حسن اخلاق کو پورا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔(مشکوۃ)

164۔ ہر دین اور مذہب میں ایک خلق ہے (یعنی ایک بہترین صفت ہے) اور اسلام کا وہ خلق (یعنی صفت) حیا ہے۔(مشکوۃ)

165۔ جس شخص کو نرمی سے حصہ دیا گیا اسے دنیا و آخرت کی بھلائی عطا کی گئی اور جس شخص کو نرمی سے محروم کیا گیا اسے دنیا و آخرت کی بھلائی سے محروم کیا گیا۔(مشکوۃ)

166۔ جن گھر والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نرمی کو پسند کرے اسی کے ذریعے انہیں نفع پہنچاتا ہے اور جن گھر والوں کو نرمی سے محروم رکھے انہیں اسی کے سبب ضرر پہنچاتا ہے۔(مشکوۃ)

167۔ جو شخص اپنے عمل کو شہرت دے یعنی لوگوں کو سنائے کہ اس نے یہ عمل کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ریا کے عمل کو اپنی مخلوق کے کانوں تک پہنچائے گا۔ یعنی اس کی ریاکاری کا اظہار کرے گا اور اسے ذلیل ورسوا کرے گا۔

(مشکوۃ)

168۔ جو چیزیں قیامت کے دِن مومن کے (اعمال کے) ترازو میں رکھی جائیں گی ان میں سب سے وزنی چیز حسن خلق ہے اور اللہ تعالیٰ فحش بکنے والے بیہودہ گو کو اپنا دشمن سمجھتا ہے۔(مشکوۃ)

169۔ مومن اپنی خوش خلقی کے ذریعے رات کو عبادت کرنے والے اور دین کو ہمیشہ روزہ رکھنے والے شخص کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔(مشکوۃ)

170۔ انسان کی برائی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ دین اور دنیا میں اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جائے مگر وہ شخص جسے اللہ محفوظ رکھے۔(مشکوۃ)

171۔ اگر کوئی شخص کسی ایسے پتھر میں کوئی عمل کرے جس میں نہ کوئی دروازہ ہو نہ روشن دان، اس کے عمل کی خبر لوگوں کو ہو جائے گی خواہ وہ عمل کسی قسم کا ہو (مطلب یہ کہ اعمال خیر کو چھپاؤ دکھاتے نہ پھرو۔) (مشکوۃ)

172۔ حیا ور ایمان کو ایک جگہ رکھا گیا ہے (یعنی وہ ایک دوسرے سے وابستہ ہیں) ان میں سے جب ایک کو اٹھایا جاتا ہے تو دوسرا بھی اُٹھالیا جاتا ہے۔(مشکوۃ)

173۔ جس شخص نے دکھانے کو نماز پڑھی اس نے شرک کیا جس نے دکھانے کو روزہ رکھا اس نے شرک کیا جس نے دکھانے کے لئے خیرات کی اس نے شرک کیا۔(مشکوۃ)

174۔ جو شخص قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارے اس کے لئے خدا نے دوزخ کو واجب کر دیا اور جنت اس پر حرام کر دی۔ (مشکوۃ)

175۔ میں تم کو بہترین گواہوں کا پتہ بتا دوں۔ بہترین وہ لوگ ہیں جو دریافت کرنے سے پہلے گواہی دیں اور حق بات کہیں۔(مشکوٰۃ)

176۔ گواہ مدعی کے ذمہ ہے اور قسم اس پر ہے جس کے خلاف دعوی کیا جائے۔(مشکوۃ)

177۔ جو شخص میرے اس منبر کے پاس جھوٹی قسم کھاتا ہے اگرچہ وہ ایک سبز مسواک کے لئے ہی ہو وہ دوزخ کی آگ میں اپنی جگہ تیار کرتا ہے۔

(مشکوۃ)

178 جو شخص کسی ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں اُسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں ڈھونڈے۔(مشکوۃ)

179۔ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ یہ ہیں خدا کے سوا کسی کو شریک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ جھوٹی قسم کھانا اور جس شخص نے مقید ہو کر خدا کی قسم کھائی اور اس میں مچھر کے پر کے برابر بھی جھوٹ بولا تو اس کے دل میں قیامت تک کے لئے ایک داغ لگا دیا جاتا ہے۔ (مشکوۃ)

180۔ اگر تم خدا پر بھروسہ کر لو ایسا بھروسہ جیسا کہ اس کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو روزی دیتا ہے وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کے آتے ہیں۔ (مشکوۃ)

181۔ میری امت میں سے ستر ہزار بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ منتر کرنے والے ہوں گے نہ شگونِ بد لیتے ہوں گے بلکہ وہ صرف اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہوں گے۔ (مشکوۃ)

182۔ تمہارا رب بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں ان پر رات کو مینہ برساؤں جبکہ وہ سوئے ہوں اور دن کا آفتاب نکالوں اور بادل کے گرجنے کی آواز انہیں نہ سناؤں۔ (مشکوۃ)

183۔ مومن کی شان عجیب ہے اس کے تمام کام نیکی کے ہیں اور یہ شان صرف مومن کے ساتھ مخصوص ہے اگر اسے خوشی حاصل ہے خدا کا شکر ادا کرے پس یہ شکر اس کے لئے نیکی ہے اور جب کوئی مصیبت پہنچے تو صبر کرے یہ صبر بھی اس کے لئے نیکی ہے۔ (مشکوۃ)

184۔ انسان کی نیک بختی یہ ہے کہ جو کچھ خدا نے اس کے لئے مقرر کر دیا ہے اس پر راضی رہے اور انسان کی بدبختی یہ ہے کہ جو کچھ اس کے مقدر میں لکھا ہے وہ اس سے غضب ناک اور ناخوش نہ ہو۔ (مشکوۃ)

185۔ اگر آدمی کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں تب بھی وہ تیسرے جنگل کی تلاش کرے گا اور آدمی کے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھرتی مگر (قبر کی) مٹی (یعنی اس کی حرص قبر تک باقی رہتی ہے) اور اللہ تعالیٰ (حرصِ مذموم سے) جس بندے کی توبہ کو چاہے قبول کر لیتا ہے۔ (مشکوۃ)

186۔ امام الانبیاء ﷺ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے کندھے کو پکڑ کر فرمایا تو ''دنیا میں اس طرح رہ گویا تو مسافر ہے اور اپنے آپ کو ان مُردوں میں سے شمار کر جو قبروں کے اندر ہیں''۔ (مشکوۃ)

187۔ یہ آدمی ہے اور یہ اُس کی موت (یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ گدی کے قریب رکھا)۔ (مشکوٰۃ)

188۔ ''لوگوں میں ایک زمانہ آئے گا کہ مال میں جو چیز آدمی کو ملے گی وہ اس کی پرواہ نہ کرے گا کہ یہ حلال ہے یا حرام۔ (آج وہ وقت آچکا ہے ...... ہمارے معاشرے کی اکثریت کا یہی حال ہے......) (مشکوۃ)

189۔ جو چیز تم کھاتے ہو اس میں سب سے بہتر وہ ہے جو تم اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاؤ اور تمہاری اولاد بھی تمہارے کسب میں سے ہے (یعنی اولاد کی کمائی کھانا بھی تمہارے لئے جائز ہے) (مشکوۃ)

190۔ وہ گوشت جس نے حرام سے پرورش پائی ہے جنت میں داخل نہ ہوگا۔ جس گوشت نے حرام (مال) سے نشو ونما حاصل کی ہے وہ دوزخ ہی کے لائق ہے۔ (مشکوۃ)

191۔ جو چیز تجھے شک میں ڈالے اُسے چھوڑ دے اس چیز کی جانب توجہ کر جو تجھے شک میں نہ ڈالے اس لئے کہ حق اور سچائی دل کے لئے اطمینان

بخش چیز ہے اور باطل شک وتردّد کا نتیجہ۔ (مشکوۃ)

192۔ سواری پر سوار سلام کرے پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا سلام کرے بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے آدمی سلام کریں بہت آدمیوں کو۔ (مشکوۃ)

193۔ اللہ کے نزدیک بہتر وہ شخص ہے جو پہلے سلام کرے۔

194۔ مصافحہ کیا کرو کہ اس سے کینہ دُور ہو جاتا ہے اور ہدیہ وتحفہ بھیج دیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے اور دُشمنی جاتی رہتی ہے۔ (مشکوۃ)

195۔ دو بیٹھے ہوئے آدمیوں کے درمیان جدائی ڈالنا (یعنی ان کے درمیان گھس کر بیٹھ جانا) جائز نہیں مگر جب کہ وہ اجازت دیں۔ (مشکوۃ)

196۔ جو شخص (کسی مجلس میں) اپنی جگہ سے اُٹھ کر کہیں چلا جائے اور پھر واپس آئے تو اپنی جگہ کا مستحق وہی شخص ہے۔ (مشکوۃ)

☆ ہمیں مذہبی محافل میں اس حدیث شریف کو لازمی پیش نظر رکھنا چاہیے۔ (مؤلف)

197۔ ہر چیز میں میانہ روی نبیوں کی خصلت (عادات کریمانہ) ہے۔ (ترمذی)

198۔ جو غصّے کے وقت اپنے نفس کا مالک ہو وہ اصل پہلوان ہے۔ (بخاری، مسلم)

199۔ جو عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے بلند کرتا ہے۔ (مشکوۃ)

200۔ لوگوں کے پوشیدہ عیبوں کو نہ تلاش کرو۔ (مسلم، بخاری)

201۔ دھوکا دہی کے لئے کسی چیز کی قیمت بڑھا کر اُسے (اللہ تعالیٰ کو) غضب ناک نہ کرو۔ (بخاری، مسلم)

202۔ جو برائی کسی میں پائی جائے اسے اس کی عدم موجودگی میں کہنا غیبت ہے

اور جو نہ ہو اس کا کہنا بہتان ہے۔ (مسلم)

☆ کاش آج ہم اس بات کا خیال رکھیں تو ہماری بھی آخرت منوّر و تابناک ہو سکتی ہے۔

203۔ بد بخت آدمی کے علاوہ اور کسی کے دل سے رحمت و شفقت سلب نہیں کی جاتی۔ (ترمذی)

204۔ جو امانت دار نہیں، دین دار نہیں۔ یعنی اس شخص کے دین کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔ (مشکوٰۃ)

205 جس کے پاس عہد نہیں اُس کا دین نہیں۔ (مشکوٰۃ)

☆ یہاں وعدہ خلافی کی سخت مذمت بیان کی گئی ہے۔

206۔ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا دوزخ میں نہیں جائے گا۔ (مسلم)

☆ لہٰذا گنہگار مسلمانوں پر تھوک کے حساب سے جہنمی ہونے کا فتوے لگانے والوں کو ہوش کرنا چاہیئے۔

207۔ جس کے دِل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا اسے جنت میں جانا نصیب نہیں ہوگا۔ (مسلم)

☆ اپنے اندر سے تکبر و غرور اور گھمنڈ کے بت کو ریزہ ریزہ کرکے باہر نکال پھینکنا جنت میں جانے کا باعث ہے۔

208۔ سب اولادِ آدم علیہ السلام ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے۔ (ابو داؤد)

☆ لہٰذا کسی انسان کو اپنے سے کم تر نہیں سمجھنا چاہیے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حال و دولت کی فراوانی سے نہیں دولتِ ایمانی سے حاصل ہوتا ہے۔ (مؤلف)

209۔ سخی خُدا سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے۔ لوگوں سے قریب ہے۔ (ترمذی)

210۔ بخیل خُدا سے دُور ہے، جنت سے دُور ہے، لوگوں سے دُور ہے۔ (ترمذی)

☆ **کاش۔** اس پُرفتن دور میں بھی ہم بُخل و کنجوسی سے اجتناب کر کے سخاوت اور کشادہ دلی و کارِ خیر میں معاونت کی راہ اپنا لیں تو سعادت دارین ہمارا مقدر بن جائے۔ اس لئے کہ زندگی کا کوئی ایسا گوشہ باقی نہیں رہا جس کی کامیابی کے لئے رسول اللہ ﷺ نے راہنمائی نہ فرمائی ہو۔ آپ ﷺ نے ہماری کامیابی کے لئے وہ راہیں ہمارے لئے روشن کی ہیں کہ جن پر چل کر ہم بآسانی فلاحِ دارین حاصل کر سکتے ہیں۔

جو نکتہ وروں سے حل نہ ہوا، اور فلسفیوں سے کھل نہ سکا
وہ رازِ اِک کملی والے نے، بتلا دیا چند اشاروں میں

ہمارے کریم آقا ﷺ کی ذات بابرکات ایسی ہے کہ جس کے بارے میں مسلمان ہی نہیں غیر مسلم منصف مزاج مفکرین بھی رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ اگلے صفحات میں قارئین کرام اس بات کا بخوبی اندازہ کر سکیں گے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس
غیر مسلم مفکرین کی نظر میں

مسلمان سیرت نگار تو ہمیشہ سے ہی اپنے کریم آقا جانِ کائنات، امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں تحریراً عقیدتوں اور محبتوں کا نذرانہ اور نعتوں کے گجرے پیش کرتے آئے ہیں مگر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ والا صفات وہ ہے کہ اپنے تو اپنے ہیں بیگانوں نے بھی جب آپ کی سیرتِ پاک ...... شخصیت مبارکہ ...... آفاقی پیغام ہدایت ...... دل کش اندازِ تربیت ...... مصلحانہ تبلیغی فکر ...... انسانیت کے ساتھ ہمدردی ...... غریبوں ...... ناداروں ...... مفلسوں.......... ضعیفوں ...... محکوموں ...... مظلوموں ...... بے سہاروں ...... اور ظلم و بربریت کی چکی میں پسے ہوئے لوگوں کے حقوق کی پاسداری کی صدائے دلنواز سُنی تو وہ بھی آپ کو سلام تہنیت و خراجِ عقیدت ...... پیش کیے بغیر نہ رہ سکے۔ ذیل میں چند غیر مسلم مفکرین کی، جانِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آراء اور اظہارِ خیال بصورتِ تحریر ہدیہ ءقارئین ہے۔

الفضل ما شھدت بہ الاعداء

کمال تو وہی ہے جس کو غیر بھی تسلیم کرلیں۔

کاؤنٹ ٹالسٹائی

اس میں کسی قسم کا شک نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عظیم المرتبت مصلح تھے۔ جنہوں نے انسانوں کی خدمت کی آپ کے لئے یہ فخر کیا کم ہے کہ آپ امت کو نورِ حق کی طرف لے گئے اور اسے اس قابل بنا دیا کہ وہ امن و سلامتی کی دلدادہ ہو جائے ادھر تقویٰ کی زندگی کو ترجیح دینے لگے۔ آپ نے انسانی خونریزی سے منع کیا اس کے لئے حقیقی تہذیب وتمدن کی راہیں کھول دیں اور یہ ایک ایسا عظیم الشان کام ہے جو اس شخص سے انجام پاسکتا ہے جس کے پاس کوئی مخفی قوت ہو اور ایسا شخص یقیناً انعام واکرام اور احترام کا مستحق ہے۔

(حمایت اسلام لاہور 1935)

یہ کتاب (قرآن حکیم) عالم انسانی کے لئے ایک بہترین رہبر ہے اس میں تہذیب ہے شائستگی ہے، تمدن ہے، معاشرت ہے اور اخلاق کی اصلاح کے لئے ہدایت ہے اگر یہ کتاب دنیا کے سامنے نہ ہوتی اور کوئی ریفارمر پیدا نہ ہوتا تو یہ عالم انسانی کی رہنمائی کے لئے کافی تھی ان فائدوں کے ساتھ ہی جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ یہ کتاب ایسے وقت میں دنیا کے سامنے پیش کی گئی جبکہ ہر طرف آتش فساد کے شرارے بلند تھے خونخواری اور ڈاکہ زنی کی تحریک جاری تھی ، اور فحش باتوں سے بالکل پرہیز نہیں کیا جاتا تھا اس کتاب نے تمام گمراہیوں کا خاتمہ کر دیا۔ (دی لائف آف پریلسن)

ڈاکٹر۔ ای۔ فریمن

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے پکے سچے راست باز ریفارمر تھے۔ (معجزات اسلام ص 67)

ڈاکٹر لین پول

اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے نبی نہ ہوتے تو کوئی نبی دنیا میں برحق آیا ہی نہیں۔(ہسٹری آف دی مورش ایمپائر یورپ)

سر ولیم میور

اہل تصنیف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ان کے چال چلن کی عصمت اور ان کے اطوار کی پاکیزگی پر جو اہل مکہ میں کمیاب تھی متفق ہیں۔
(لائف آف محمد)

ڈاکٹر بدھو ویر سنگھ دہلوی

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسی ہستی تھی اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر جن کے عقیدہ کے لحاظ سے حضرت ایک پیغمبر تھے دوسرے لوگوں کے لئے بھی محمد صاحب کی سوانح عمری ایک نہایت ہی دل بڑھانے والی اور سبق آموز ثابت ہوئی۔(رسالہ مولوی دھلوی ربیع الاوّل 1352ھ)

کملا دیوی۔بی اے۔بمبئی

اے عرب کے مہاپرش آپ وہ ہیں جن کی شکتا سے مورتی پوجا مٹ گئی۔ اور ایشور کی بھگتی کا دھیان پیدا ہوا۔ بیشک آپ نے دھرم ہوکوں میں وہ بات پیدا کردی کہ ایک بھی سمے کے اندر وہ جرنیل، کمانڈر اور چیف جسٹس بھی تھے اور آتما کے سدھار کا کام بھی کرتے تھے۔ آپ نے عورت کی مٹی ہوئی عزت کو بچایا اور اس کے حقوق مقرر کئے آپ نے اس دکھ بھری دنیا میں شانتی اور امن کا پرچار کیا

اور امیر و غریب سب کو ایک سبھا میں جمع کیا۔ (الامان دھلی 10 جون 1932)

مہا سندر من موہن

اے عرب کے مہا پرش (عظیم انسان) آپ مہا پر سندر من موہن (بے انتہا خوبصورت) اور میرے دل کے محبوب ہیں۔ جن کی سکشا (ہدایت) سے مورتی پوجا (بت پرستی) مٹ گئی اور ایشور بھگتی (خدا پرستی) کا دھیان پیدا ہوا یہ آپ کی کرپا (مہربانی) تھی کہ عرب دیش کے ظالم اور ڈاکو اعلیٰ درجہ کے مہنت اور سادھو (عابد اور زاہد) بن گئے اب مہا سنور رشی (بہت ہی خوبصورت نبی) میں اسلئے آپ کے نام کی مالا جپتی ہوں کہ آپ نے مٹی ہوئی عورت کو بچا لیا اور اس کے حقوق تسلیم کئے۔ بولو شری محمد کی جے۔(شری متی کملا دیوی بمبئی)

دشوا نرائن

دولت و عزت، جاہ و حشمت کی خواہش سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی بنیاد نہیں ڈالی۔ شاہی ان کے نزدیک ایک حقیر و ذلیل شے تھی۔ تخت شاہی کو آپ ٹھکراتے تھے دینوی و جاہت کے بھوکے نہ تھے۔ ان کی زندگی کا مقصد موت اور حیات اہم رازوں کا پرچار تھا۔(مدینہ جولائی 1932)

لالہ برج موہن سروپ پھینا گر۔ فیروز آبادی

حضرت محمد ﷺ کی زندگی انسانیت کا ایک اعلیٰ ترین نمونہ ہونے کے ساتھ ہی عمل سے مالا مال ہے۔ انہوں نے فرض شناسی اور خدمت انسانی کی زندہ مثال پیش کی انہوں نے 23 سال کے قلیل عرصہ میں بت پرستی، توہم پرستی کو مٹا کر واحدانیت کا سبق پڑھایا۔(بھشوا دھلی ربیع الاوّل 1356)

ڈاکٹر کلارک

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی یہ خوبی ملی ہے کہ اس میں وہ تمام ایسی باتیں موجود ہیں جو دیگر مذاہب میں نہیں پائی جاتیں۔ (میزان التحقیق صفحہ23)

سر ولیم میور

ہم نہایت قومی قیاس سے کہتے ہیں کہ قرآن کی ہر ایک آیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غیر محرف اور صحیح الفاظ میں (لائف آف محمد) ہے تو ضرور ماننا پڑے گا کہ قرآن جیسا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا ہے۔ وہی کا وہی ہے اس میں تورات، انجیل کی طرح تحریف نہیں ہوئی (دیباچہ قرآن انگریز سینڈر) کوئی کتاب بارہ سو برس سے ایسی نہیں کہ اس کی عبارت مدت مدید تک خالص رہی ہو۔ (لائف آف محمد)

مسٹر سٹین لی لین پول

قرآن کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے نازک وقت میں دنیا کے سامنے پیش کیا جبکہ ہر طرف تاریکی اور جہالت کی حکمرانی تھی۔ اخلاق انسانی کا جنازہ نکل چکا تھا بت پرستی کا ہر طرف زور تھا۔ قرآن نے تمام گمراہوں کو مٹایا جن کو دنیا پر چھائے ہوئے مسلسل چھ صدیاں گذر چکی تھیں قرآن نے دنیا کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی علوم حقائق سکھائے ظالموں کو رحمدل اور وحشیوں کو پرہیز گار بنایا اگر یہ کتاب شائع نہ ہوتی تو انسانی اخلاق تباہ ہو جاتا اور دنیا کے باشندے برائے نام انسان رہ جاتے۔ (گائی ڈنسن آف ہولی قرآن)

مسٹر تھامس کارلائل

قرآن ایک آسان اور عام فہم مذہبی کتاب ہے یہ کتاب ایسے وقت دنیا کے سامنے پیش کی گئی جبکہ طرح طرح کی گمراہیاں مغرب سے مشرق اور شمال سے جنوب تک پھیلی ہوئی تھیں۔ انسانیت، شرافت، تہذیب وتمدن کا نام مٹ چکا تھا ہر طرف بے چینی اور بدامنی نظر آتی تھی اور نفس پروری کی ظلمتوں کا طوفان اُمڈ آیا تھا۔ قرآن نے اپنی تعلیمات سے امن وسکون اور محبت کے جذبات پیدا کیے بے حیائی کی ظلمتیں کافور ہوگئیں اور ظلم وستم کا بازار سرد پڑ گیا۔ ہزاروں گمراہ راہ راست پر آگئے اور بے شمار وحشی شائستہ بن گئے اس کتاب نے دنیا کی کایا پلٹ دی اس نے جاہلوں کو عالم، ظالموں کو عادل اور رحمدل اور عیش پرستوں کو پرہیز گار بنا دیا۔ (دی پاپولر ریجن آف دی ورلڈ)

جارج برنارڈ شا

جارج برناڈ شا ایک مقام پر اپنے خیالات کا اظہار یوں کرتے ہیں۔

میں نے ہمیشہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مذہب کو احترام کی نظر سے دیکھا ہے اس کے اندر حیرت انگیز زندگی ہے یہی صرف ایک مذہب ہے جس میں میرے نزدیک بدلتے ہوئے حالات اور زندگی کو اپنے اندر سمجھنے کی ضرورت ہے۔ پھر ہر زمانہ کے لئے پیغام عمل رکھتا ہے دنیا میں اگر کوئی مذہب باقی رہے گا تو صرف اسلام ہے میرا خیال ہے آئندہ دنیا میں مذہب اسلام ہوگا۔ (نوائے وقت 14 اپریل 2001ء)

برطانوی مفکر اور مورخ برنارڈ شا کہتا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ اگر آج دنیا کی قیادت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے کسی آدمی کے ہاتھ میں دیدی جائے تو وہ دنیا کو درپیش تمام مسائل کو حل کرنے میں کامیاب ہو جائے اور اسے امن و سلامتی اور سعادت کا گہوارہ بنا دے۔

برنارڈ شا ایک اور مقام پر لکھتا ہے میں کسی ایسے دین یا اجتماعی نظام کو نہیں جانتا۔ جو اس قسم کے عمدہ قوانین اور تعلیمات پر مشتمل ہو جن پر اسلام مشتمل ہے۔
یہی مستشرق اسلام کے روشن مستقبل کے بارے میں پیش گوئی کرتے ہوئے کہتا ہے۔

برطانیہ اور یورپ تباہی کے جس گڑھے کی طرف جا رہے ہیں اگر اس سے بچنے کے لئے کسی دین کی پیروی کی ضرورت محسوس کریں تو اس غرض کے لئے ان کے سامنے صرف دین اسلام ہوگا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ آئندہ سو سال میں برطانیہ اور یورپ اسلام کے دامن میں پناہ لینے پر مجبور ہو جائیں گے۔

مندرجہ بالا سطور میں ہم نے ان لوگوں کی آراء بیان کی ہیں جو مسلمان نہیں ہیں اسلام کے خلاف فرضی داستانیں وہ بچپن سے سنتے آرہے ہیں لیکن جب انہوں نے اسلام کو آبائے کلیسا کی نظروں سے نہیں بلکہ اپنی آزاد نظروں سے دیکھا تو انہوں نے محسوس کیا کہ اسلام کے متعلق جو تصور بچپن سے ان کے ذہنوں میں راسخ تھی وہ غلط تھی انہوں نے اسلام پیغمبر اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کیا اور اپنے آباؤ اجداد کی روایات سے بغاوت کرتے ہوئے دین اسلام کی خوبیوں کا اعلانیہ اپنی تحریروں میں بیان کیا اور ان لوگوں کی بدنیتی اور علمی خیانت کا پردہ چاک کیا جو صدیوں سے اسلام کے رخ زیبا پر شکوک وشبہات کا غبار ڈالنے میں مصروف

تھے۔ ان کے اس جرأت کے ردعمل کے طور پر ان کو مستشرقین اور آبائے کنیسا کی طرف سے شدید ردعمل کا سامنے کرنا پڑا لیکن انہوں نے کسی چیز کی پرواہ نہیں کی۔

حقیقت یہ ہے کہ ان مستشرقین کے رویے میں جو تبدیلی رونما ہوئی ہے اس میں مسلمانوں کی تبلیغی کوششوں کا دخل نہ ہونے کے برابر ہے ان لوگوں نے مستشرقین کی اسلام دشمن تحریروں کے اندر سے اسلام کی اصلیت کو تلاش کرنے کی خود کوشش کی اور وہ اس میں کافی حد تک کامیاب ہوئے اور اسلام کا حسن اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ ان کے سامنے جلوہ گر ہوگیا۔ اگر علم اور ہدایت ایک ہی چیز کے دو نام ہوتے تو یقیناً یہ جان لینے کے بعد کہ اسلام ایک عظیم انقلابی دین ہے یہ لوگ کلمہ طیبہ پڑھ کر حلقہ اسلام میں شامل ہوجاتے لیکن۔

ایں سعادت بزور بازو نیست　　　　تانہ بخشد خدائے بخشندہ

جن لوگوں نے اسلام دشمن ماحول میں پروش پائی ان کا حلقہ اسلام میں شامل ہوئے بغیر اسلام کی عظمت کا اعتراف کرنا کوئی معمولی بات نہیں یہ قدرت خداوندی کا کرشمہ ہے جس نے کبھی ان تاتاریوں کی تلواروں کو حفاظتِ حرم میں مامور کردیا تھا جنہوں نے ممالک اسلامیہ کی اینٹ سے اینٹ بجائی تھی اسی ذات نے مستشرقین کے ایک طبقے کے قلموں سے اسلام اور پیغمبر اسلام کی تعریف کرائی ہے۔

یہ سب کچھ اسلام کی تعلیمات کی قوت اور کشش کی وجہ سے ہوا اگر امت مسلمہ نے مستشرقین اور دیگر اہل مغرب کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے اپنا دینی اور ملی فریضہ کما حقہ ادا کیا ہوتا تو آج یورپ اور امریکہ کی فضائیں کلمہ توحید کی صداؤں سے گونج رہی ہوتیں۔

ڈنکس بلیک میکڈ ونلڈ

حضرت محمد ﷺ عام طور پر شاعری کے مخالف تھے لیکن حسان بن ثابت

نے اپنی مخصوص شاعری کے ذریعے ان کے نصب العین کو برقرار رکھا اور ان کی شاعری مخالفین رسول کے طنزیہ اور دُشنام آمیز حملوں کا جواب دینے کے لیے خصوصی افادیت کی حامل تھی۔ حضرت محمد ﷺ ان کے لئے منبر لگایا کرتے تھے اور جب حضرت حسان منبر پر کھڑے ہو کر دشمنان اسلام کے خلاف چبھتے ہوئے اشعار کہتے تو حضور ﷺ ان کے قریب کھڑے ہو کر واضح طور پر ان اشعار سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ (ملذهبی رویه اور اسلامی زندگی صفحه18,19شکاگو 1908)

رابرٹ ایل گلگ

روی سلطنت سے وسیع تر حکومت الٰہیہ کے تسلط اسلام کا عروج حضور علیہ السلام کی زندگی اور تعلیم کے ایک اور دلکش پہلو کو پیش کرتا ہے۔

(آنحضرت بطور معلم ص2لاهور 1975)

یہ امر ناقابل تردید ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک ایسا مستحکم نظام جاری کیا تھا جس نے اسلامی کلچر کی نشوونما بے مثال حرکت کا حامل اور للکارنے والی قوت والا حقیقی انقلاب بتایا۔ (حضرت محمد بطور معلم ص5، لاہور 1975)

ایک صدی سے زیادہ عرصہ ہوا کہ پادری جارج بش نے اسلام اور اس کی تاثیر کے بارے میں اپنی کتاب "حیات محمدی" میں یہ کہا تھا محمدن ازم کے عروج ترقی اور دوام کی کوکھ سے جنم لینے والے انقلاب سے بڑھ کر تاریخ میں کوئی ایسا انقلاب نہیں ملتا۔ جس نے مہذب دنیا کی حالت میں بڑی بڑی تبدیلیاں پیدا کی ہوں۔ (حضرت محمد بطور معلم ص7لاهور)

سٹین ووڈ کوب

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے لوگوں کو جو مذہب دیا تھا اس کا

اثر 632ھ میں ان کی وفات کے بعد بھی کم نہ ہوا۔ اس کے برعکس یہ سال بہ سال قرآن کے ذریعے بڑھتا گیا۔ قرآن وہ مقدس کتاب ہے جس کے بارے میں یہ باور کیا جاتا ہے کہ اسے آسمان سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا گیا تھا۔ اگرچہ خلفا آتے جاتے رہے اور فوجی کمانڈر لائق یا نالائق ثابت ہوئے تاہم قرآن کی طاقت نے عربوں کو اپنے مقصد کے ساتھ مخلص رکھا اور وحدت کی اس روح کو برقرار رکھا جس کی بنیادیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈالی تھیں۔

(تھذیب و تمدن میں اسلامی حصہ ص 9 واشنگٹن)

فرینک بلارڈ (ڈی ڈی ایم اے)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح کوئی اور ایسا مذہبی معلم کبھی نہیں گذرا جس کے متعلق اتنی متضاد باتیں بیان کی گئی ہیں ان کے مسلمان ساتھیوں نے جوش وخروش کے ساتھ ان کی طبیعت اور زندگی کے بارے میں بہت زیادہ تعریف کی ہے۔ مگر ان کے عیسائی مخالفوں نے ان کی شدید مذمت کی ہے۔

(اسلام. کیوں نہیں. ص 81 لندن 1919)

قارئین کرام! غیر مسلم مفکرین و مصنفین نے ہی نہیں بلکہ غیر مسلم شعراء نے بھی جب ہمارے کریم آقا جان کائنات ﷺ کی سیرت طیبہ کا درخشندہ پہلوؤں کا نظارہ کیا تو وہ بھی منظوم نذرانہء عقیدت پیش کیے بغیر نہ رہ سکے۔ اگلے صفحات پر ان کا نعتیہ کلام ملاحظہ فرمائیے۔

غیر مسلم شعراء کا جانِ کائنات، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کی بارگاہِ ناز میں نذرانۂ عقیدت

مرحبا سید مکی مدنی العربی

پر تو ذاتِ احد جلوۂ سر عجمی اوکش مہر حقیقت تو جہ عالی نسبی
چہ کنم وصفِ تو اے ہاشمی و مطلبی مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب لقبی

جلوۂ حق چوں شدی اے شۂ والا درجات گشت پیوستہ لبیک آئینہ ذات و صفات
جزابر زخِ کبریٰ سکون وحرکات ماہمہ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات
رحم فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

یا نبی مونسِ جان و دل عشاق توئی خاک راہ تو شوم ہست تمنائے دلی
شاد ہر وقت کند ذکر تو چوں قدسی سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پیئے درماں طلبی
اتنا کرم ہو آنکھ میں آجائے روشنی
کہنا صبا یہ جا کے پیغمبر کے سامنے
سر پر جو ہوان کا دست شفاعت اشیم کے
جس دم کھڑا ہو دارو محشر کے سامنے

(ڈاکٹر بدھ سنگھ اشیم)

مدت سے یہ دل رہتا ہے شیدائے مدینہ
کب مجھ کو خدا دیکھئے دکھلائے مدینہ
اے بادِ صبا کرم کچھ تو ہو ادھر بھی
رہبر بخدا ہو گل رعنائے مدینہ

(بابو طوطا رام اختر رشیدی)

قربان تصور کے ہوتی ہے شب و روز
آنکھوں میں میری صورت زیبائے محمد
کیونکر نہ جہاں میں میرا رتبہ ہو عالی
میں اختر نا چیز ہوں شیدائے محمد

(منشی شواری لال اختر امرتسری)

از خاک عرب تابہ عجم مانتے ہیں
ہاں صاحب الطاف و کرم مانتے ہیں
ہم دیر نشیں بھی ہیں تیرے مدح سرا
راہبر جو تجھے اہل حرم مانتے ہیں

(سیتہ پال اختر رضوانی)

مشکل میں ہے، ہے تو یا رسول مدنی
دکھ درد میں غم خوارِ رسول مدنی
روزِ محشر میں ہنگامۂ شفاعت سب کا
حامی و مددگار رسولِ مدنی

(کنور پرشاد اختر)

کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس نے ذروں کو ملایا اور صحرا کر دیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

(ہری چند اختر)

رہ رہ کر لگا لوں نہ اسے آنکھوں سے میں کیوں
مل جائے اگر خاک پر انوار مدینہ
حاصل ہوئی کونین کی دولت اے اختر
حاصل ہوا جس شخص کو دیدارِ مدینہ

(پنڈت کندن سنگھ اختر)

کیا بگاڑے گا میرا زمانہ کملی والے کی مجھ پر نظر ہے
نعت لکھنی ہے سرکار کی اب کمندر گرچہ بے ہنر ہے

(پروفیسر کمندر کور)

اے پیکرِ خلوص کے حق آخر میں سلام
اے پانے والے ختم رسل کا خدا سے نام
لطف و کرم کی اک نظر اس بے ادب پہ بھی
یہ بھی تیرے دَر کا ہے ادنیٰ سا اک غلام

(نور سراج نرائن شبا ادب ستیاپوری)

تیرے سر آنکھوں پہ قرباں رسول عربی
جان و دل دونوں ہیں قربان رسول عربی

نام ادیب اور بس اتنا ہے تعارف میرا
اک ادنیٰ سا ثناء خواں رسول عربی

(گرمدن لال ادیب لکھنوی)

خدا نے تم کو وہ بخشا ہے اے خیر الوریٰ پایا
رسولوں میں کسی نے مرتبہ ایسا نہیں پایا
شبِ معراج حق سے لامکاں میں جب ہوئی باتیں
خدا جانے خدا نے کیا دیا بندہ نے کیا پایا

(منشی پربھولال گوڑا بمبئی)

نگہبان رہا تو میرا آج تک تیری ذات اقدس کو میرا اسلام
میری دین و دنیا کا والی تو ہی ہے تو ہے آقا میرا میں تیرا غلام

(حکیم ترلوک ساتھ اعظم جلال آبادی)

مرہونِ لطفِ تو مسلماں ہی نہیں
محنت کش کرم ہے خدائی جناب کی
اکمل کہیں مقام ادب ہاتھ سے نہ جائے
توصیف لکھ رہے ہیں رسالت مآب کی

(رام پرتاب اکمل جالندھری)

فرشتوں سے کہیں بڑھ کر ہے رتبہ ذات انسان کا
جو کردارِ محمد دیکھ لو تم کو یقین آئے
رسول پاک نے شرطِ سجود امن میں رکھی
کہ نخوت سر سے رخصت جو سجدے میں جبین آئے

زمانہ زیر شہنشاہ محمد
ہے ارض و سما بارگاہِ محمد
مجازات عالم میں امید رکھو
حقیقت نما ہے نگاہِ محمد

(پنڈت رگوناتھ مہائے ۱۹۱۴)

پہلے مکے میں رہوں پھر مدینے کو جاؤں
کعبے کو دیکھ کر کعبے کا کعبہ دیکھوں
مجھ کو بھی اپنی غلامی کا شرف دو آقا
خاک ساروں میں میرا نام بھی لکھا دیکھوں

(ڈاکٹر انجنا سدھیرا)

جس نے بھی دل سے کی مدحتِ رسول کی
کہو کہ اس کے دل میں ہے محبت رسول کی
دنیا سے مٹ سکے گی نہ گاندھی یہ حشر تک
زندہ رہے گی عظمت و عزت رسول کی

(اندرجیت گاندھی)

بار عصیاں رہے اگر لاکھ میری گردن پر
میں ہوں مداح پیغمبر مجھے پرواہ کیا ہے
مدح کچھ اس کی لکھوں میری یہ طاقت ہے کہاں
میں ہوں ناچیز بشر میرا مرتبہ کیا ہے

(بوٹا رام انند بیسویں صدی)

کھینچ کھینچ کے آرہا ہے زمانہ تیرے حضور
دیکھو تو کس بلا کی رضا بام و در کی ہے
اے روحِ شوق دید کا عالم نہ پوچھیئے
بس ان کو دیکھتے رہیں سودا یہ سر میں ہے

(راجیش کمار اوج)

آج ہے آتش مبارک یوم میلاد نبی
آج پھر سے قلب میں تازہ کریں یاد نبی
سارے عالم سے مٹا کر جہل کی ظلمت کو وہ
روز روشن میں بدل ڈالا اندھیری رات کو

(دیوی دیال آتش بہاول پوری)

آپ کی الفت سند جنت کی ہے
پر سند شاہِ مدینہ چاہیئے
آتشِ دوزخ سے آتش کو بچا
زندگی سکھ سے گذرنا چاہیئے

(ڈاکٹر رمیش پرشاد گرگ آتش)

بدل جائے نظام بزم گیتی آن واحد میں
کوئی ضد پر آجائے دیوانہ محمد کا
بس اے آرزو کیا شرح تفسیر نبوت ہو
محمد سے محمد تک ہے افسانہ محمد کا

(مادھورام آرزو بسانپوری)

خلیق آئے کریم آئے رؤف آئے رحیم آئے
کہا قرآن نے جس کو صاحبِ خلق عظیم آئے
مبارک ہو زمانے کو کہ ختم المرسلین آئے
سحابِ رحم بن کر رحمۃ للعالمین آئے

(جگن ناتھ آزار)

سہارا بے کسوں کا ، بے نواؤں کی نوا ہے وہ
پناہ بے پناہاں درد مندوں کی دوا ہے وہ
شہنشاہ امم ہے تاجدارِ انبیاء ہے وہ
محمد مصطفیٰ سے مجھ کو بھی دل سے عقیدت ہے

(رادھا کرشن آزاد)

مدح حسن مصطفیٰ ہے اک بحر بیکراں
اس کے ساحل تک کوئی شیریں جاں پہنچا نہیں
کیا خطا ایسی ہوئی آنند جو محروم ہے
اب تک ان کے گوش تک شور و فغاں پہنچا نہیں

(پنڈت جگن ناتھ پرشاد آنند)

رہا کرتا ہے اس میں جلوۂ یکتا محمد کا
میر ادل ہے ازل سے بس آئینہ محمد کا
اگر تجھ کو محبت ہے جو تیرا عشق صادق ہے
تو آنکھیں بند کر کے دیکھ لے نقشہ محمد کا

(لال کرشن درس گرگ۔ باغ)

یہ علم ، یہ حکمت ، یہ فراست یہ سخاوت
شہرہ ہے جہاں میں شہء امی لقبی کا
جس نے ہمیں توحید کے اسرار بتائے
اے بحر میں قائل نہ ہوں کیوں ایسے نبی کا

(دیا شنکر بحر لوجی ۹۱۱)

تیرا حسن سیرت جو تحریر کر دے
کہاں سے وہ لاؤں قلم یا محمد
تیرے در پر آپ آگئے برق تو اب
تیرے در پر نکلے گا دم یا محمد

(بھگوان داس برق)

جو محبوب خدا ٹھہرے جو ختم الانبیاء ٹھہرے
وہ میرے پیشوا ٹھہرے وہ میرے دِلرُبا ٹھہرے
مجھے اے برق کیا غم ہے بھلا روزِ قیامت کا
شفاعت کے لئے حامی میرے خیرالوریٰ ٹھہرے

(گنج بہاری لال برق)

واہ کیا آن ہے۔ کیا شان رسول عربی
تم پہ سو جی سے ہوں قربان رسول عربی
یہی بسمل کی تمنا ہے مدینے جا کر
آپ کے در کا بنوں دربان رسول عربی

(لکھ دیو پرشاد بسمل الٰہ آباد)

وہ کلامِ حق ہے جو نکلے لبِ اعجاز سے
ہے وہی منشا خدا کا جو منشائے رسول
پا نہیں سکتے کبھی معراج ہستی کو بسنت
دشمنانِ اہل ِ ایماں اور اعدائے رسول

(بسنت لال بسنت گڑھ مہاراجوی)

عالم پر منکشف ہوئے اسرارِ معرفت
جنبش میں جب آئے لب اظہار مصطفیٰ
مظلوم دے مراد کی امید آخری
دربارِ مصطفیٰ ہے دربارِ مصطفیٰ

(خزاں چند سیم حیرتی ۱۹۸۴)

سوئے ارض محبوب جاؤں گا یارو
میں تقدیر اپنی بناؤں گا یارو
کوئی مجھ کو روکے میری جان لے لے
میں جاؤں گا میں جاؤں گا میں جاؤں گا یارو

(رانا بھگوان داس بھگوان ۱۹۴۴)

تجھ سا دنیا میں نہ میں نے کوئی یکتا دیکھا
ایسا اللہ کے بندوں میں نہ بندہ دیکھا

(سوکن سرن بھوکن)

نبی ہیں ارتقاء کے نور ہم دم
نبی ہیں کبریا کے نور ہم دم

نبی پیغام بر ہے بس احد کا
دل بے تاب میں ہے اس کا صدقہ

(رانا نندے تاب علی پوری)

اے کہ تیری ذات ہے پیدا نشان زندگی
اے کہ تیری زندگی سرِّ نہانِ زندگی
اے کہ تجھ پہ آشکارا رازہائے کائنات
تیری ہستی ابتداء و انتہائے کائنات

(کرپال سنگھ سیدار ۱۹۷۷)

ہوں بہت ہی بے کس پکاروں کس کو اب تیرے سوا
کون سنتا ہے جہاں میں اب غریبوں کی صدا
کس سے جا کر یہ کرے بیولؔ تیرا شکوہ گلہ
تیری خاک پا ہوں مالک بخش دے میری خطا

(منوہر لال آسوجہ بیول سردوی)

مجھ کو دیدار محمد کا جو حاصل ہوتا
پھر جہاں میں نہ کوئی میرے مقابل ہوتا
سامنے حق کے قیامت میں نہ عزت ہوتی
بیرؔ اگر امت احمد میں نہ داخل ہوتا

(پنڈت مہابیر۔ بیر)

جب سے پابند حکم نبی ہوگئے
ہم تو کچھ بھی نہ تھے آدمی ہوگئے

ذرہَ خاک پائے نبی بن کے ہم
اس جہاں کے لئے روشنی ہو گئے

(شیو برن لال ورما)

کیا ٹوٹے ہوئے دل کی صدا لے جاؤں
کیا درد کی تصویر بنا لے جاؤں
دربار محمد میں ہے بے کس کی طلب
ہمیں سوچتا ہوں نذر میں کیا لے جاؤں

(رمیش چند بے کس)

کیوں نہ ہم بھی اس جہاں کا پیشوا مانیں تجھے
کیوں نہ راہِ حق میں اپنا رہنما مانیں تجھے
دیکھنے کو دے کر خدا آنکھیں تو پہچانیں تجھے
حق کی ہے بے کل صدا شمس الضحیٰ مانیں تجھے

(موج گوپی لال امرتسری)

جس دم دبایا مجھ کو گناہوں کے بارنے
میں شافعِ محشر کو لگا پھر پکارنے
حضرت نے آکر مجھ کو سبکدوش کردیا
رحمت بڑی کی شافع روزِ شمار نے
دیکھا ہٹا کے جب محمد کا حسن و نور
محبوب اپنا کر لیا پروردِگار نے

(چوہدری دلورام۔کوثری تخلص حصار)

دنیا کو آ کے تو نے پر نور کر دیا
اور ظلمتوں کو یکسر کافور کردیا
سندر سے کیا رقم ہو وہ شان ہے تمہاری
جس نے گدا گروں کو مخمور کر دیا۔

(شہام سندر۔ سندر ایڈیٹر پارس لاہور)

روشن دلم زجلوۂ روئے محمد است
دل درخیال مدحت خوئے محمد است
ساقی اگر جامہء ہند است برتنم
مگر خاکم مگر زیثرب و کوئے محمد است

(از شنکر لال ساقی)

پہلا نام خدائے دا دوجا نام رسول
پڑھ لے کلمہ نانکا تاہوویں مقبول
ڈٹھا نور محمدی ڈٹھا نبی رسول
نانک قدرت دیکھ کے خودی گئی سب بھول

(گرو نانک صاحب)

مجھے لوگ کہتے ہیں دیوانہ تیرا
کہوں اور کیا ماجرا یا محمد
خدا تیرا عاشق تو عاشق خدا کا
میں تم دونوں پر ہوں فدا یا محمد

خدا کی خدائی میں تجھ سا نہیں
تو یکتا ہے بعد خدا یا محمد
نہیں بادشاہوں کی کچھ مجھ کو پرواہ
تیرے در کا ہوں میں گدا یامحمد

(دلورام۔کوثری)

چاند سورج کو کوئی ہاتھوں میں تھما دے
کونین کی دولت میرے دامن میں چھپا دے
پر کالکا پرشاد سے پوچھو کہ یہ کیا لے؟
تو میں نعلینِ محمد کو یہ آنکھوں سے لگا دے

(کالکاپرشاد)

اتنی سی آرزو ہے بس اے رب دوجہاں
دل میں رہے سحر کے محبت رسول کی

(سندرسنگھ بیدی)

اے محمد تو نے ذلت سے بچایا ہمیں
پریم اور پریت کا راستہ دکھایا ہمیں
اے محمد تیرا نام رہے دنیا میں بلند
چاند سورج کی طرح چمکے زمانے میں سو چند

(ہندی شاعرشری می بوادئی)

توئی جانِ دوعالم نوریزداں یا رسول اللہ
توئی سرِّ وجود عالم مکاں یا رسول اللہ

توئی حسنِ دو عالم جان جاناں یا رسول اللہ
توئی سلطان عالم شاہِ شاہاں یا رسول اللہ
ترا دیدم ترا دیدم، جمالِ کبریا دیدم
عیاں شد حق زعکس روئے تاباں یا رسول اللہ
توئی مطلوب بھگواں اے حبیب رب سبحانی
نگاہِ لطف بہر حال غریباں یارسول اللہ

(رانا بھگوان داس بھگوان)

تصور باندھ کر دل میں تمہارا یا رسول اللہ
خدا کا کر لیا ہم نے نظارا یارسول اللہ
خدا کا وہ نہیں ہوتا خدا اس کا نہیں ہوتا
جسے آتا نہیں ہونا تمہارا یا رسول اللہ
خدا حافظ خدا ناصر سہی لیکن یہ محشر ہے
یہاں تو آپ ہی دیں گے سہارا یارسول اللہ

(چاند بہاری لال ماتھر جے پوری)

کون آیا

جب حسنِ ازل پردۂ امکاں میں آیا
ہر رنگ بہر رنگ ہر اک شان میں آیا
اول وہی ، آخر وہی ، ظاہر وہی ،باطن وہی
مذکور یہی آیت قرآن میں آیا

(سردار گوردت)

295-C کے خلاف کیئے جانے والے پروپیگنڈے

کا مُسکت جواب

آج کل ٹی وی چینلز پر آنے والے چند معترضین اس بات کو مسلسل دہرا رہے ہیں کہ 295c کے غلط استعمال کو روکنے کا کوئی طریقہ موجود نہیں ہے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ عام سادہ ذہن پڑھے لکھے لوگ بھی ان کی اس غیر حقیقی بات کو نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ اپنے حلقوں میں اس کی تائید بھی کرتے ہیں اور افسوس ناک پہلو تو یہ ہے کہ اپنے بہت سے دینی حلقے بھی اس خیانت بھرے جاہلانہ پروپیگنڈے کا شکار ہیں جبکہ قانون نے واضح طور پر تعزیرات پاکستان میں اس شعبہ اعتراض کا مکمل جواب دیا ہے اور پوری طرح سے تدارک کر دیا ہے۔

اس سلسلے میں آپ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 194 کا ملاحظہ کریں جس کے مطابق اگر کوئی شخص کسی آدمی کو ایسے جھوٹے مقدمے میں ملوث کرے اور اس کے خلاف جھوٹی گواہی دے جس کی سزا عمر قید یا موت ہو تو ایسے شخص کو عمر قید کی سزا دی جائے گی۔ اسی شق میں یہ بات بھی موجود ہے کہ اگر کسی شخص پر سزائے موت نافذ ہوگئی اور وہ بے گناہ تھا تو قانون کے مطابق جھوٹی گواہی دینے والے شخص کو بھی سزائے موت دی جائے گی۔

قارئین ! آپ خود فیصلہ کیجئے کہ عمر قید اور سزائے موت سے بڑھ کر کونسی سزا ہوگی جو اس سلسلے میں دی جاسکتی ہے لہٰذا یہ بات واضح ہوگئی کہ 295 سی کے غلط استعمال کو روکنے کے لئے جو قانون موجود ہے وہ نہایت سخت اور کارگر ہے۔

(نذیر احمد غازی ، سابق جج ہائیکورٹ بحوالہ روزنامہ نوائے وقت 24 دسمبر 2010ء)

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو

پاکستان میں اس وقت اہم ترین مسئلہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت ہے۔ گذشتہ چند سالوں سے توہین رسالت کی مغربی مہم نے اب نئے انداز سے اپنی کارروائی کو بڑھاتے ہوئے پاکستانی دانش وروں کو بہت ہی گہری چال میں پھنسا لیا ہے۔ سازش کے اس پیچیدہ جال میں ہمارا میڈیا اور بہت سے دانشور اتنی بری طرح سے پھنس گئے ہیں کہ اب وہ مغربی طاغوت کا ذہن اور زبان استعمال کر رہے ہیں۔ دوسری جانب مذہبی و سیاسی جماعتوں نے حسب سابق احتجاج اور روایتی اظہار بیان کا طریقہ اپنایا ہے۔ مغربی پریس اور مغرب کے زیر اثر ملکی میڈیا احتجاج کو محض جذباتیت قرار دے کر عام سادہ مسلمانوں کو بزعم خویش عقل کا راستہ اختیار کرنے کی تلقین کر رہا ہے۔

توہین رسالت کا مسئلہ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر نہایت دانشمندی اور ملی غیرت کے فکری توازن کی روشنی میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔

بین الاقوامی سطح پر یہودی فکری ، قوت علمی سطح پر اپنے مذموم دل خراش عقائد کو اہل دانش کے ذہن میں اس مکاری سے منتقل کرتی ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی عقائد کے خلاف ایک منظّم فکری طبقہ پیدا ہو جاتا ہے۔

عارضی احتجاج اور روایتی جذباتیت اگرچہ ایک مزاحمتی انداز ہے لیکن دشمن

قوتیں جامع منصوبہ بندی سے کام کرتی ہیں۔ ان کے داخلی اور خارج محاذ اتنے مستحکم ہیں کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب رہتے ہیں، اسی لئے ایک مسلمہ عقیدہ اور مسلمہ فطری قانون کو متنازعہ بنانے میں انہیں زیادہ مشکل پیش نہیں آتی۔

قارئین! مسلمانوں کے بنیادی اور امتیازی عقائد میں جناب رسالت پناہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قلبی اور روحانی تعلق ایک اہم ترین عقیدہ ہے۔ قرآن کی نص قطعی ''النبی اولٰی بالمؤمنین من انفسھم'' کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مومنین کی جانوں سے بھی قریب ترین ہیں، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی الفت و محبت اہل ایمان کی دلوں میں ہر وقت اور ہر جگہ موجود رہتی ہے۔ یہی الفت و محبت ان کے ایمان کا جوہر اور امتیاز ہے۔ مسلمانوں کے کلمے میں بھی جو وجود ان کی زندگی کو دستوری اور معاشرتی ہدایت کا سبق دیتا ہے، وہ حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس و بے عیب ذات ہے اس لئے مسلمان اپنی زندگی، قبر اور حشر میں بھی اس تعلق محبت سے بے نیاز نہیں رہ سکتے اور رسول کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غیر مشروط محبت اور لامحدود وفاداری ان کے عقیدے کی بنیادی ضرورت ہے۔ قبر اور حشر کے مراحل تو تب پیش آتے ہیں جب بدن سے روح جدا ہو جائے اور بدن پر موت وارد ہو جائے۔ یعنی کوئی مسلمان اپنی جان سے گذر جائے وہ جان سے گذر کر قبر اور حشر کے مراحل تک تو پہنچ جاتا ہے لیکن الفت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جان سے بھی قریب ترین تعلق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقیدہ ختم نہیں ہوتا۔

دیگر مذاہب کے پیروکاروں کا عقیدہ بھی اپنے انبیاء کے بارے میں اسی طرح کا ہے لہٰذا ایمان اور محبت کو زندگی پر فوقیت حاصل ہے۔ ایمان اور قلبی جذباتیت ایک فطری حقیقت ہے۔ ماں بچے کو بچانے کے لئے اپنی زندگی کی پروا

نہیں کرتی۔ یہ جبلت ہے کہ کوئی جاندار اپنے بچے کی حفاظت کے لئے آمادہ بہ جنگ ہوجاتا ہے۔ امریکہ کا خیال ہے کہ 9/11 حملوں میں نہ صرف اس کے شہریوں کی جانیں تلف ہوئی ہیں بلکہ اس کی ریاست کی توہین بھی ہوئی ہے، اس لئے اس نے گذشتہ کئی سالوں سے قاتل کی تلاش میں کئی ہزار افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ امریکہ کو شک تھا کہ عراق میں اس کے خلاف اسلحہ جمع کیا جا رہا ہے۔ اس نے محض شک کی بنیاد پر کئی لاکھ افراد کو قتل کر دیا ہے۔ اب مقام غور یہ ہے کہ امریکہ نے اپنی مادی زندگی اور مصنوعی ملی عزت و وقار کی خاطر انسانی جانوں کو جس طرح گاجر مولی سمجھ کر قتل کیا ہے کیا وہ اس فعل میں حق بجانب ہے۔ ان کی دلیل یہی ہوگی کہ ہمارے شہریوں کی جان بہت قیمتی تھی اور اس سے بڑھ کر ہمارا ملی وقار برباد ہوا۔ امریکہ ایک خطہ زمین اور اس کے باشندے دنیا کی آبادی میں محض چند فیصد، جبکہ مسلمان تقریباً ڈیڑھ ارب ہیں اور دنیا کا ہر خطہ ان کا وطن ہے اس لحاظ سے ان کے حقوق کا معاملہ بھی نہایت ہی اہم ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک ان کے عقائد کو ان کی مادی زندگی پر برتری اور ترجیح حاصل ہے، اس لئے ان کے عقائد کا تحفظ انسانی حقوق کے لئے اولین اور اہم دائرے میں آتا ہے۔ مسلمانوں نے ہر دور میں اپنے عقائد کا تحفظ آئینی اور قانونی ضابطوں کے تحت کیا جا رہا ہے۔ یہ ایک طویل اور وقت طلب موضوع ہے لیکن جب لوگ از خود آئین اور قانون کو مردہ سمجھ کر کھلی جارحیت پر اتر آئیں تو اہل دانش جواب دیں کہ فطری کونسا راستہ فراہم کرتی ہے؟ جذباتیت اور عقل کا توازن بہر حال ایک محفوظ راستہ ہے۔ اس محفوظ راستے کو چھوڑ کر اگر کوئی فرد یا طبقہ اپنے لئے نئے راستے تلاش کرتا ہے تو یقیناً ایک فطری اور معاشرتی شدید ناہمواری جنم لے گی۔

ہم پاکستان کی ریاستی اور آئینی حیثیتوں سے بھی ذرا دیر کے لئے اگر

صرف نظر کریں تو تب بھی انسانی حقوق کا مسئلہ کسی بھی بین الاقوامی پہلو سے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ کسی بھی شخص اور معاشرے کی زندگی اور اس کی عزت نفس کا احترام اس کے داخلی اور مروجہ طریقوں سے کیا جانا نہایت ضروری ہے۔ ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی زندگی اور عزت نفس جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وحرمت سے وابستہ ہے۔ یہاں پر بین الاقوامی معاشرتی اخلاقیات کے تقاضے یہی تلقین کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے جذبات کا احترام نہایت ضروری ہے اور اگر کوئی فرد یا معاشرہ اس احترام کو پیش نظر نہیں رکھتا تو پھر معاشرتی بے چینی اور شدید بے چینی جو بالآخر تصادم کی طرف بڑھتی ہے۔ وہ کسی بھی سطح کی معاشرت کے لئے نقصان دہ ہے اسی لئے پاکستان میں اسی بنیادی فکر کو مدنظر رکھتے ہوئے قانونی ضابطہ 295 سی مرتب ہوا اس ضابطہ قانون میں کسی بھی اقلیت کی جان، مال، عزت اور عقیدہ قطعاً متاثر نہیں ہوتا، یہ ضابطہ معاشرے کو اعتدال کی راہ پر گامزن رکھتا ہے۔

1986ء میں یہ قانون بنایا گیا جو کوئی شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے۔ (چاہے وہ گستاخی بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ) اس شخص کو عمر قید یا موت کی سزا دی جائے گی۔ پھر 30 اکتوبر 1990ء کو وفاقی شرعی عدالت کے فل بنچ نے کئی مہینوں تک وکلاء اور ماہرین اسلامی قانون کو سننے کے بعد یہ فیصلہ دیا کہ گستاخ رسول کی سزا صرف موت ہے۔ اس لئے عمر قید کے لفظ حذف کر دیئے جائیں۔ پھر اگلہ مرحلہ یہ پیش آیا کہ 1994ء میں ایک مقدمے کے سلسلہ میں لاہور ہائیکورٹ کے فل بنچ نے بھی اس قانونی دفعہ کو جائز قرار دیا اور کہا کہ اس دفعہ کے الفاظ آئین پاکستان سے قطعاً متصادم نہیں ہیں۔ خاص طور پر جسٹس میاں نذیر اختر نے ایک نوٹ لکھا۔ جس میں انہوں نے یہ وضاحت کی کہ

"اگر اس قانون کو ختم کر دیا جائے تو پھر توہین رسالت کے ملزمان کو لوگ موقع پر ہی کیفر کردار تک پہنچا دیں گے اور یہی طریقہ قدیم سے رائج ہے۔"

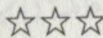
قارئین کی سہولت اور اصل فیصلے تک رسائی کے لیے اصل عبارت دی جا رہی ہے۔

if the provisions of section 295c of the PPC are repealed or declared to be ultra vires to constitution, the time old method of doing away with the culprits at the spotwould stand revived.

ہمارے رے اہل دانش اس ایمانی حقیقت کو کیوں پس پشت ڈالتے ہیں کہ مسلمانوں کی ایمانی حقیقت کا وجود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی محبت سے وابستہ ہے۔

بقول ظفر علی خان مرحوم......

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہی تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی تو ہو



گستاخان وشاتمین رسول کی فہرست

اب آپ ان گستاخ وشاتم افراد کی ایک فہرست ملاحظہ فرمائیں جو چودہ صدیوں پر محیط ہے۔ اور یہ لوگ گستاخی رسول کا ارتکاب کرنے کے علاوہ اپنی نجی اور ذاتی زندگی میں معاشرے کے لئے ناسور تھے۔ جن کی تلافی معاشرتی زندگی کے تحفظ کے لئے از بس ضروری تھی۔ گویا ابی بن خلف کو نبی کریم ﷺ نے خود 3ھ میں جہنم رسید کیا جبکہ بشر منافق کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے۔ عقبہ بن ابی معیط کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے 2ھ میں قتل کیا۔

یونہی اروہ کا فرشتے نے گلا گھونٹ دیا۔ عتبہ بن ابولہب کو شیر نے چیر ڈالا۔ ابوجہل کو 2ھ میں ننھے مجاہدوں معاذ ومعوذ رضی اللہ عنہما نے قتل کیا۔ 2ھ میں ولید بن مغیرہ مخذومی کی بدر میں ایک مسلمان کی تلوار سے ناک کٹ گئی۔ امیہ بن خلف کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ 2ھ میں نضر بن حارث کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے۔ 3ھ میں عصماء (یہودی عورت) کو نابینا صحابی عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے۔ 3ھ میں ابوعفک کو حضرت سالم بن عمر رضی اللہ عنہ نے۔

☆ ...... 3ہجری میں ابورافع کو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے۔

☆ ...... 3ھ کو ابوعزہ جمعی کو حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے۔

☆ ...... 8ھ میں حارث بن طلال کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے۔

☆ ...... 8ھ میں ابن خطل کو حضرت ابوبرز رضی اللہ عنہ نے۔

☆ ...... 8ھ میں حویرث بن نقید کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے۔

☆ ...... 8ھ میں قریبہ (گستاخ باندی) فتح مکہ کے موقع پر قتل ہوئی۔

☆ ...... 8ھ میں ارنب (گستاخ باندی) فتح مکہ موقع پر قتل ہوئی۔

☆ ...... 8ھ میں ایک نامعلوم گستاخ کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔

☆ ...... مالک بن نویرہ کو حضرت خالد بن ولید نے قتل کیا۔ ایک گستاخ عورت کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گورنر نے دانت اکھاڑ دیئے۔ ایک گستاخ شخص کو خلیفہ ہادی نے قتل کروایا۔ ریجی فالڈ (عیسائی ٹورنر) کو سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے قتل کیا۔

☆ ...... 577ھ میں دو گستاخ عیسائی نوجوانوں کو سلطان نور الدین زنگی نے قتل کروایا۔ ابراہیم فرازی کو قاضی ابن عمرو کے حکم پر قتل کیا گیا۔

☆ ...... 859 عیسوی میں یولوجیئس پادری کو فرزند عبدالرحمٰن حاکم اندلس نے اور فلولا (عیسائی عورت) کو حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا۔

☆ ...... 851 عیسوی ہی کا واقعہ ہے۔ اسی طرح 851 عیسوی میں میری (عیسائی عورت) کو حاکم اندلس عبدالرحمٰن نے قتل کروایا۔

☆ ...... 851 عیسوی میں گستاخ رسول اسحاق پادری، سانکو پادری جرمیاس پادری جانتبوس پادری، سیی نند پادری، پولوس پادری، تھیوڈو میر پادری۔

لبرل اور سیکولر ذہنیت کے مالک پیادے

نوید مسعود ہاشمی کے کالم سے اقتباس ہدیہء قارئین ہے۔

لبرل اور سیکولر "پیادے" کتنے احمق ہیں کہ جو کھیلنے کو چاند مانگتے ہیں۔ ان کی چاہت ہے کہ وہ قانون توہین رسالت پر نجی چینلز کے سٹوڈیوز سمیت چوکوں اور چوراہوں پر اپنے تبصرے کریں مگر انہیں روکنے ٹوکنے والا کوئی نہ ہو...... وہ اپنے آپ کو کبھی ماڈریٹ اور کبھی روشن خیال کہلواتے ہیں...... اور یہ وہ بدبودار اصطلاحات ہیں کہ جو انہوں نے مغرب کے بردہ فروشوں سے مستعار لے رکھی ہیں...... نجی چینلز کے سٹوڈیوز میں بیٹھ کر جب وہ قانون توہین رسالت ﷺ پر لپک، لپک کر حملہ آور ہونے کی کوشش کرتے ہیں تو صاحب بصیرت ناظرین کو ان کے زہریلے لہجوں اور زہرناک جملوں سے گھن آتی ہے.......... سیکولر پیادے یہ تو مانتے ہیں کہ پارلیمنٹ ہو، سینٹ ہو یا ایوان اقتدار کی غلام گردشیں.......... ان کی بات کو وہاں تو سنا جاتا ہے......

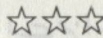
لیکن لمحہ فکریہ ہے: نجانے پاکستان کے 17 کروڑ مسلمان ان کی باتوں کو متعفن اور بدبودار کیوں قرار دیتے ہیں......؟ پاکستان کے مسلمان علماء کرام کے فتوؤں کو حیثیت کیوں دیتے ہیں؟ غیر ملکی دولت کے بل بوتے پر وہ میڈیا کے ذریعے عوام کے ذہنوں پر اثر انداز ہونے کے لئے قانون توہین رسالت کے خلاف وہ رات دن پروپیگنڈا کرنے میں مصروف رہتے ہیں...... لیکن پاکستان کے مسلمان ہیں

کہ ان سیکولر ''پیادوں'' کے پروپیگنڈے کو خاطر میں لانے کے لیے ہی تیار نہیں ہیں ......لبرل اور سیکولر پیادے ...... چیخ و پکار کر رہے ہیں، شوروغوغا اور واویلا مچا رہے ہیں ...... دہائیاں دے رہے ہیں ...... کہ اگر قانون توہین رسالت میں ترمیم یا اس کا خاتمہ نہ کیا گیا تو پاکستان پر مذہب پرستوں کا قبضہ ہو جائے گا ...... وہ کہتے ہیں کہ یہ جماعتیں خالصتاً مذہبی ہوں یا پھر مذہبی سیاسی ...... یہ سب دقیانوسی ہیں ...... اور ان کے کارکنان بھی مذہبی جنونی ہیں ...... یہ ''سیکولر جنونی'' پہلے صرف ''دیو بندیوں'' کے خلاف دانت نکوسا کرتے تھے ...... اور کہا کرتے تھے کہ ایک خاص مکتبہ فکر کے لوگ ملک میں جہادی فلسفے کو پروان چڑھاتے ہیں ...... لیکن گورنر سلمان تاثیر کے قتل کے بعد وہ بریلویوں کے خلاف بھی چڑھ دوڑے ہیں ......اب تو پیپلز پارٹی کی فوزیہ وہاب نے اسمبلی کے فلور پر کہہ دیا ہے کہ ''ڈاکٹر عافیہ صدیقی کی طرح ...... آسیہ مسیح بھی قوم کی بیٹی ہے ...... اور تمام روشن خیال قوتوں کو یہ کہنے کے لئے اکٹھا ہونا پڑے گا کہ پاکستان روشن خیال ملک ہے'' ...... ہفتے کے دن میں کراچی میں اپنے دوست محمد نسیم عباسی کے ہاں موجود تھا ...... نسیم عباسی نے مجھے لجاجت بھرے لہجے میں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ''آسیہ مسیح اور فوزیہ بی بی کا موازنہ تو ہوسکتا ہے کیونکہ آسیہ مسیح کی طرح فوزیہ بی بی بھی نام نہاد روشن خیال ہیں ...... لیکن ڈاکٹر عافیہ صدیقی اور آسیہ مسیح کا موازنہ اور آسیہ مسیح موازنہ کس کھاتے میں؟

کیا فوزیہ وہاب نہیں جانتی کہ ڈاکٹر عافیہ صدیقی پاکستان کی وہ پاکباز بیٹی تھی کہ جس نے یہ ساری قید وبند کی صعوبتیں مذہب اسلام کی سچی پیروکار ہونے کی حیثیت سے برداشت کیں ہیں ......ڈاکٹر عافیہ صدیقی وہ عفت مآب خاتون ہے کہ جن کی رہائی کے لئے پاکستان کے 17 کروڑ عوام سڑکوں پر نکلے، ڈاکٹر عافیہ صدیقی وہ پاکباز بیٹی ہے کہ جس نے امریکہ کی عدالتوں میں امریکی وحشت و

جنونیت کا پردہ چاک کر کے امریکی فرعونیت کا غرور خاک میں ملا دیا ۔ .... دیوالیہ پن کا جنازہ نکال کر رکھ دیا .... ڈاکٹر عافیہ نے امریکہ کے صلیبی فوجیوں کے تمام تر ظالمانہ ہتھکنڈے سہہ کر بھی .... دجل اور فریب کا نشانہ بن کر بھی صلیب یا عیسائی مذہب کے خلاف ایک جملہ بھی نہ کہا ہاں وہ اپنے اسلام پر تو فخر کرتی رہی .... رسول رحمت ﷺ سے بے انتہا عشق و محبت کا اظہار ضرور کرتی رہی .... یہی وجہ ہے کہ پاکستانی قوم کی پاکباز بیٹی کو جواب میں آقاء دوجہان سید دو عالم ﷺ کی زیارت بھی نصیب ہوئی .... اور وہ امریکی جیل میں رہ کر بھی اپنی قسمت پر نازاں اور فرحاں ہے .... جبکہ آسیہ مسیح وہ ہے کہ جس نے شیخوپورہ کے گاؤں ''اٹاں والی'' میں کئی لوگوں کے سامنے جان دوعالم ﷺ کی شان اقدس میں نہ صرف یہ کہ گستاخانہ اور نازیبا جملے کہے .... بلکہ پھر ان جملوں پر ڈٹی بھی رہی .... اس کے خلاف مقدمہ درج ہوا پھر کئی ماہ تک عدالت میں اس کے خلاف کیس کی سماعت جاری رہی .... ایس پی کی سطح کے ایک آفیسر نے اس کے کیس کی غیر جانبدارانہ اور شفاف انکوائری میں یہ ثابت کیا کہ آسیہ مسیح حقیقتاً گستاخ رسول ہے .... پھر ایک معزز جج نے کئی ماہ کی سماعت کے دوران دونوں طرف کے وکلاء صاحبان کے بیانات سننے اور مکمل ثبوتوں اور گواہوں کے بعد توہین رسالت کا مجرم قرار دیتے ہوئے آئین و قانون کے مطابق اسے سزا سنا ڈالی .... کہاں ڈاکٹر عافیہ صدیقی جیسی عظیم عاشق رسول ﷺ اور کہاں آسیہ جیسی گستاخ رسول ﷺ ...... پیپلز پارٹی کی ترجمان فوزیہ وہاب خدا کا خوف کریں توہین رسالت ﷺ کے جرم میں سزا پانے والی ایک گستاخ رسول ﷺ کو عاشق رسول ﷺ ڈاکٹر عافیہ صدیقی کے ہم پلہ قرار دے کر کروڑوں مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے کی کوشش مت کریں۔

گزشتہ ہفتے لاہور کے جی پی او چوک میں عاصمہ جہانگیر نے اقلیتوں کے جلوس سے خطاب کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر ''مولوی باز نہ آئے تو پھر ان کی زبانوں کو گدی سے کھینچ لیا جائے'' ....سوال یہ ہے کہ آخر مٹھی بھر گمراہ لوگوں کا یہ گروہ پاکستان کے عوام سے چاہتا کیا ہے؟ حالانکہ ہر ذی شعور انسان کے علم میں ہے کہ پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ملک ہے.........جس کے آئین میں درج ہے کہ ملک میں کوئی قانون بھی قرآن و سنت کے منافی نہیں بن سکتا ،98فیصد مسلمانوں کے ملک پاکستان کی عوام پر اپنی گمراہی مسلط کرنے کی کوششیں کرنے والے سیکولر پیادے ہی دراصل پاکستان میں فتنہ وفساد پھیلانے کا سبب بنتے ہیں .... یہ بات یاد کرنے کے قابل ہے کہ این جی اوز، لبرل اور سیکولر جنونی کہ جو قانون توہین رسالت کو ختم کروانے کے غیر ملکی ایجنڈے کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہیں اس کی وجہ نہ تو ان کی اقلیتوں سے محبت ہے اور نہ ان کا اقلیتوں کے مفادات سے کوئی تعلق .... بلکہ ''جنونیوں'' کا یہ گروہ صرف ڈالروں اور پاونڈز کے حصول کے لیے امریکہ اور اسرائیل کی چاکری کے فرائض سرانجام دینے میں مصروف ہے .... ان سیکولز جنونیوں سے کوئی پوچھے کہ قانون توہین رسالت کی وجہ سے آج تک عیسائیوں، ہندوؤں یا دیگر اقلیتوں میں سے کتنے افراد کو سزائے موت کے مراحل سے گذرنا پڑا؟ ....



قانون ناموسِ رسالت کے خلاف پروپیگنڈہ غلط ہے

یہ بات ریکارڈ کا حصہ ہے کہ گذشتہ 23 برسوں میں قانون توہین رسالت ﷺ کے تحت ملکی عدالتوں تک 964 مقدمات پہنچے.......... جن میں سے 479 مقدمات نام نہاد مسلمانوں کے خلاف درج ہوئے .... 340 قادیانیوں کے خلاف.......... 119 عیسائیوں چودہ ہندوؤں کے خلاف اور 12 مقدمات دیگرز کے خلاف رجسٹرڈ ہوئے .... لیکن ان 964 میں سے کسی ایک کو بھی پھانسی کے پھندے تک نہیں پہنچنا پڑا۔

.... این جی اوز مارکہ سیکولر ''پیادے'' پاکستان کے غیور مسلمانوں کی رسول رحمت ﷺ سے غیر مشروط اور لامحدود محبت دیکھ کر انہیں کبھی جہالت کے طعنے مارتے ہیں..... اور کبھی وحشی اور گنوار قرار دیتے ہیں .... ان انگلش زدہ گمراہ جنونیوں کو کوئی بتائے کہ جیسے شیطان کو اس کے علم پر تکبر نے تباہ کیا تھا ویسے ہی انگلش زدہ مغربی معاشرے نے تمہاری آنکھوں پہ پردہ اور دلوں پر جہالت اور گمراہی کی مہریں ثبت کر رکھی ہیں .... قانون توہین رسالت کا تعلق آقا مولیٰ ﷺ کے تقدس سے ہے.......... اور آقا مولیٰ ﷺ کی عظمت تو یہ ہے کہ ان پر خود خالق کائنات اور آسمان کے فرشتے درود وسلام کی سوغات بھیجتے ہیں ....

جس پر اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجیں .... اس کے تقدس والے قانون پر سیکولرازم کے جوہڑ کے مینڈکوں کو ٹرٹرانے کی اجازت کس نے دی ہے؟

(روزنامہ اوصاف. مورخہ 13 جنوری 2011ء ، بشکریہ نوید مسعود ہاشمی)

کہو یہ جلنے والوں سے مرو گے یونہی جل جل کر
درودوں کی بجلیاں تم پر گرانا ہم نہ چھوڑیں گے

پاک و ہند کے چند شہیدانِ ناموسِ رسالت

اگر میں مقالہ کے اختتام پر ان رفیع الشان اور عظیم المقام شہیدانِ ناموسِ رسالت اور سرفروشانِ عزت رسول ﷺ کا اختصار کے ساتھ ذکرِ خیر نہ کروں تو یہ بڑی ستم ظریفی ہوگی اور نہ ہی اپنے مضمون سے میں انصاف کرسکوں گا...... کیونکہ ان کے بغیر تاریخ عشقِ رسول ﷺ نامکمل ہے......اور وہ عشق رسول کریم ﷺ کا ایک روشن باب ہیں...... وہ اعلیٰ تعلیمی درسگاہوں سے نا آشنا...... علم و حکمت کے رموز سے بے بہرہ تحقیق انیق کے باریک نکتوں سے ناواقف ...... پیچیدہ علمی موشگافیوں سے یکسر دُور...... گوشہء گمنامی میں پڑے ہوئے تھے مگر عزت ناموسِ مصطفیٰ کریم ﷺ پر قربان ہوکر زندہ جاوید ہوگئے......اور موت ان کے لئے مسیحا بن گئی اوران کی روحیں آج بھی پکار رہی ہیں۔

ے جب تک بکے نہ تھے تو کوئی پوچھتا نہ تھا
سرکار ﷺ نے خرید کر انمول کر دیا

غازی خدا بخش:

یہ مرد مجاہد اندرون یکی گیٹ لاہور کا رہنے والا تھا اور اس کا تعلق معروف کشمیری خاندان سے تھا اس نے گستاخ رسول ملعون راج پال پر تیز دھار چاقو سے حملہ کرکے اسے مضروب کر دیا تھا اس نے بھاگ کر جان بچائی اس جرم کی پاداش میں غازی خدا بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو معیادِ قید کے اختتام پر پانچ پانچ ہزار کی

تین ضمانتیں حفظ امن کے لئے داخل کرنے کا حکم دیا گیا۔

اس واقعہ کے چند دن بعد ایک اور مرد مجاہد غازی عبدالعزیز نے بھی اس ملعون پر حملہ کیا۔

غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ:

یہ مرد مجاہد محنت کش نجار ''طالع مند'' کا بیٹا تھا اس نے جب راج پال ملعون کے بارے میں سُنا کہ اس نے ایک کتاب لکھ کر ہمارے نبی کریم ﷺ کی توہین کی ہے تو انہوں نے اسے واصل جہنم کرنے کا کارِنمایاں سرانجام دیا۔ اور انگریزوں نے قتل کے جرم میں آپ کو پھانسی دی علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستیوں نے آپ کے مقدر پر رشک کیا دنیا جب کبھی عشقِ رسول ﷺ کی تاریخ دہراتی رہے گی تو اس عاشق صادق کو بھی ضرور یاد کرے گی۔

صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی نے بڑے اچھے انداز میں غازی صاحب کو نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے۔ میں خود کچھ لکھنے کے بجائے ان کی ایک تحریر کا اقتباس ہدیۂ قارئین کرنا چاہوں گا۔

علامہ اقبال رحمہ اللہ کا ایک مصرع ہے:

طے شود جادۂ صد سالہ بآہے گاہے

یعنی بعض اوقات ایک آہ کے فاصلے پر منزل ہوتی ہے یا لمحے بھر میں سو سال کا سفر طے ہوجاتا ہے، یہ مصرع زبان پر آتے ہی ذہن بے اختیار شہیدِ ناموسِ نبی ﷺ غازی علم الدین کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، اس نے صدیوں کا سفر اس تیزی اور کامیابی سے طے کیا کہ اربابِ زہد وتقویٰ اور اصحابِ منبر ومحراب بس دیکھتے ہی رہ گئے۔ اس نے ایک قدم انارکلی ہسپتال روڈ پر اٹھایا اور دوسرے

قدم پر جنت الفردوس میں پہنچ گیا۔

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

اسی جنت کی تلاش میں زاہدوں اور عابدوں کے نجانے کتنے قافلے سرگرداں رہے کیسے کیسے لوگ غاروں کے ہو کر رہ گئے، کئی پیشانیاں رگڑتے اور سر پٹختے رہے، ہزاروں سر بگریباں، چلہ کش اس آرزو میں دنیا سے اٹھ گئے، لاکھوں طواف و سجود میں غرق رہے، بے شمار صوفی و ملا وقفِ دعا رہے، ان گنت پرہیز گار خیالِ جنت میں سرشار رہے، خدا ان سب کی محنت ضرور قبول کرے گا، لیکن غازی علم الدین کا مقسوم دیکھئے! نہ چلہ کیا نہ مجاہدہ، نہ حج کیا، نہ عمرہ کیا، نہ دیر میں قشقہ کھینچا، نہ حرم کا مجاور بنا، نہ مکتب میں داخلہ لیا، نہ خانقاہ کا راستہ دیکھا، نہ کنز و قدوری کھول کر دیکھی نہ رازی و کشاف کا مطالعہ کیا، نہ حزب البحر کا ورد کیا نہ اسم اعظم کا وظیفہ پڑھا، نہ علم و حکمت کے خم و پیچ میں الجھا نہ کسی حلقہ تربیت میں بیٹھا، نہ کلام و معانی سے واسطہ رہا، نہ فلسفہ و منطق سے آشنا ہوا، نہ مسجد کے لوٹے بھرے، نہ تبلیغی گشت کیا، نہ کبھی شیخی بگھاری نہ کبھی شوخی دکھائی، اسے پاکبازی کا خبط نہیں، محبوبِ حجازی ﷺ سے رابطہ تھا، وہ تسبیح بدست نہیں مستِ مئے الست تھا، وہ فقیہ مسند آرا نہیں فقیر سر راہ تھا، یہی وجہ ہے کہ اس نے مصلحت کیشی سے نہیں، جذبہ درویشی سے کام لیا، چنیں و چناں کے دائروں سے نکل کر کون و مکاں کی وسعتوں میں جا پہنچا، وہم و گمان کی خاک جھاڑ کر ایمان و عشق کے نور میں ڈھل گیا، نجانے ہاتفِ غیب نے چپکے سے اس کے کان میں کیا بات کہی کہ پل بھر میں دل کی کائنات بدل گئی۔

پروانے کا حال اس محفل میں، ہے قابلِ رشک اے اہلِ نظر
ایک شب میں ہی یہ پیدا بھی ہوا، عاشق بھی ہوا اور مر بھی گیا

خدا معلوم کتنی ریاضت سے آغوشِ بسطام نے بایزید رحمہ اللہ کی پرورش کی خاکِ بغداد نے جنید رحمہ اللہ کو جنم دیا، شہر قونیہ نے مولانا روم رحمہ اللہ کو بنایا، دہلی نے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو پیدا کیا اور ادھر علم الدین رحمہ اللہ، بڑھئی کی دکان سے اٹھا اور ایک ہی جست میں زمان ومکان طے کر ڈالے۔

علامہ اقبال رحمہ اللہ کو جب غازی علم الدین رحمہ اللہ کے بارے میں بتایا گیا کہ ایک اکیس سالہ ان پڑھ اور مزدور پیشہ نوجوان نے گستاخ رسول راجپال کو بڑی جرأت اور پھرتی سے قتل بلکہ واصلِ جہنم کر دیا ہے تو علامہ اقبال رحمہ اللہ نے گلوگیر لہجے میں فرمایا:

''اسی گلاں ای کردے رہ گئے تے ترکھاناں دا منڈا بازی لے گیا''

(ہم باتیں ہی بناتے رہے اور بڑھئی کا بیٹا بازی لے گیا)

علامہ اقبال رحمہ اللہ نے غالباً اسی موقع کے لئے کہا ہے:

عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں نے

جس زمانے میں یہ رسوائے زمانہ کتاب لکھی اور چھاپی گئی، شہر لاہور میں ظاہر ہے حق ہو کے زلزلے ہوں گے، علم وفضل کے چرچے ہوں گے، تقریر وتحریر کے ہمہمے ہوں گے، وعظ ونصیحت کے غلغلے ہوں گے، ادیبوں اور خطیبوں کے طنطنے ہوں گے، لیکن شاتم رسول کا اسفل السافلین میں پہنچانے کی سعادت کسی صوفی باصفا، کسی امام ادب وانشاء، کسی خطیب شعلہ نوا اور کسی سیاسی رہنما کے حصے میں نہیں آئی بلکہ ایسے مزدور کو ملی جو ممتاز دانشور نہیں معمولی کاریگر تھا، جس کی پیشانی پر علم وفضل کے آثار نہیں ہاتھوں میں لوہے کے اوزار تھے، معلوم وہ نمازی

تھا یا نہیں لیکن صحیح معنوں میں غازی نکلا ، وہ کلاہ دستار کا آدمی نہیں تھا مگر بڑے کردار کا حامل بن گیا۔

غازی علم الدین شہید رحمہ اللہ کو دیکھ کر کم از کم یہ یقین ضرور ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کی عبادت کے طول وعرض پر نہیں جاتا بلکہ کسی کے جذبہء بے غرضی کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے ، اس کے ہاں شب زندہ داری سے زیادہ دل کی بے قراری کام دیتی ہے ، وہ کسی کے ماتھے کا محراب نہیں دیکھتا نہاں خانہء قلب کا اضطراب دیکھتا ہے ، اسے نیکیوں کے سفینے نہیں گوشہ چشم پر آنسوؤں کے نگینے درکار ہوتے ہیں ، اسے کسی کی خوش بیانی متاثر نہیں کرتی ، کسی کی بے زبانی پہ پیار آ جاتا ہے ، اسے بوعلی کی حکمت کے مقابلے میں کسی بڑھئی کی غربت پسند آ جاتی ہے ، اگر یہ بات نہ ہوتی تو غازی علم الدین رحمہ اللہ کبھی مقامِ شہادت سے سرفراز نہ ہوتا۔

کسی غزوے کے دوران ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر مسلمان ہوتا ہے ، اور ساتھ ہی جہاد کی اجازت مانگتا ہے ، چند لمحے قبل وہ سپاہِ کفر میں شامل تھا ، دو ساعتوں کے بعد وہ مجاہدین اسلام کا ساتھی بن جاتا ہے ، دولتِ اسلام سے بہرہ مند اور جذبہء جہاد سے سرشار ہو کر میدان میں اترتا ہے اور تھوڑی دیر بعد جامِ شہادت نوش کر جاتا ہے ، جنگ کے خاتمے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہداء کی لاشوں کا معائنہ فرما رہے تھے جب ثابت بن اصیرم رضی اللہ عنہ کی لاش پر پہنچے تو آپ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا " اس شخص کو دیکھو جس نے اسلام قبول کیا مگر نہ نماز پڑھی ، نہ اس نے روزہ رکھا ، نہ اسے حج کرنے کا موقع ملا ، مگر سیدھا جنت میں پہنچ گیا۔"

یہی حال غازی علم الدین شہید رحمہ اللہ کا ہے ، نہ اس نے فنِ تجوید و قرأت سیکھا ، نہ عربی و فارسی پڑھی ، نہ رومی رحمہ اللہ کی مثنوی نہ زمحشری کی کشاف

پڑھی، نہ دین کے اسرار و رموز سمجھے مگر ایک راز اس پر ایسا کھلا کہ مقدر کے بند کواڑ کھل گئے، قسمت کا دریچہ کیا کھلا کہ جنت کے دروازے کھل گئے، یہ عقلِ خود بیں کا کرشمہ نہیں عشق خدا بیں کا معجزہ تھا، کل تک دکان پر ٹھک ٹھک کرنے والا علم الدین رحمہ اللہ آج کروڑوں مسلمانوں کے سینے میں دل بن کر دھک دھک کر رہا ہے۔

غریب باپ کو کیا علم تھا کہ اس کی گود میں شہرت محبت کا امیر پل رہا ہے، کچے گھروندے کو کیا خبر تھی کہ اس کے احاطے میں پکے عقیدے کا بچہ چل پھر رہا ہے، سنسان حویلی کو کیا پتہ تھا کہ ایمان کی دولت اس کے دامن میں بھری ہوئی ہے، محلّہ چابک سوار کا علم الدین رحمہ اللہ کا میدانِ عشق کا شہسوار نکلا۔

یہ رتبہء بلند ملا جس کو مل گیا

غازی علم الدین شہید رحمہ اللہ 1908ء میں پیدا ہوئے اور 31 اکتوبر 1929ء کو تعزیر جرم عشق میں پھانسی پا کر ہمیشہ کے لئے گستاخانِ رسول کے گلے کی پھانس بن گئے۔

21 برس کی عمر میں صدیوں کا سفر اس خوبی سے طے کیا کہ اس کی گردِ سفر کا ایک ایک ذرہ کاروانِ شوق کے لئے نشانِ منزل بن کر رہ گیا ہے، نہ جانے عشاق کے اور کتنے قافلے اس راہ سے گزریں گے لیکن ان پر لازم ہوگا کہ وہ علم الدین رحمہ اللہ کے نقش کف پا کو چوم کر اپنی منزل کی بُو سونگھیں۔

لوگ زندہ وجاوید ہونے کی آرزو میں مر مر کر جیتے اور جی جی کر مرتے ہیں۔ انہیں جینے کا فن تو آجاتا ہے، مرنے کا ڈھنگ نہیں جانتے۔ وہ غازی علم الدین رحمہ اللہ کی روح سے پوچھیں کہ مر کر امر ہو جانے کا کیا راز ہے؟ فنا کے گھاٹ اتر کر لافانی بننے کا کیا طریقہ ہے؟ گمنام ہو کر شہرتِ دوام پانے کا کیا نسخہ

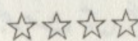
ہے؟ کسی کے نام پرمٹ کرانمنٹ ہونے کی رمز کیا ہے؟ جامِ شہادت کے ذریعے آبِ حیات پینے کا کیا گُر ہے؟

غازی رحمہ اللہ کو میانوالی جیل میں پھانسی دی گئی، اور وہیں دفن بھی کر دیا گیا، انگریز کا خیال تھا کہ اگر لاش برسرِ عام لاہور لائی گئی، تو ضبط کے سب بندھن ٹوٹ جائیں گے، مگر مسلمانوں کا احتجاج پورے برصغیر میں شدید سے شدید تر ہو گیا، حکیم الامت علامہ اقبال رحمہ اللہ، سر محمد شفیع، میاں عبدالعزیز مالواڈہ اور مولانا غلام محی الدین قصوری گورنر سے ملے اور غازی رحمہ اللہ کی لاش مسلمانوں کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا، بالآخر 14 نومبر کو لاش لاہور پہنچی، جنازہ چوبرجی جنازگاہ میں پہنچا، وہاں جنازہ کیا پہنچا، پورا لاہور پہنچ گیا، اس اعزاز و تکریم کو شہنشاہِ ہند ظہیر الدین بابر، مغلِ اعظم شہجہاں، غیاث الدین بلبن اور دوسرے سلاطینِ جہاں آج تک ترستے ہوں گے، جو اکرم و اعزاز ''ترکھاناں دے منڈے'' کو نصیب ہوا۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

غازی رحمہ اللہ آج قبرستان میانی صاحب میں آسودہ خاک ہے، اس خاک کا ہر ذرہ سرمہ چشم عشاق ہے، لوگ بقائے دوام پانے کے لئے خضر کی تلاش میں ہیں جو انہیں چشمہ حیات تک پہنچا سکے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ آبِ حیات کے دو گھونٹ انہیں حیاتِ جاودانی بخش دیں گے لیکن انہیں معلوم نہیں کہ حضور ﷺ کے تلووں کا دھوون ہی آبِ حیات ہے، اس کا ایک قطرہ حیاتِ ابد عطا کر دیتا ہے، علم الدین رحمہ اللہ اپنے دم خم سے نہیں، انہی کی خاکِ قدم بن کر زندہ و پائندہ ہے۔

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما



غازی عبدالقیوم شہید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا واقعہ شہادت نہایت ایمان افروز ہے ان کا تعلق غازی آباد ضلع ہزارہ سے تھا گھوڑا گاڑی چلا کر اپنا، غریب ماں باپ اور بیوہ بہن اور اس کے بچوں کا پیٹ پالتے تھے۔ یہ محلے کی مسجد میں نماز پڑھنے گئے تو مولوی صاحب نے بتایا کہ ''نتھورام'' نامی ہندو نے ایک کتاب ''ہسٹری آف اسلام'' لکھی ہے جس میں اس نے پیغمبر اسلام ﷺ کی ذاتِ اقدس کو نشانہ ءملامت بنایا ہے۔ اس پر مقدمہ ہوا مگر فیصلہ ہونے سے قبل ہی کمرہ عدالت میں اس غلام رسول نے خنجر کے پے در پے وار کر کے اس کی آنتیں پیٹ سے باہر نکال دیں اور اسے واصل جہنم کر کے فیصلہ عشق سُنا دیا۔ اقبال جرم پر آپ کو سزائے موت سنائی گئی۔ آپ نے مسکرا کر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے پھانسی کا پھندہ گلے میں ڈالا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ و جاوید بن گئے۔

غازی محمد صدیق شہید رحمۃ اللہ علیہ:

یہ فیروز پور ضلع قصور میں پیدا ہوئے 1934ء میں انہیں حضور علیہ السلام کی زیارت ہوئی انہیں خواب میں ہی اشارہ ہوا کہ ایک دریدہ دہن ''پالامل زرگر'' کا منہ بند کیا جائے بیدار ہو کر فوراً تعمیل ارشاد کی اور اسے واصلِ جہنم کر دیا۔ ہائی کورٹ کے فیصلے نے انہیں ہمیشہ کے لیے اپنے پیارے آقا ﷺ کے قدموں میں پہنچا دیا۔

غازی عبداللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ:

انہوں نے 1943ء میں ایک بد بخت گستاخِ رسول ''سکھ چلچل سنگھ'' کو شیخوپورہ کے مقام پر سکھوں کے جھرمٹ میں بچھاڑ کر اس کی شہ رگ کاٹ کر

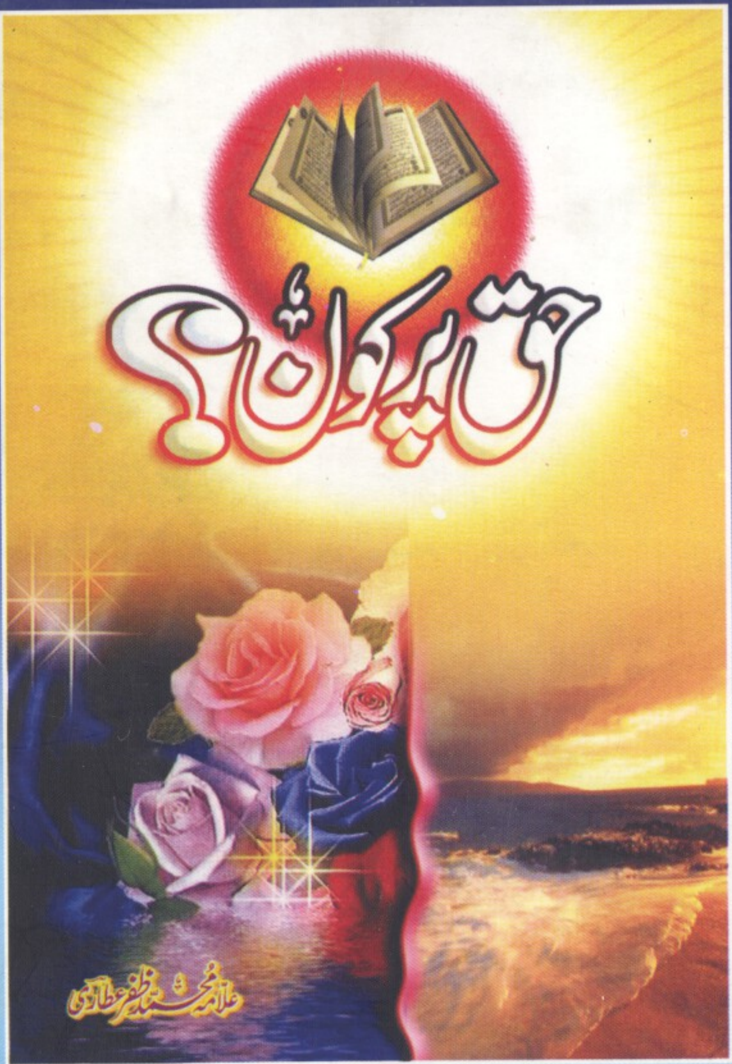
دوزخ میں پہنچا دیا۔ پھر انہوں نے روبروئے عدالت بڑی خوشی سے اعتراف جرم کر کے سزائے موت کو اپنے لئے قبول کر لیا۔

غازی عبدالرشید شہید رحمۃ اللہ علیہ:

ان کا نام نامی بھی سرفروشان ملت اسلامیہ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ انہوں نے آریہ سماج کے بانی "سوامی دیانند سرسوتی" کے چیلے "سوامی شردھانند" جیسے خبیث اور کمینے شاتم رسول کو دہلی میں موت کے گھاٹ اتارا اور راہِ عشق رسول علیہ السلام میں اپنی جان نثار کر کے بارگاہِ نبوت میں سرخرو اور سرفراز ہوئے۔

دیگر شہیدانِ ناموسِ رسالت:

ہندو پاک میں کئی ایک ایسے سرفروشانِ ناموسِ رسول ﷺ بھی ہیں جن کے اسماء تاریخ کے اوراق پر تو موجود نہیں تاہم انہوں نے بارگاہِ رسالت میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ ان میں سے کئی حضرات ظاہری شہرت تو نہ پا سکے مگر اس سعادت سے بہرہ مند ہو کر عنداللہ مقرب ہو گئے۔ جن کا ذکر تاریخ میں موجود ہے ان میں سے تلہ گنگ کے غازی محمد شہید، چکوال کے غازی مرید حسین شہید اور محمد منیر شہید، غازی عامر عبدالرحمٰن چیمہ شہید آف راولپنڈی کے علاوہ ایک ایسے گمنام شہید بھی ہیں جنکا مقدمہ لاہور ہائی کورٹ میں چلا تھا انہوں نے انگریز کی بیوی کو نبی کریم علیہ السلام کے خلاف زبان درازی کرنے پر موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ انہیں بھی سزائے موت سنا کر جام شہادت نوش کروایا گیا تھا۔ رحمھم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔



ہول سیل ڈسٹری بیوٹر

اسلامک بک کارپوریشن

فضل داد پلازہ ۔ اقبال روڈ ۔ کمیٹی چوک ۔ راولپنڈی PH:051-5536111